سب رس

(یعنی قصۂ حسن و دل)

تصنیف

ملّا وجہی

مرتبہ

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

(مع مقدمہ و فرہنگ)

انجمن ترقی اردو
اردو روڈ۔ کراچی

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو ۲۵۷/۳۱۲

اشاعت اول ۱۹۳۲ء

اشاعت دوم ۱۹۵۲ء

اشاعت سوم ۱۹۶۴ء

تعداد ایک ہزار

کتابت فیض الکتابت کراچی

قیمت

چھ روپے

(مطبوعہ انجمن پریس کراچی)

فہرست

ابتدا میں بابائے اردو کا ایک مبسوط مقدمہ شامل ہے جو آج ایک اہم تحقیقی مقالے کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ اہل نظر اس مقالے کی روشنی میں ''سب رس'' سے زیادہ لطف اٹھا سکتے ہیں۔ یوں بھی کتاب کی نثر ایک عام قاری کو اردو زبان کے بڑے دلچسپ ابتدائی مناظر دکھاتی ہے لیکن اردو الفاظ اور اسالیب کے ارتقاء پر کام کرنے والوں کے لئے تو یہ ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔ بطور خاص آج اردو ایک عظیم قوم کی قومی زبان بن چکی ہے اسکی اولین تصنیفات خصوصی توجہ اور تحقیق کی حقدار ہوگئی ہیں یہی وجہ ہے کہ سب رس آج تمام جامعات کے اردو شعبوں میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔

اس تیسری اشاعت میں ہم نے کوشش کی ہے کہ غلطیاں بالکل نہ ہونے پائیں۔ چھپائی روشن ہو اور قیمت بہت کم ہو۔ اس گرانی کے زمانے میں کتابوں کی قیمتیں بھی بڑھادی گئی ہیں مگر انجمن کا پہلا مقصد علم پھیلانا ہے نفع کمانا نہیں ہے اس لئے اس کتاب کی قیمت مقرر کرنے میں اس نے اپنے نقصان کی پروا نہیں کی۔

امید ہے کہ اردو پر نئے کام کرنے والے بطور خاص اس کتاب کی جدید اشاعت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

مقدمہ

از

بابائے اردو مولوی عبدالحق

کچھ ہی دنوں پہلے تک "ولی" اردو شاعری کا باوا آدم مانا جاتا تھا اور بعض کو اب بھی اس پر اصرار ہے۔ پرانی باتیں دل سے نکلتے ہی نکلتی ہیں۔ تحقیق سے اب یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ "ولی" سے بہت پہلے اردو کے بہت اچھے اچھے شاعر ہو گزرے ہیں۔ اسی طرح (اب تک اردو نثر کی پہلی کتاب "فضلی" سے منسوب کیجاتی تھی اور اس کی "کربل کتھا" اردو نثر کی پہلی کتاب سمجھی جاتی تھی۔ لیکن ابھی حال ہی میں معلوم ہوا کہ فضلی سے کہیں پہلے نثر میں بہت سی کتابیں لکھی گئی تھیں۔ مگر پردۂ خفا میں تھیں۔ تحقیق و جستجو نے اب انھیں گمنامی سے نکالا ہے۔ انھیں میں سے ایک قابلِ قدر کتاب "سب رس" ہے۔)

ہر زبان میں (زمانے کے لحاظ سے) نظم کو نثر میں تقدم حاصل ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ لوگ پہلے اردو ناٹکوں کی طرح نظم ہی میں گا گا کر باتیں کرتے تھے۔ بلکہ اس سے یہ مطلب ہے کہ ادبی نقطۂ نظر سے پہلے نظم کہی یا لکھی گئی اور نثر لکھنے کا رواج بہت بعد میں ہوا۔

بات یہ ہے کہ انسان ابتداء میں زیادہ تر جذبات اور جبلّت کا تابع تھا۔ اب بھی جہاں کہیں تمدن نے اپنی پرچھائیں نہیں ڈالی وہاں لوگ جذبات کی پوٹ

معلوم ہوتے ہیں، عقل دیر میں آتی ہے اور مشکل سے آتی ہے۔ اور اس کا جذبات پر غالب آنا اور بھی مشکل ہوتا ہے۔ جذبات کا اظہار نظم ہی میں خوب ہوتا ہے۔ انسان انسان کا پہلا کلام گیت ہے۔ گانا اور ناچنا انسان کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا ہے۔ فطرت میں ہر جگہ ناچ اور گانا نظر آتا ہے۔ موزونیت دونوں کی جان ہے، اور انسان کے اولین جذبات بے تکلفی اور سادگی سے انھیں کی بدولت ظاہر ہوتے۔ اور آج تک ہر قوم میں متمدن ہو یا غیر متمدن یہ اس کی مسرت اور لطف کا سامان ہیں، اور جب تک سائنس جذبات کو بالکل کچل کر اسے مشین کا پتلا نہ بنا دے یہ یونہیں رہیں گے اگرچہ اردو کا نشو و نما اس وقت ہوا جب کہ ملک اعلیٰ درجہ کا متمدن تھا، لیکن یہ فارسی اور ہندی کی پروردہ تھی۔ دونوں شاعری کی زبانیں ہیں۔ یہ بھی اسی رستے پر پڑی۔ اس کی ابتدا بھی نظم گیتوں سے ہوئی اور نثر بعد میں آئی۔ یہاں تک کہ بعض علمی کتابیں بھی نظم ہی میں لکھی اور یہی تقریباً ہر زبان میں ہوا ہے۔

"سب رس" کا مصنف "وجہی" ہے یہ عبداللہ قلی قطب شاہ کا درباری شاعر تھا۔ قطب شاہی بادشاہوں کے عہد میں دکنی یعنی قدیم اردو کو بہت فروغ ہوا۔ یہ علم و ہنر کے بڑے سرپرست تھے، شعرا اور علما ان کے دربار کی رونق تھے۔۔۔۔ کے دربار کی رونق خود ان میں سے بعض بڑے پایہ کے شاعر ہوئے ہیں۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ (سنہ ۹۸۸ھ تا سنہ ۱۰۲۰ھ) کا ضخیم کلیات اسکی قادر الکلامی اور وسیع النظری پر دلالت کرتا ہے۔ اردو میں اس سے قبل کا ایسا پاکیزہ کلام دریافت نہیں ہوا ہے۔ اس کا بھتیجا اور جانشین محمد قطب شاہ (سنہ ۱۰۲۰ھ تا سنہ ۱۰۳۵ھ) بھی اردو کا بہت اچھا شاعر ہوا ہے۔ اور اس کا دیوان موجود ہے۔ اس کا جانشین عبداللہ قطب شاہ (۱۰۳۵ھ تا سنہ ۱۰۸۳ھ) بھی اپنے باپ دادا کی طرح اردو کا شاعر تھا اس کے عہد میں علم کا بہت چرچا تھا اور بعض بڑے بڑے فاضل اور شاعر اسکے دربار

سے تعلق رکھتے تھے۔ فارسی لغت کی مقبول اور مشہور کتاب برہان قاطع اسی کے عہد میں لکھی گئی۔ طب کی بعض کتابیں اسی زمانے کی تالیف ہیں اور اسی بادشاہ کے نام سے منسوب ہیں۔ ملا نظام الدین احمد نے حدیقۃ السلاطین اس کے حالات میں لکھی ہے۔ اس کے علاوہ اس عہد کے بہت سے علماء نے اپنی کتابیں اسی بادشاہ کے نام سے معنون کی ہیں، جس سے اس کی علم پروری اور علمی ذوق کا پتہ لگتا ہے۔ ملا غواصی مصنف سیف الملوک و بدیع الجمال، اور ابن نشاطی مصنف پھول بن اسی کے دربار کے شاعر تھے۔ یہ کتاب سب رس بھی وجہی نے عبداللہ قطب شاہ ہی کی فرمائش پر لکھی تھی، چنانچہ وہ خود اس کتاب کے دیباچہ میں لکھتا ہے:-

"سلطان عبداللہ، ظل اللہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، دشمن پرور، ثانی سکندر، عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے تے باخبر، .... صبا کے وقت بیٹھے تخت، یکایک غیب تے رمز پاکر دل میں اپنے لیا کچھ گمر، وجہی نادر سخن کوں، دریا دل گوہر سخن کوں، حضور بلائے، پان دئے، بہت مان دیئے۔ ہور فرمائے کہ انسان کے وجود کیچ میں کچھ عشق کا بیان کرنا، اپنا ناؤں عیاں کرنا۔ کچھ نشان دھرنا وجہی بھوتگی گن بھریا، تسلیم کر کر سر پہ ہاتھ دھریا۔ بھوت بڑا کام اندیشیا بھوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے بادل تے دانش کے میدان میں گفتار برسایا، قدرت کے اسراراں برسایا۔ بادشاہ کے فرمائے پر چنتیا تقطیع بیتیا"۔

سب رس کے علاوہ میرے پاس وجہی کی دو کتابیں اور ہیں۔ ایک تاج الحقائق یہ بھی نثر میں ہے۔ اور اس میں اخلاق و تصوف پر بعض مباحث ہیں اور سب رس کے بعض مقامات سے جہاں اس نے اس قسم کی بحثیں چھیڑ دی ہیں، بہت ملتے جلتے ہیں۔

دوسری ایک مثنوی "قطب مشتری" ہے۔ اس میں بادشاہ وقت ابراہیم قطب شاہ کے بیٹے سلطان قلی قطب کے عشق و محبت کا قصہ بیان کیا ہے۔ اس کا سنہ تصنیف جیسا کہ اس نے خود کتاب کے آخر میں بیان کیا ہے سنہ ۱۰۱۸ھ ہے۔ ایک بات البتہ سمجھ میں نہیں آئی کہ اس مثنوی میں وہ ہر جگہ اپنا نام "وجیہی" لکھتا ہے۔ البتہ اس مثنوی میں ایک عنوان کے یہ الفاظ ہیں "وجہی تعریف شعر خود گوید" ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اس کے نہیں ہو سکتے، کسی دوسرے کے ہیں، لیکن "سب رس" میں جہاں کہیں اس کا نام آیا ہے وہاں "وجہی" لکھا ہے۔ کم سے کم اس کے پانچ نسخے میری نظر سے گزرے ہیں ان سب میں "وجہی" پایا گیا۔ حدیقۂ قطب شاہی میں جہاں اس کا ذکر سلطان عبداللہ قطب شاہ کے فرزند کی تاریخ ولادت کے ضمن میں آیا ہے وہاں صاف طور پر "وجیہی" لکھا ہوا ہے [1] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے "وجہی" اور "وجیہی" دونوں طرح اپنا نام لکھا ہے۔ اس مثنوی میں ابراہیم قطب شاہ کی مدح اور سلطان قلی قطب شاہ کی ولادت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ گویا اس نے قطب شاہیہ خاندان کے چار بادشاہوں کو دیکھا تھا۔ اور یہ کتاب اس نے عبداللہ قطب شاہ کے دادا امجد محمد قلی قطب شاہ کے آخر زمانے میں لکھی تھی۔ "سب رس" کا سنہ تصنیف ۱۰۴۵ھ ہے۔ چنانچہ خاتمۂ کتاب پر لکھتا ہے "بارے جس وقت تھا ایک ہزار چہل و پنج، اس وقت ظہور پکڑیا یہ گنج" یعنے اس نے "سب رس" مذکورہ مثنوی سے ۲۷ برس بعد لکھی، اس وقت اس کی عمر اچھی بڑی ہوگی، تعجب یہ ہے کہ اس نے اس کتاب میں کہیں مثنوی کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے شاعر ہونے میں شبہ نہیں۔ سب سے بڑی شہادت تو یہ مثنوی ہے۔ دوسری شہادت "حدیقۂ قطب" سے ملتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ "سب رس" میں بھی جا بجا اپنے اشعار اور غزلیں جا بجا نقل کرتا ہے۔ اب میں کتاب کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

---

[1] وجیہی نے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے فرزند کے تولد ہونے پر یہ تاریخ کہی
"ماہتاب از آفتاب آمد پدید" (۱۰۴۱ھ)

یہ کتاب ادبی نظر سے قدیم اردو میں خاص اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ قصہ بھی عجیب ہے اور طرز بیان بھی عجیب۔ مصنّف نے ایک عام اور عالمگیر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ اور حسن و عشق کی کش مکش اور عشق و دل کے معرکے کو قصے کی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ بڑے مزے کا قصہ ہے اور کون ہے جو اس کوچہ سے ناآشنا ہو اور جس نے اس معرکہ میں چوٹ نہ کھائی ہو۔

"وجہی" نے کہیں اس کا ذکر نہیں کیا کہ یہ قصہ اسے کہاں سے ملا۔ دیباچہ پڑھنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یہ اسی کی ایجاد ہے۔ اسی کے دماغ کی اپج ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ یہ پُر لطف داستان سب سے پہلے محمد یحییٰ ابن سیبک فتاحی نیشاپوری نے لکھی۔ یہ نیشاپور علاقہ خراسان کے مشاہیر اور شاہرخ مرزا کے عہد میں انتقال کی تاریخ سنہ ۸۵۲ھ ہے۔ تخلص فتاحی ہے۔ اس تخلص کے رکھنے بھی انھوں نے خاص جدّت اور تکلف سے کام لیا ہے۔ یہ سیبک سے تراشا گیا ہے جو ان کے نام کا جز ہے۔ سیب کو عربی میں "تفاح" کہتے ہیں اور تفاح کو تقلیب کیا تو "فتاح" بنا اور اس سے "فتاحی" اپنا تخلص قرار دیا۔ اس کے علاوہ اسراری اور خماری بھی تخلص کرتے ہیں۔ تذکروں میں لکھا ہے کہ یہ بہت قابل اور قادر الکلام شاعر تھے۔ لیکن چونکہ طبیعت میں قناعت تھی اور دربار کی گوں کے نہ تھے۔ اس لئے ان کا کلام زیادہ مشہور نہ ہوا۔ علاوہ دیوان کے ان کی کئی تصنیفات ہیں ان میں سے ایک "دستور عشاق" یعنے حسن و دل کا قصہ ہے۔

دستور عشاق مثنوی ہے جس میں پانچ ہزار شعر ہیں۔ اس قصے کو مصنف نے "شبستان خیال" اور "حسن و دل" کے نام سے الگ الگ بھی لکھا ہے لیکن یہ دونوں دستور عشاق کے بعد لکھی گئی ہیں۔

حسن و دل جو بہت مشہور ہوئی نثر میں دستور عشاق کا خلاصہ ہے۔ اس کی نثر

مسجع اور مقفٰی ہے اور صنائع و بدائع کی اس میں خوب داد دی ہے۔ یہ کتاب یورپ میں تین بار چھپی اور ترجمہ ہوئی۔ سب سے پہلے آرتھر براون (ڈبلن) نے سنہ ۱۸۰۱ء میں ترجمہ کیا۔ دوسرا ترجمہ ولیم پرائس نے سنہ ۱۸۲۸ء میں شائع کیا اور سب سے آخر میں جرمن ڈاکٹر روڈالف دوراک نے وی اینا (VIENNA) اکاڈیمی کی روئداد (سنہ ۱۸۸۹ء، جلد ۱۱۸) میں مع ترجمہ کے شائع کیا۔ انگریزی کے دو ترجمے تو اچھے نہیں ہیں، لیکن اس جرمن ڈاکٹر نے مختلف نسخوں کا مقابلہ کر کے کتاب پر عالمانہ اور تنقیدی مقالہ لکھا ہے اور قصے کا خلاصہ بھی لکھ دیا ہے۔ اور ترکی شاعر لامعی (سنہ وفات ۹۳۸ھ یا ۱۵۳۱ء) کی داستان سے بھی جس نے اسے اپنی زبان میں لکھا ہے اس قصہ کا مقابلہ کیا ہے تین اور ترکی شاعروں نے بھی اس پر طبع آزمائی کی ہے۔ ایک تو آہی (سنہ وفات ۱۵۱۷ء) اور دوسرا "دالی" ہے جو سولھویں صدی عیسوی کے آخر میں ہوا ہے اور تیسرا "صدقی"۔ لامعی اور آہی کی کتابیں نثر میں ہیں اور صدقی کی نظم میں۔ آہی کی کتاب ناتمام ہے اور اس کی نثر نہایت درجہ مسجع و مقفٰی اور دقیق ہے۔ سوائے صدقی کے باقی سب نے قصے میں اپنی طرف سے بہت کچھ تصرف کیا ہے[1]۔

ہندوستان بھی اس سے خالی نہیں۔ عہد عالمگیر میں سنہ ۱۰۹۵ھ میں خواجہ محمد بیدل نے اس قصے کو پرتکلف نثر میں لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ جدت کی ہے کہ قصے کے اشخاص کو خطابات بھی عطا فرماتے ہیں جس سے تمثیل کا لطف جاتا رہا ہے

مذکورہ بالا حالات میں نے مسٹر آر۔ ایس۔ گرین شیلڈس (آئی۔ سی۔ ایس) کی کتاب دستور عشاق کے مختصر دیباچے سے اخذ کئے ہیں جو انھوں نے جرمن ڈاکٹر کے مقدمے سے (جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) نقل کئے ہیں۔ مسٹر گرین شیلڈس نے اصل فارسی نسخہ ۱۹۲۶ء میں شائع کیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو ہسٹری آف اوٹومن پوئٹری مصنفہ گب جلد دوم صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۶

لیکن ہندوستان میں بھی حسن و دل کے نام سے اسی قصے کو ایک شاعر نے فارسی زبان میں نظم کیا ہے جس کا ذکر یورپین مترجموں نے نہیں کیا اس کے مصنف داؤد ایلچی میں جنھوں نے اپنی مثنوی حسن و دل سنہ ۱۰۰۴ھ میں نظم کی۔[1] کتاب بمبئی یونیورسٹی کے کتب خانے میں ہے اردو میں بھی کئی شاعروں نے اسے نظم کیا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا

---

[1] کتاب کی وجہ تالیف یہ بیان کی گئی ہے کہ

بسے ہست منظوم افسانہا
بلطف عبارت چو در دانہا
زہر نکتہ سنجی در اطوار عشق
بطرزے کہ بنماید آثار عشق
دلے ایلچی با پریشان دلی
سر پر ز سودائے بے حاصلی
بری از تکلف بطرز غریب
ادا می کند قصۂ بس عجیب

کتاب کے آخر میں یہ اشعار ہیں اور پانچویں شعر میں سنہ تالیف مذکور ہے۔

بحمد اللہ کہ ایں گفت گو
بسر حد انجام آورد رو
دل و حسن گشتند از عشق شاد
گرفتند از دہم کمال مراد
نتائج از ایشاں بسے حاصل است
سنا شد کسے کہ بحق واصل است

(باقی حاشیہ صفحہ پر)

ان تمام مصنفوں نے اس قصے کے بیان کرنے میں خواہ نثر میں ہو یا نظم میں مولانا فتاحی سے خوشہ چینی کی ہے۔ گو ملا وجہی نے قصے کی اصل کی طرف کہیں اشارہ نہیں کیا، مگر دونوں کتابوں کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وجہی نے قصے کی واردات حرف بحرف فتاحی سے لی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی اضافہ کیا ہو تو یہ کہ جابجا پند و موعظت کا دفتر کھول دیا ہے جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں۔

میرا قیاس یہ ہے کہ وجہی کو فتاحی کی حسن و دل جو نثر میں ہے۔ ہاتھ لگ گئی تھی دستور عشاق اس کے نظر سے نہیں گزری تھی۔ اس کے کئی وجوہ ہیں۔ ایک تو یہ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ)

یکے زاں نتائج بود ایں کتاب
کہ حسن و دلش نام شد از صواب
ز ہجر نبی زکی در شمار
گزشتہ ہزار ست پنجاہ و چار
کہ ترتیب ایں نظم ترتیب دید
نکو داستانے بآخر رسید

آخری دو شعر یہ ہیں۔

قلم رفتہ رفتہ بایں جا رسید
ز سرگشتگیہائے خود آرمید
درود نبی گشت آخر کلام
علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

وجہی نے اپنی نثر میں اسی کا طرز اڑایا ہے اور مسجع و مقفیٰ عبارت لکھی ہے۔

دوسری وجہ ہے کہ جن امور کا ذکر دستور عشاق میں مفصل ہے اور نثر کو خلاصے میں سرسری یا برائے نام ہے ان کی تفصیل برائے نام بھی نہیں پائی جاتی۔ مثلاً جب حسن و دل کی شادی ہوتی ہے تو وہاں فتاحی نے دف و گل، چنگ و بنفشہ نرگس و کاسہ چینی کے بڑے پر لطف مناظرے ہوتے ہیں۔ نثر کی کتاب میں ان کا ذکر نہیں۔ سب رس میں بھی یہ نہیں پائے جاتے۔ اور اس تقریب میں قامت اور زلف اور دیگر امرا کی طرف سے جو دعوتیں اور مہمانداریاں ہوتی ہیں اس کا بھی کوئی مذکور نہیں۔ اور آخر میں جب گلشن رخسار میں خضر سے ملاقات ہوتی ہے تو وجہی نے صرف چند ہی سطروں میں ملاقات ختم کر دی اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ساری باتیں ہو جاتی ہیں اور زبان سے کسی کلمے کے ادا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی لیکن بخلاف اس کے دستور عشاق میں خضر دل کو ایک پر معنی اور پر معارف تلقین کرتا ہے۔ سب رس میں قصہ کا خاتمہ مکمل نہیں بلکہ مبہم ہو کے رہ جاتا ہے۔ دستور عشاق میں فتاحی خضر کی زبان سے تمام اسرار کی حقیقت کھولتا ہے اور جتاتا ہے کہ "تو کیا ہے یا دل کیا؟ تو بہ اور زہد کون ہیں، نظر، ہمت، رقیب، قامت، زلف، وفا اور غیر سے کیا مطلب ہے۔ گلشن، رخسار اور شہر دیدار کیا ہیں اور عقل اور عشق کی کیا حقیقت ہے" غرض تمام تمثیل جو ہم پڑھتے آئے ہیں آخر میں مجاز کا پردہ اٹھا دیتا ہے اور حقیقت کا جلوہ دکھا دیتا ہے اور جن چیزوں کو ہم قصہ سمجھتے ہیں وہ معارف کے رنگ میں نظر آنے لگتی ہیں۔ اور اس ترکیب سے داستان کے تمام اسرار حل ہو جاتے ہیں۔

آب حیات جس پر قصہ کی بنیاد ہے اور جس کی آرزو میں تمام فتنے اور فساد برپا ہوتے ہیں اور طرح طرح کی آفتیں نازل ہوتی رہتی ہیں وہ سب رس میں آخر تک مکمل سا رہتا ہے۔ اور یہ تمثیل کسی قدر ناقص اور تشنہ رہ جاتی ہے۔ دستور عشاق میں خضر نے اس گتھی کو بھی

بھی سلجھایا ہے اور تمثیل کی تکمیل بھی کر دی ہے ۔ اگرچہ شروع میں ایک جگہ وہ آب حیات کے متعلق ۔ ۔ یہ کہتا ہے ۔

بکف آبے کہ از دین شریعت
کہ ایں است آب حیواں در حقیقت

لیکن فتاحی نے گلشنِ رخسار میں سرچشمہ فم کی نشاندہی کی ہے اور اس چشمے پر جو سبزہ اگا ہوا ہے اسے خضر سے تعبیر کیا ہے اور فم یعنی منہ ہی وہ جگہ ہے جہاں سخن پایا جاتا ہے ۔ اور یہ سخن آب حیات ہے ۔ وجہی نے بھی منہ ہی کو آب حیات کا چشمہ بتایا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے " تماشہ دیکھتے دیکھتے رخسار کے گلزار میں آئے دہن آب حیات کا چشمہ پائے " ۔ ہمت نے بھی یہی پتہ دیا تھا ۔ مگر فتاحی نے اسے زیادہ صاف کر دیا ہے ۔ وہ دہن کو چشمہ اور سخن کو آب حیات بتاتا ہے اور پھر اس کی تعریف میں یوں نغمہ زن ہوتا ہے ۔

سخن روح اللہ پاکست در اسم
ز حق القائے او با مریم جسم
سخن دُرّ لیست از دریائے اعظم
سخن نور لیست در مشکاۃ اعظم
سخن علم لدنّی را نشان است
کہ از تعلیم علمہ البیان است
سخن آب حیات است از کرامت
کہ زو زندہ ست تا روز قیامت

اب اس کتاب (سب رس) کو حسن و دل کا فرزند ہونا سزاوار ہے جس پر قصے کا خاتمہ ہے ۔

قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک طرف عقل اور عشق کا معرکہ ہے اور دوسری طرف دل اور حسن کا۔ عقل مغرب کا بادشاہ اور عشق مشرق کا۔ عقل کا ملک یونان (بقول وجہی سیستان) تھا۔ حسن عشق کی بیٹی ہے اور دل عقل کا فرزند ہے۔ بیٹا جب سیانا ہوا تو باپ (عقل) اسے شہر تن (بدن) کا والی بنا دیتا ہے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ دل کا مصاحب آب حیات کا قصہ پڑھ کر سناتا ہے۔

دل کو آب حیات کا ذکر سنکر اس کے حاصل کرنے کی دھن لگتی ہے اور اسکے پیچھے ایسا دیوانہ ہوتا ہے کہ کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ آخر اس کا جاسوس نظر اس کی تلاش میں نکلتا ہے اور رستہ میں اسے ایک خوش منظر اور خوش حال شہر نظر ملتا ہے۔ جس کا نام عافیت اور اس کے بادشاہ کا نام ناموس ہے۔ وہ ناموس سے ملاقات کرتا ہے اور اپنے سفر کا مقصد بیان کر کے رہنمائی کا طالب ہوتا ہے۔ ناموس کہتا ہے کہ آب حیات کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ فسانہ ہے۔ اصل آب حیات انسان کی آبرو ہے۔ نظر مایوس ہو کر آگے بڑھتا ہے۔ چلتے چلتے ایک عظیم الشان پہاڑ کے قریب پہنچتا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اسکا نام زاہد ہے اور ایک بڈھے زرق نامی کا آشیانہ ہے۔ اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آب حیات کا پتہ پوچھا اس نے کہا کہ آب حیات دنیا میں کہاں وہ تو بہشت میں ہے۔ ہاں اگر اس کی تلاش ہے تو عاشقوں کے آنسوؤں میں ڈھونڈھو۔ یہ بات اس کے دل کو نہ لگی اور وہ وہاں سے مایوس ہو کر آگے چلا تو ہدایت نام ایک سر فلک کوہ دیکھا جس کا بادشاہ ہمت تھا اس نے البتہ کچھ ہمت بندھائی اور آب حیات کا پتہ بتایا اور کہا کہ کوہ قاف کے اس طرف ایک شہر ہے جس کا نام دیدار ہے اس میں ایک باغ ہے جس کا نام رخسار ہے اور اس باغ میں ایک چشمہ دہن ہے اور اسی چشمے میں آب حیات ہے جس کی تجھے تلاش ہے اور ایک سفارشی خط اپنے بھائی قامت کے نام دیا اور یہ بھی کہا وہاں پہنچنا

بہت دشوار ہے۔ شہرِ دیدار کا نگہبان ایک دیو رقیب نامی ہے وہ کسی غیر آدمی کو وہاں گھسنے نہیں دیتا۔ غرض بہزار دقت جب کہ وہ رقیب کے شہر سنگسار میں پہنچا تو نگہبانوں نے اسے قید کر لیا اور رقیب کے پاس لے گئے۔ رقیب بہت بگڑا اور کہا تو یہاں کیسے آیا؟ نظر نے جب دیکھا کہ جان کا خطرہ ہے تو کہا میں بڑا حکیم اور کیمیا ہوں، رقیب کو لالچ نے گھیرا اور سونے کی طمع میں اسے بڑی خاطر سے اپنے پاس رکھا۔ جب سونا بنانے کی فرمائش کی تو نظر نے کہا بعض دوائیں صرف شہرِ دیدار میں ملتی ہیں، وہاں لے چلو تو سونا بنا دوں گا۔ وہاں گیا تو قامت سے ملاقات ہوگی ہمت کا خط دیا اور اس کی مدد سے چھپ کر رقیب کے پنجے سے رہائی پائی اور شہرِ دیدار کا قصد کیا۔ رخسار کے گلزار میں پہنچا تو دل باغ باغ ہو گیا۔ قضا کار حسن کی ایک سہیلی لٹ (زلف) وہاں سیر کرنے آئی تھی اس کی آنکھ جو نظر پر پڑی تو برہم ہو کر بولی کہ تو کون ہے اور یہاں کیسے آیا ہے؟ وہ بہت گھبرایا اور بہت منت وعاجزی کی اور کہا میں مصیبت زدہ ہوں یہاں تک آگیا ہوں، خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ اسے ترس آیا اور اپنے ساتھ لے گئی۔ رخصت کرتے وقت اپنے کچھ بال دیئے اور کہا جب تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یہ بال آگ پر رکھ دینا میں فوراً تیری مدد کو آ جاؤں گی۔ زلف سے وداع ہو کر پھر شہرِ دیدار کی طرف چلا اور تھوڑی دیر میں رخسار کے گلزار میں پہنچ گیا۔ وہاں کا نگہبان غمزہ تھا۔ غمزہ نظر کا بھائی تھا لیکن بچپن میں جدا ہوگئے تھے ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے تھے۔ غمزے نے جو غیر شخص کو گلزار میں دیکھا تو فوراً جھپٹ کر اسے گرفتار کر لیا اور قتل ہی کرنا چاہتا تھا کہ اس کی نظر بازو بند پر پڑی۔ ان کی ماں نے بچپنے میں نشانی کے لئے دونوں کے بازوؤں پر ایک ایک لعل باندھ دیا تھا دیکھتے ہی وہ نظر سے لپٹ لپٹا کر رونے لگا۔ دونوں بھائی ملے۔ نظر نے اپنا سب احوال سنایا۔ غمزہ حسن کا مصاحب تھا۔ وہ

اسے حسن کے پاس لے گیا۔ حسن کے پاس لعل ایک نہایت خوش رنگ بیش بہا لعل تھا جس پر ایک خوبصورت موہنی صورت بنی ہوئی تھی۔ اس نے پرکھنے کے لئے نظر کو دکھایا وہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا کہ یہ صورت تو دل کی ہے۔ یہ سنتے ہی حسن دل پر عاشق ہو جاتی ہے۔ نظر نے کہا کہ دل کو آب حیات کی بڑی جستجو ہے اور اس کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ یہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ یہ مل جائے تو میں دل کو تیرے پاس لے آتا ہوں۔ حسن نے اپنے غلام خیال کو نظر کے ساتھ کیا اور ایک یاقوت کی انگوٹھی ان کو دی جس سے آب حیات کے چشمے پر مہر کی جاتی تھی۔ خیال اور نظر شہر بدن میں پہنچ کر دل سے ملتے ہیں۔ دل کو جب یہ حال معلوم ہوتا ہے اور خیال حسن کی تصویر کھینچ کر دل کو دکھاتا ہے تو دل ہزار جان سے حسن پر عاشق ہو جاتا ہے، کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ آخر نظر کے مشورے سے شہر دیدار کے سفر کا قصد کرتا ہے دل کے باپ بادشاہ عقل کے وزیر وہم نامی اپنے آقا کا بڑا خیر خواہ تھا۔ اسے جب یہ خبر ہوئی تو اس نے فوراً بادشاہ سے ساری باتیں جا لگائیں اور کہا کہ نظر جو شہر سے غائب تھا ایک خانہ خراب خیال کو ساتھ لایا ہے اور دونوں شہزادہ دل کو شہر دیدار کی طرف لئے جا رہے ہیں یہ ضرور کوئی فتنہ پیدا کریں گے اور ملک میں خلل ڈالیں گے۔ ابھی بادشاہ عشق سے صلح ہوئی ہے، باہم قول و قرار ہوئے ہیں اگر لڑائی ہوئی تو بہت برا ہوگا۔ عشق بہت قوی ہے، اس سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں۔ عقل اس خبر کے سننے سے سخت پریشان ہوا اور وہم کے مشورے کے مطابق دل اور نظر کو قید کر دیا اور پہرے بٹھا دیئے۔

یاقوت کی وہ انگوٹھی جو حسن نے دل کو اپنے عشق کی نشانی بھیجی تھی کسی مصلحت سے دل نے نظر کو دیدی تھی اس کی ایک خاصیت یہ تھی جو کوئی اسے منہ میں رکھے تو سب کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ وہ سب کو دیکھے، اسے

کوئی نہ دیکھ سکے۔ اس انگوٹھی کو منہ میں رکھ کر عقل بادشاہ کے بند سے باہر نکل آیا اور شہر دیدار کی طرف روانہ ہوا اور جلد جا پہنچا۔ سیر کرتے کرتے رخسار کے گلزار میں گذر ہوا۔ وہاں ایک چشمہ جسے آب حیات کہتے ہیں پایا۔ لالچ میں آ کر جاہتا تھا کہ ایک گھونٹ پانی پی لے کہ انگوٹھی منہ میں سے نکل کر چشمہ میں جا پڑی اور آب حیات کا چشمہ نظر سے غائب ہو گیا۔ اتنے میں رقیب کی نظر اس پر پڑی وہ تاک میں تھا ہی فوراً جکڑ کر باندھ لیا اور گھر لیجا کر قید کر لیا یہ ان کے کرتوت کا نتیجہ تھا سخت پریشان حال اور بے قرار تھا کہ ایک دن لٹ کے بالوں کا خیال آیا۔ ایک دو بال لے کر آگ پہ رکھے۔ بالوں کا آگ پہ رکھنا تھا کہ فوراً لٹ آ پہنچی، حال پوچھا اور کسی حکمت سے قید سے چھڑایا اور شہر دیدار اور رخسار کے گلزار کے رستے پہ ڈال دیا۔ نظر وہاں پہنچ کر حسن سے ملا۔ وہ فراق کی ماری تو انتظار ہی میں بیٹھی تھی۔ جب نظر کی زبانی سب حال معلوم ہوا تو بہت مایوس ہوئی اور غمزہ کو بلا کر کہا کہ تم اور نظر دونوں جاؤ اور جس طرح بن پڑے، تدبیر سے، حکمت سے، جادو ٹونے سے دل کو یہاں لیکر آؤ۔

اب نظر اور غمزہ چیدہ اور تجربہ کار آدمیوں کو لے کر شہر بدن کی جانب سدھارے۔ کہتے ہیں کہ نظر جس وقت عقل کے بند سے نکل بھاگا تو عقل کو اسی وقت کھٹکا ہوا تھا کہ یہ جا کر کچھ نہ کچھ فساد برپا کرے گا۔ اس لئے اس نے پہلے ہی سے سرحد کے سرداروں کے نام احکامات جاری کر دیئے تھے کہ نظر قید سے بھاگا ہوا ہے، اسے ملک سے باہر نہ جانے دیں اور جہاں ملے قید کر لیں۔ زرق کا بیٹا توبہ جو اپنے کوہستان زہد میں رہتا تھا اسے بھی عقل نے تاکیدی احکام بھیجے تھے۔ جب نظر اور غمزہ چلتے چلتے وہاں پہنچے تو قلعہ کے دیدبان نے اطلاع دی کہ نظر لشکر لئے پہاڑی کے نیچے پڑا ہے، توبہ غصہ میں بھرا ہوا فوراً لشکر لے کر چڑھ آیا۔ یہ دونوں بڑی دلیری اور بے جگری سے لڑے اور توبہ کو مار بھگایا۔ یہاں سے چل کر وہ قلندوں

کے بھیس میں شہرِ عافیت کی طرف چلے اور وہاں بادشاہ ناموس سے ملے اور
کچھ ایسا جادو چلا کہ تخت و تاج چھوڑ کر وہ بھی فقیر ہو گیا۔

ادھر تو یہ شکست کھا کر بحالِ خستہ و تباہ بادشاہ عقل کی خدمت میں حاضر ہوا جو کچھ اس پر گزری تھی کہہ سنائی۔ بادشاہ نے غمزہ کی یہ سفاکی دیکھی تو دل کو طلب کیا، قید سے رہا کیا اور غمزہ کی بیدادی کا قصہ سنایا اور نہایت دلسوزی سے موقع کی اونچ نیچ کو سمجھایا اور کہا کہ حسن کا لشکر بہت سفاک ہے اس میں وفا نہیں۔ تم اگر ان دغاباز وں کی باتوں پر جاؤ گے تو اپنا ملک کھو بیٹھو گے۔ ہماری بات سنو۔ ہمارا اچھا لشکر حاضر ہے اسے لے کر شہر دیدار کے ادھر چلے جاؤ۔ اکیلے جانا خطرے سے خالی نہیں ہے عورت کی ذات بہت مکار ہوتی ہے۔ نہ معلوم اس عشق کے پردے میں کیا گل کھلائے۔ دل کو بھی یہ بات پسند آئی اور سمجھا کہ اگر غالب آیا تو حسن اپنی ہے اور جو مغلوب ہوا تو معذوری ہے۔ عقل کی باتوں سے عشق کا ولولہ دھیما پڑ گیا۔

غرض شاہ عقل کے سپہ سالار صبر کو ساتھ لیا اور لاؤ لشکر لے کر شہر دیدار کا رخ کیا۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ ساتھ والے خبر لائے کہ اس جنگل میں جگہ جگہ ہرن چوکڑیاں بھرتے نظر آتے ہیں گویا ہوا سے باتیں کرتے ہیں۔ دل یہ سن کر بے تاب ہو گیا۔ شکار کا شوق سر پر سوار ہوا۔ تیر کمان لے ہرنوں پر گھوڑا ڈالا۔ وہ اصل میں ہرن نہ تھے۔ وہی غمزے کا لشکر تھا۔ انھیں کون پکڑ سکتا تھا۔ دور نکل جاتے تو ٹھیر جاتے اور جو دل قریب آتا تو قلانچیں بھر کے آگے نکل جاتے۔ عقل کو خبر ہوئی تو محبت نے جوش مارا۔ اور وہ بھی اسی طرف راہی ہوا۔ دونوں ہرنوں کے پیچھے سرگرداں چلے اور نظر اور غمزہ انھیں جل دے کر شہر دیدار کے پاس لے آئے۔ حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کارگزاری سنائی۔ وہ سن کر باغ باغ ہو گئی۔

اب سوچ یہ پڑی کہ عقل بادشاہ جو لشکر لئے چلا آرہا ہے اس کی کیا تدبیر کی جائے اور اس آفت کو کیونکر ٹالا جائے۔ رائے قرار پائی کہ حسن اپنے باپ کو اطلاع دے کہ وہ کسی جتن سے اس بلا کو ٹالے۔ چنانچہ اسنے اپنے باپ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میرا ایک وفادار غلام خیال نامی مدت سے غائب تھا۔ اب معلوم ہوا کہ عقل بادشاہ نے گرفتار کر لیا ہے۔ ہم نے طلب کیا تو بہت برہم ہوا اور اب لشکر لئے چڑھا آرہا ہے۔ عشق نے جب یہ مکتوب پڑھا تو مارے طیش کے چہرہ لال ہوگیا اور کہنے لگا عقل کی یہ مجال کہ وہ اس سرزمین پر قدم رکھے۔ (عقل دیوانہ ہے کہ جو عشق سے بھڑنا چاہتا ہے۔)

غرض عشق نے اپنے بہادر سپہ سالار قہر کو مقابلے کے لئے بھیجا۔ عقل یہ فوج دیکھ کر بہت سٹپٹایا۔ فرزند کی نالائقی اور اپنے فعل پر بہت پچھتایا۔ اب لڑائی شروع ہوگئی، غمزہ نے عقل پر حملہ کیا اور خوب دو دو ہاتھ ہوئے۔ عقل کو سنبھلنا مشکل ہوگیا دوسرے قامت نے عقل کے لشکر پر قیامت برپا کر دی۔ تیسرے دن رات کو زلف نے شب خون مارا۔ سوتے ہوؤں کو پچھاڑا۔ اتنے میں پاس نسیم پہنچی اس نے دل کو بہت کچھ ڈھارس دی اور پے در پے حملوں سے غنیم کے لشکر میں کھلبلی مچادی زلف کو بھگا دیا اور عشق کا لشکر تتر بتر ہوگیا۔

حسن کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت گھبرائی اپنے خال سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا، کوہِ قاف میں تیری ایک ہمزاد ہے بڑی چتر اور دلیر ہے حسن و جمال میں بھی لاجواب ہے، وہ آگئی تو بیڑا پار ہے۔ حسن نے کہا وہ کوہِ قاف میں، میں یہاں، اس کے آنے تک تو کام تمام ہو جائے گا۔ خال نے کہا یہ کوئی مشکل نہیں، میرے پاس عنبر کا دانہ ہے ابھی آگ پر رکھتا ہوں چٹکی بجاتے میں تیرے پاس آجائے گی۔ خال نے ایسا ہی کیا اور حسن کی ہمزاد فوراً آ پہنچی۔ حسن اسے دیکھ کر بہت حیران ہوئی، گلے ملی اور اپنی ساری سبپتا

کہہ سنائی، ہمزاد نے کچھ سوچ بچار کے بعد کہا ڈرو مت عقل کیا چیز ہے، وہ ہمارے حملے کی کیا تاب لاسکتا ہے۔ حسن کی ہمزاد نے اپنا ناز، غمزہ، شیوہ، نخرہ، سپہ سالار مہر کی مدد کو بھیجا۔ حسن کے پاس ایک باکمال تیر انداز بھی تھا، جس کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوتا تھا۔ اس کا نام ہلال تھا۔ اسے بھی حسنؔ نے سپہ سالار کی کمک پر بھیجا۔ جب یہ پہنچے تو سپہ سالار کا پلہ بہت بھاری ہو گیا۔ ہلال عقل کے لشکر پر جا پڑا۔ صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا اندر گھستا ہوا چلا گیا اور یکبارگی دل کے پاس جا پہنچا اور انجان پنے سے ایسا تیر جوڑ کر مارا کہ دل گھوڑے پر سے زمین پر آگرا۔ مارنا کسے چاہتا تھا اور لگ گیا کسے۔ قضا پر کسی کا بس نہیں چلتا۔ عقل نے جو یہ دیکھا تو حواس جاتے رہے۔ سارا لشکر تو کہیں، میں، کہیں، فرار ہو گیا۔ عقل بیچارا مارا مارا پھرا کہیں ٹھکانہ نہ ملا۔

ادھر فتح کے شادیانے بجنے لگے۔ حسن ہزار ہزار شکر بجالائی۔ عقل کو پاس نہ دیکھ کر حسنؔ کے خدمت گاروں نے دل کو گرفتار کر لیا اور حسن کے پاس لے آئے حسن کی نظر جو اس پڑی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور دل سے آہ نکلی، بے تاب ہو گئی۔ مارنے والوں کو کوسنے دینے لگی اور خدمت گاروں پر آفت برپا کر دی اب کیا ہو سکتا تھا۔ خاموش ہو رہی مگر دل کو لگی ہوئی تھی۔ اپنی دائی ناز کو بلایا اور اپنی بے قراری اور بے تابی کا حال سنایا۔ دائی نے کہا۔ جلدی اچھی نہیں مصلحت سے کام لینا چاہیے۔ ورنہ اس میں بڑی بدنامی ہو گی، مناسب یہ ہے کہ رخسار کے گلزار میں ایک کنواں ہے جسے چاہِ ذقن کہتے ہیں، کچے سونے کا بنا ہوا ہے اور اس کا سواد بھی اچھا ہے۔ فی الحال دل کو وہاں بند رکھا جائے۔ دل بیچارہ یہاں گرفتار ادھر حسن بے قرار۔

آخر حسنؔ سے نہ رہا گیا۔ اس نے اپنی سہیلی وفا کو جو سپہ سالار مہر کی بیٹی تھی، بلا کر اپنے درد دکھ کی داستان بیان کی اور کہا کہ دل سے ملنے کی کوئی تدبیر کر۔ وفا نے

کہا میرے خیال میں ایک بات آئی ہے کہ شہر میں ایک باغ ہے (جسکا نام باغ آشنائی ہے[1]) اس میں ایک چشمہ ہے۔ جیسا چشمۂ آبِ حیات۔ باغ کے بیچوں بیچ ایک چھجا ہے جس پر غمزے کے بادل چھائے رہتے ہیں اور ناز کے موتی برستے ہیں اس چھجے میں دو کالی کالی کھڑکیاں ہیں جو ان کھڑکیوں کو کھول کے داخل ہو تو وصال کی لذت پائے۔ حسن نے منت سے کہا کہ اگر تو یہ کر سکتی ہے تو للہ جلدی کر اور ساتھ ہی زلف کو حکم دیا کہ دل کے پیچ سب کھول دے اور چاہِ ذقن سے باہر نکال لا۔ زلف ناز و ادا سے اکڑتی لچکتی گئی اور دل کو چاہ ذقن سے باہر نکال لائی۔ اتنے میں وفا بھی آپہنچی دل سے گھل مل کر باتیں کرنے لگی۔ بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا حسن نے جو تجھے بند کر رکھا تھا اس میں مجبوری تھی۔ ماں باپ کا ڈر اور لحاظ تھا۔ اگر ایسا نہ کرتی تو تیری جان کے لالے پڑ جاتے۔ حسن نے تیرے ساتھ بڑی مروت اور عنایت کی ہے۔ تجھے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ غرض اسی طرح کی میٹھی میٹھی باتوں سے اس کے دل کو بہلایا اور محبت کی گرمائی سے گرمایا۔ کنوئیں سے نکل کر باغ میں جو آیا تو بہت خوش ہوئی۔ بہت دنوں کا تھکا ماندہ تھا وہیں پھولوں کی کیاری پر پڑ کے سو رہا۔ حسن کو جب یہ خبر پہنچی تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی ہوا کی طرح اڑ کے آئی۔ دیکھا کہ دل کا فراغت کا آرام دل پڑا سو رہا ہے اور سارا باغ اس کے حسن کی جوت سے جگمگ کر رہا ہے۔ دل کی صورت دیکھ حسن کا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اس کے پاؤں پر آنکھیں ملیں بلائیں لینے لگی اس کا سر گود میں لے کر بیٹھ گئی۔ مگر آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ چند قطرے دل کے رخسار پر جو گرے تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ حیران تھا کہ باغ میں دفعتاً یہ نئی بہار کہاں سے آگئی کہ سارا چمن نور کا عالم ہے۔ آنکھ اٹھا کر

---

[1] یہ نام دستور عشاق میں ہے سب رس میں اس کا کوئی نام نہیں دیا۔

دیکھا تو دوسرا ہی عالم نظر آیا۔ دل سے آہ نکلی بے قرار ہو گیا اور محبت کے جوش میں دوڑ کر قدموں پر گر پڑا۔ اب گلے شکوے اور راز کی باتیں ہونے لگیں اس کے بعد حسن نے کہا کہ تیرے عشق نے بیتاب کر دیا اور یہاں کھینچ لایا۔ اب اجازت دے جاتی ہوں اور وصال کی تدبیر کرتی ہوں۔ بُرا نہ مان اور میری مصلحت کو پہچان ؎

سر شام وفا اور ناز نے چھجے پر مجلس عشق آراستہ کی، نظر اور خیال اور تبسم چشمے پر صحبت رکھتے تھے۔ حسن نے وفا کو بلا کر کہا کہ خیال، نظر اور تبسم سے کہو کہ دل کو دارو ئے بے ہوشی پلائیں اور زلف سے کہو کہ دل کو اس چھجے پر اس طرح لے کر آئے کہ کسی اور کو تو کیا اس کو بھی خبر نہ ہو۔ خیال نظر اور تبسم نے حکم کی تعمیل کی اور زلف اسے چھجے پر اس طرح اٹھا لائی کہ دل کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی غرض اسی طرح روز حسن دل کو بالاخانے پر لاتی۔ مزے اڑاتی اور دل کے ارمان نکالتی۔

آخر یہ چوری کب تک چھپتی رقیب کی ایک بیٹی تھی جس کا نام غیر تھا۔ حسن کے پاس رہتی تھی۔ ظاہر میں دوست پر دل میں کھوٹ تھا۔ اسے اس کا جلاپا تھا کہ حسن اکیلے اکیلے کہیں جاتی ہے۔ مجھ سے چھپاتی ہے۔ اس کی ٹوہ میں رہنے لگی۔ ایک روز چپکے سے حسن کے پیچھے ہو لی اور بالاخانے پر ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ رہی اور سارے راز سے واقف ہو گئی۔

ایک شب ایسا ہوا کہ حسن شہر گئی تو کسی وجہ سے اس کا آنا نہ ہوا۔ غیر موقع پا کر وصال کے بالاخانے پر پہنچ گئی۔ جادو ٹونے میں کمال رکھتی تھی، حسن کا بھیس بدل کر بیٹھ گئی جس طرح حسن حکم دیتی تھی اسی طرح اس نے بھی حکم دیا۔ دارو ئے بے ہوشی پلا زلف اسے جوں توں بالاخانے پر لائی۔ اتنے میں خیال جو سو رہا تھا جاگا۔ دل کو دیکھا تو کہیں

؎ اس بیان میں اور بعد کے بعض حالات میں دستور عشاق سے خفیف سا اختلاف ہے۔

نہ پایا۔ بہت پریشان ہوا۔ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وصال کے بالا خانے پر پہنچا تو دیکھا کہ غیر دل کے گود میں مست پڑی ہے اور دل بے خبری کے عالم میں ہے۔ فوراً شہر دیدار کو دوڑا گیا اور جو کچھ دیکھا تھا حسن سے مِن و عن بیان کیا۔ یہ سن کر حسن کے ہوش جاتے رہے۔ تن بدن میں آگ لگ گئی، جیسے بیٹھی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور حسد کی آگ میں جلتی بلتی وصال کے بالا خانے پر آئی۔ غیر اور دل کو ایک جگہ دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئی۔ کوسنے اور گالیوں کا جھاڑ باندھ دیا اور ایک قیامت برپا کر دی غیر ہکا بکا رہ گئی اور چھپ کر دوسرے راستے سے نکل بھاگی۔ حسن دل پر بھی سخت برافروختہ ہوئی اور اس کی بے وفائی اور بے بہری سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور طیش میں آ کر خیال، نظر اور تبسم کو حکم دیا کہ اس نالائق بے وفا مورکھ کو باغ سے باہر نکال دو۔

غیر نے ادھر تو حسن اور دل سے فریب کیا، اُدھر اپنے باپ رقیب سے جا لگائی اور حسن و دل کی کرتوتوں کی ساری کیفیت سنائی۔ وہ سن کر بہت برافروختہ ہوا، شہر دیدار میں آیا اور دل کو بندی خانے سے نکال کر شہر سنگسار میں لے گیا وہاں ہجر نام کا ایک کوٹ تھا، اسی میں قید کر دیا۔ دل بیچارہ سخت پریشان اور جینے سے بیزار تھا، تمام حالات سے بے خبر، جی ہی جی میں یہ کہتا تھا کہ مجھ سے ایسی کون سی خطا ہوئی کہ حسن نے یہ ستم مجھ پر ڈھایا۔

نہ معلوم غیر کے دل میں کیا آئی شاید دل کے حال پر ترس آیا کہ اس نے حسن کو ایک خط لکھا اور اصل واقعہ کہہ سنایا کہ دل غریب بے گناہ ہے اصل قصور میرا ہے۔ میں تیری صورت بنا کر اس سے ملی۔ اسے کیا خبر کہ یہ دغا بازی ہے۔ بے خبر مست پر یاداش لازم نہیں، وہ عاشق صادق ہے اس پر غصہ درست نہیں۔ اس رقعہ کا مضمون پڑھ کر حسن کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ہوش و حواس

جاتے رہے، بال نوچنے لگی سینہ کوٹنے لگی اور اپنے کیے پر بہت نادم ہوئی۔ اسی وقت دل کو اشتیاق بھرا خط بلا جس میں اپنے فراق اور خیر کی شکایت لکھی اور ہزاروں قسمیں کھاکر اپنی بے گناہی کا ثبوت دیا۔ خیال کے ہاتھ یہ رقعہ دل کو بھیجا جب یہ نامۂ شوق دل کو پہنچا تو وہ بھی بے تاب ہوگیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اس کے جواب میں لکھا کہ تیرا اس میں کوئی قصور نہیں یہ سارا فساد غیر کا ہے۔ میرا دل تجھ سے صاف ہے، وہی محبت وہی چاہ ہے۔ تو اگر دارُوئے بے ہوشی نہ پلایا کرتی تو یہ دن دیکھنا کیوں نصیب ہوتا، خیر جو ہوا سو ہوا۔

اب دوسری طرف کا حال سنیئے۔ عقل بادشاہ شکست کھاکر شہر بدن میں آیا اور مارے شرم کے کہیں چھپ رہا۔ اور صبر جو عقل کا سرِ لشکر تھا وہ بھاگ کر شہر ہدایت میں آیا اور ہمت کو اپنی بدبختی اور مصیبت کی داستان سنائی۔ ہمت نے بہت رنج اور افسوس کیا۔ اور کہا کہ عقل کا مجھ پر بہت حق ہے، شرط دوست داری یہ ہے کہ اب عقل اور دل کی خبر لوں، نہ معلوم ان بدنصیبوں پر کیا گزر رہی ہوگی، یہ کہہ کر تلوار ہاتھ میں لی اور اپنا لشکر ساتھ لے کر شہر دیدار کی طرف روانہ ہوا۔ رستے میں جہاں جہاں پہنچا عقل اور دل کا حال پوچھتا جاتا۔ چلتے چلتے قامت کے بوستان میں آیا، قامت نے کہا اے ہمت تو نے خوب کیا، تجھ پر ہزار رحمت، سچے اور وفادار آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اب اس نے بیان کیا کہ دل ایک سال ہوتا ہے، ہجراں کے کوٹ میں بند ہے۔ عقل شہر بدن میں پڑا ہے۔ عشق سے جیتنا مشکل ہے اس سے مل کے رہنے میں مصلحت ہے۔ اب صرف ایک تدبیر ہے کہ عشق کو سمجھا بجھا کر کسی طرح منایا جائے۔ عشق بہت بڑا بادشاہ ہے اگر اس سے التجا کی گئی تو ضرور مان جائے گا۔ اس سے صلح کے بغیر چارہ نہیں۔ ہمت کو یہ مشورہ بہت پسند آیا[۱] اور اسی وقت اپنا

---

[۱] دستور عشاق میں یہ قامت کا مشورہ نہیں بلکہ ہمت کی اپنی رائے ہے۔

لاؤ لشکر چھوڑ کر عشق کی خدمت میں پہنچ گیا۔ اس کی بہت مدح اور ستائش کی۔ عشق نے بھی اس کا احترام کیا اور شفقت سے اپنے پاس بٹھایا۔ ہمت نے پھر موقع دیکھ کر عقل اور دل کا ذکر چھیڑا اور ان کی طرف سے ایسی وکالت کی کہ عشق راضی ہو گیا اور یہ قرار پایا کہ عقل عشق بادشاہ کی وزارت قبول کرے۔ عشق کے بعد سب سے بڑا رتبہ اسی کا ہو گا۔ عشق بادشاہ اور عقل وزیر ہوا تو کام خاطر خواہ چلے گا۔

اس کے بعد عشق نے اپنے سر لشکر مہر کو حکم دیا کہ شہر بدن جا کر عقل کو تسلی اور دلاسا دے اور عزت و حرمت کے ساتھ یہاں لائے عـ۱ مہر حسب قدر جلد ہو سکا شہر بدن پہنچا اور عقل سے ملاقات کی۔ عشق نے جو کہا تھا حرف بحرف بیان کیا اور سب اونچ نیچ سمجھائی۔ اور کہا کہ کسی طرح کی فکر نہ کرے۔ تیرے اقبال نے زور کیا ہے۔ وہاں چلنے کے بعد سب خرخشے دور ہو جائیں گے اور تو امن و آسائش اور بلند اقبالی کے ساتھ رہے گا عقل نے یہ سمجھ کر کہ اب حکومت و دولت جا چکی ہے۔ یار دوست ہمشیر اور مصاحب سب نے منہ موڑ لیا ہے۔ مصلحت یہی ہے کہ عشق کی بات مان لی جائے۔ غرض اس نے عشق کا فرمانا قبول کیا اور مہر کے ساتھ عشق کے حضور پہنچا۔ عشق بھی اس سے بڑے ادب و عزت کے ساتھ پیش آیا۔ گلے لگایا ہر طرح خاطر جمع کی اور کہا کہ میں بادشاہ تو وزیر ملک اور حکومت تیرے سپرد ہے، مجھے ملک داری سے کیا واسطہ۔ جو تو مناسب سمجھے، کر۔

غرض جب عقل عشق بادشاہ کا وزیر ہو گیا تو عشق نے ہمت سے کہا کہ دل کو ہجراں کے کوٹ سے چھڑا کر میرے سامنے حاضر کر اور اس کے پاؤں کی بیڑیاں نکال کر رقیب کے پاؤں میں ڈال اور غیر کو جو اس کی بیٹی ہے ایسی جگہ قید کر کہ وہاں سے

عـ۱ دستور عشاق کی روایت ہے عقل لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا تھا اور قید میں تھا اس لئے اس میں مہر کو حکم دیا گیا کہ اسے قید سے نکال کر شہر بدن میں لے جائے اور پھر ہمارے پاس لائے۔

کل نہ سکے۔ ہمت سلام کر کے روانہ ہوا اور دل کو ہجراں کے کوٹ سے ڈھونڈ کر باہر لایا اور اس کی بیڑیاں رقیب کے پاؤں میں ڈالیں اور غیر کو بھی ایک مکان میں بند کر دیا۔ اگرچہ اس پر اس کا دل دُکھا لیکن حکم کی تعمیل واجب تھی۔ غیر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا۔ اس کے بعد ہمت دل کو عشق کے پاس لایا اور عشق کو دل سے ملایا سب ایک دوسرے سے گلے ملے۔ آخر عقل اور عشق نے باہم مشورہ کر کے یہ ٹھہرایا کہ حسن کا دل سے عقد کر دیا جائے۔ القصہ بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی اور دونوں کی مراد بر آئی۔ گھر گھر عیش و عشرت کا سماں تھا اور خوشی کے شادیانے بج رہے تھے۔

ایک روز دل اور ہمت اور نظر تینوں شراب بے رخسار کے گلزار میں پہنچے وہاں آب حیات کا چشمہ دہن دیکھا۔ وہاں ایک پیر سبز پوش یعنی خضر آئے ہمت نے دل سے کہا کہ اس پیر روشن ضمیر کی قدم بوسی کر اور اس بزرگ کی دعا لے۔ دل دوڑ کر قدم بوس ہوا۔ ادب سے نزدیک بیٹھا خضر نے آنکھوں آنکھوں کے اشارہ میں سب کچھ سمجھا دیا اور دل خضر کے فیض سے اپنے دل کی مراد کو پہنچا حسن اور دل رہے سہے، پھولے پھلے۔ بال بچوں والے ہوئے ان کا سب سے بڑا فرزند یہ کتاب ہے۔ جو اپنے وقت کا افلاطون و لقمان ہے، روشن ضمیر، صاحب تدبیر ہے۔ جو کوئی صاحب نظر ہوگا اسے یہ سخن بھائے گا اور قدر کریگا۔

یہ ہے سارے قصہ کا لب لباب۔ عقل و عشق کی لڑائی ایک عجیب داستان ہے۔ یہ مہا بھارت اور جرمن جنگ سے بھی کہیں زیادہ ہولناک ہے۔ یہ عالمگیر جنگ ہے جو ہر آن ہر ساعت اور ہر مقام پر برپا ہے اور ابتدائے آفرینش سے اب تک ہے۔ اور رہتی دنیا تک قائم رہیگی۔ انسان نہ صرف عقل ہی عقل ہے اور نہ جذبات ہی جذبات۔ اگر وہ محض عقل ہی ہوتا تو ایک اچھی خاصی مشین ہوتا۔ اور اگر

صرف جذبات ہی جذبات ہوتا تو بلاشبہ مجنوں ہوتا۔ کاش وہ کچھ ہوتا ایک ہوتا
لیکن مشکل یہ آن پڑی ہے کہ اس میں دونوں فتنے موجود ہیں۔ عقل اسے ایک طرف کھینچتی
ہے اور عشق دوسری طرف اور دونوں کے راستے ایک دوسرے سے مخالف اور
متضاد ہیں۔ عقل اسے بے راہ روی سے ٹوکتی اور اعتدال کے حدود میں رکھنا چاہتی ہے
عشق جو ہر حد سے باہر ہے اور جس کے ہاں اعتدال ایک بے معنی لفظ ہے۔ اسے اس
تنگنائے سے نکال کر محبت و حشتوں کے وسیع اقلیم میں لیجانا چاہتا ہے۔ عقل
اسے دنیا داری سکھاتی اور دنیا میں سلیقے اور ہوشمندی سے رہنا بتاتی ہے، عشق
دنیا اور دنیا داری کو ٹھکراتا ہے اور اسے ایک ایسے عالم میں پہنچانا چاہتا
ہے جہاں نہ تن نہ بدن کی خبر ہے نہ ہوش وحواس کی، جہاں نہ اپنے کی فکر ہے نہ
پرائے کی، انسان اس دوراہے پر آکر حیران و ششدر رہ جاتا ہے اور ایک
عجیب کشمکش میں پڑ جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں
اور اس کی کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرے۔ ان دونوں کی ضد میں یہ بیچارہ مفت میں
پس جاتا ہے۔ جب توفیق یاوری کرتی ہے تو ایسے نازک وقت پر ہمت سامنے آتی
ہے اور التوائے جنگ کا ڈول ڈال کر لڑاکو دونوں کو سمجھانا بجھانا شروع کرتی ہے۔
عشق پر معمولی پند و نصائح کا اثر کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ اسے اپنی اچھی میٹھی
باتوں سے ایسا لبھاتی ہے کہ وہ صلح پر راضی ہو جاتا ہے۔ اس صلح میں راہ مستقیم
ہے۔ اسی رستے کے چلنے والوں میں کبھی کبھی انسان بھی نظر آجاتے ہیں۔

فتاحی نے اس رزمیہ مثنوی کو بڑی خوبی سے لکھا ہے۔ زبان شستہ، بیان
بہت پاک صاف، خیالات اعلیٰ، اشعار میں بر جستگی اور روانی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ
وہ صنائع اور بدائع کا دلدادہ ہے جیسا کہ اس کی دوسری تصنیف سے معلوم
ہوتا ہے لیکن اس مثنوی میں وہ کہیں اعتدال سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ سوائے

ان دو رقعوں کے جو حسن نے دل کو اور دل نے حسن کو لکھے ہیں ان میں البتہ اس نے پوری کسر نکالی ہے اور سارے صنائع بدائع ختم کر دیئے ہیں۔ رزم کے علاوہ جہاں کہیں بزم کا موقع آیا ہے تو اسے بھی ویسی ہی خوبی سے بیان کیا ہے، یہ تو مثنوی کی ظاہری خوبیاں ہیں لیکن وہ باطنی خوبیوں سے بھی مالا مال ہے۔ اس نے عقل و عشق اور حسن کے اعوان و انصار، ان کے شہروں کے نام، ان کے سرلشکر اور مصاحبوں وغیرہ کے نام تجویز کرنے میں بڑی ذہانت سے کام لیا ہے۔ مثلاً عقل کا بیٹا دل عشق کی بیٹی حسن، عقل کا شہر بدن، اور عشق یا حسن کا شہر دیدار۔ عقل کا سپہ سالار صبر اور عشق کا مہر۔ عقل کا وزیر وہم۔ دل کے ساتھی نظر، ناموس، توبہ وغیرہ۔ حسن کے ناز، غمزہ، عشوہ، زلف، خیال وغیرہ۔ اس طرح قصر وصال اور قلعۂ ہجراں وغیرہ یہ سب نام بڑی مناسبت کے ساتھ تجویز کئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جیسا موقع اور محل ہے اسی کی مناسبت سے ساری گفتگو اور تمام مصلحتیں عمل میں آتی ہیں اور اس معاملے میں وہ بہت کم غلطی کرتا ہے۔ فتاحی شاعر ہی نہیں حکیم بھی ہے۔ جہاں جہاں اس نے موقع سے بعض حکیمانہ باتیں لکھی ہیں وہ بڑی خوبی سے ادا کی ہیں اور وجہی کی طرح بے جا طوالت نہیں دی ہے۔ تعجب ہے کہ اگرچہ مثنوی کی تقلید ترکی اور ہندوستان اور دکن میں بھی کی گئی لیکن یہ مشہور نہ ہونے پائی۔ حالانکہ یہ اپنے لطفِ بیان اور خوبیٔ مضمون کے لحاظ سے بڑے پایہ کی مثنوی ہے۔

وجہی نے اگرچہ پورا قصہ فتاحی سے لیا ہے لیکن جہاں کہیں قصہ کی واردات میں اختلافات کئے ہیں وہیں اس سے غلطی ہوگئی ہے۔ بعض خاص اختلافات کا تو میں ذکر کر چکا ہوں، لیکن دو ایک اور اختلافات بھی ہیں جو قابل ذکر ہیں ایک تو قصہ کی پہلی سطر اور پہلے جملے میں ہے۔ وجہی قصہ یوں شروع کرتا ہے "ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان،، دستورِ عشاق میں سیستان کی جگہ یونان ہے۔ ظاہر ہے

کہ عقل کی مملکت کے لئے یونان سے زیادہ اور کون سا ملک ہو سکتا ہے۔

نظر جب حسن کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو فتاحی نے اس موقع پر ان دونوں کا بہت ہی دلچسپ اور پر لطف مکالمہ لکھا ہے۔ حسن نظر کی اہلیت اور لیاقت دیکھنے کیلئے مختلف قسم کے سوال کرتی ہے، اور نظر اسے جواب دیتا ہے۔ سوال و جواب دونوں برجستہ اور مختصر ہیں اور بڑے اچھے انداز میں بیان کئے ہیں۔ سب رس میں یہ پر لطف چیز نہیں ہے۔

نظر اور غمزہ جب تو بہ کو شکست دے کر شہر عافیت میں قلندروں کا بھیس بدل کر ناموس کے ہاں پہنچتے ہیں تو وجہی لکھتا ہے کہ "ناموس بادشاہ انو کوں دیکھ منج مال ملک سب چھوڑیا۔ کچھ نہ لوڑیا، قلندر ہوا، سمندر ہوا، فقیر ہوا ملے تد بیو ہوا" یہ بات بالکل خلافِ قیاس ہے کہ دو قلندروں کو دیکھتے ہی ناموس بادشاہ فوراً قلندر ہو جائے۔ فتاحی سے ایسی چوک نہیں ہوئی۔ غمزہ ناموس کی خدمت میں پہنچ کر معارف و حقائق کی ایسی پر اثر باتیں کرتا ہے کہ ناموس کا دل دنیا کی مال و دولت سے اُچاٹ ہو جاتا ہے اور وہ تاج و تخت چھوڑ کر قلندر بن جاتا ہے اس سے ایک اور ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ وجہی نے دستورِ عشاق نہیں دیکھی تھی اس کی نظر سے صرف نثر کا خلاصہ گزرا تھا۔

ایک دوسرا اختلاف وہاں پایا جاتا ہے جب ہمت عقل کی خیر خواہی اور دلسوزی میں دیارِ عشق کو جاتا ہے اور بادشاہ سے ملتا ہے۔ وجہی نے اس ملاقات کا جو ذکر کیا ہے اس میں نہ کوئی بات خلافِ قیاس ہے اور نہ بے موقع جب معمول ملاقات ہوتی ہے تو موقع پا کر ہمت عقل اور دل کا ذکر چھیڑتا ہے اور اس ڈھنگ سے عشق کو سمجھاتا ہے کہ وہ راضی ہو جاتا ہے۔

اور بس۔ لیکن یہ نہیں بتایا ہے کہ یہ کیا کہتا ہے اور وہ کیا جواب دیتا ہے اور آخر کن باتوں سے اسے رام کرتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اتنی اہم سفارت پر جا رہا ہو اس سے ضرور یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ ایسے نازک موقع پر اپنی لسانی اور حکمتِ عملی کے جوہر دکھائے گا۔ فتاحی زیادہ موقع شناس اور آداب دان ہے وہ اس سارے واقعہ کو بڑی خوبی سے بیان کرتا ہے کہ جب وہ عشق کے شہر میں پہنچتا ہے اور عشق کو اطلاع ہوتی ہے تو اسے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ یہاں وہ دربار کی شان و شوکت بیان کرتا ہے۔ عشق نے ایک ہی نظر میں پہچان لیا کہ آدمی قابل اور معزز ہے اسے بیٹھنے کا حکم دیتا ہے اور سفر کی کیفیت پوچھتا اور مزاج پرسی کرتا ہے۔ وجہی کی طرح نہیں کہ دربار میں پہنچا تو جھٹ بادشاہ نے ہمت کو گلے لگا لیا۔ اس کے بعد ایک قصر بلند میں ٹھہرانے کا حکم دیا اور رہبر کو مہمانداری کے لئے مقرر کیا۔ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ اسے بزمِ خاص میں بلاتا ہے۔ ہمت خلوت میں پہنچنے کے بعد عشق کی مدح و ثنا کرتا ہے اور اس کی بزرگی اور فضیلت اور اس کی سطوت و شان کا بیان کرتا ہو اور آخر میں دبی زبان سے یہ کہتا ہے کہ خلف باغ خلافت کا نخل ہے اور وہ نہیں ہے اگرچہ بادشاہ کے گنجینہ میں ایک ایسا گوہر ہے (یعنی بیٹی) جو سزاوار تاج ہے تاہم اسکے لئے بر کی ضرورت ہے اور یہ پیوند اس کی شان کی شایان ہونا چاہئے۔ کیوں کہ میوہ اصل میں ہزار شیریں ہو۔ پیوند سے وہ شیریں تر ہو جاتا ہے۔ یہ بات اسنے بادشاہ کے دل کی کہی اور اس حسن و خوبی سے کہی کہ وہ فوراً اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم بہت تجربہ کار اور جہاں دیدہ ہو، تم ہی بتاؤ کہ ایسا بر کہاں مل سکتا ہے۔ اب اسے دل اور عقل کا واقعہ بیان کرنے کا موقع مل گیا۔ غرض سوال و جواب کے بعد عشق یہ کہتا ہے کہ ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ عقل بادشاہ ہے۔ اور اس کا ملک آباد اور لشکر توانا ہے۔ لیکن میں اس کے نسب و اصل سے واقف نہیں اور جب تک یہ معلوم نہ

اس کے ہاں رشتہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں ہمت کہتا ہے کہ تاریخ میں ایسا آیا ہے کہ پہلے جس نے اس عالم کو ایک سرے سے دوسرے تک فتح کیا وہ ایک بہت بڑا بادشاہ تھا جس کا نام فرد تھا اور دنیا میں اس کے عدل و انصاف کی بڑی شہرت تھی۔ ایک کو اس نے مشرق کی حکومت دی اور دوسرے کو مغرب کی اور خود دنیا چھوڑ کر کوہ قاف کے غاروں میں چلا گیا ان دو کی نسل چلی اور ایک مدت کے بعد اس کی نسل سے دو اور شہزادے ہوتے ان میں سے ایک کی نسل عقل اور دوسرے کی نسل عشق بادشاہ۔ یہ سن کر عشق بادشاہ اچھل پڑا اور کہنے لگا او ہو! ہم اور وہ ہم جد ہیں، کیا اچھا ہو کہ اب ہم پھر مل جائیں۔ پھر کیا تھا عقل اور دل قید سے رہا ہوتے۔ عزت و احترام سے لائے گئے اور اپنی اپنی مراد کو پہنچے۔

بعض بہت خفیف سے اختلاف اور بھی ہیں لیکن وہ قابل ذکر نہیں لیکن جن چند اختلافات کا ذکر کیا گیا ہے اس سے فتاحی کی ذہانت اور طباعی کا اندازہ ہوتا ہے وجہی کو اگر یہ اصل کتاب مل جاتی تو یقین ہے کہ وہ ضرور ان تمام امور کو اسی نہج سے بیان کرتا۔

ایک بات البتہ بڑے مزے اور حیرت کی یہ ہے کہ وجہی نے کتاب کی ابتدا میں بڑے شد و مد کے ساتھ یہ دعوے کیا ہے کہ یہ ڈھنگ اسی کا ایجاد کردہ ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے "غرض بھوت نادر باتاں بولیاں ہوں، دریا ہو کر موتی رلیاں ہوں، موتیاں کے موجاں کا میں دریا ہوں، تمام موتیاں سوں بھریا ہوں .....

..... یو کتاب عجب بند رہے اگر سورج منگتا دگر چند رہے۔ فرہاد ہو کر دونوں جہاں تے آزاد ہو کر، دانش کے تیشے سوں پہاڑاں اٹایا تو یہ شیریں پایا تو نوی بات پیدا ہو گی تو اس باٹ آیا۔

نادانان اپنی باتاں میں یو بی ایک باٹ کر جانے، دے یو باٹ کیوں کاڑی

کس وضع سوں نکلی محنت تیں سمجھے مشقت نیں پہچانے، انو کوں نیں کتے زبان آور یو یو بولتے جناور ...... دانا ہمنا رہنما کرے گا، بادی ہے کہ پہچانیگا یہ باٹ نہ تھی سو نکلی اتال۔ لو بھی یکایک چلنی محال،،۔

آگے چل کر لکھتا ہے کہ :- یہ بات نہیں یو تمام وحی ہے الہام ہے،،۔

...... اس کے بعد اور ایک جگہ لکھتا ہے۔

،،جکوئی اچایا بنیاد، اول آخر وہی استاد،،۔

غرض اس دعوے کو وہ بار بار طرح طرح سے جتاتا ہے۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ قصہ کا یہ نیا ڈھنگ اس کا نکالا ہوا ہے تو یہ صریح غلط ہے لیکن اگر اس سے یہ مراد ہے کہ تحریر کا یہ اسلوب اُردو زبان میں اس کا ایجاد ہے تو بے شک صحیح ہے۔ لیکن اس سے زیادہ پر لطف بات یہ کہ وہ بار بار یہ بھی کہتا ہے کہ جو اسے موجد اور رہنما اور استاد نہیں مانتا وہ جاہل ہے، کمینہ اور چور ہے۔ مثلاً لکھتا ہے کہ ،،جکوئی باٹ ہماری چلیا وہ ہمارا ج ہے، ہر چند فہمدار ہی ہے۔ چلیا تو کیا ہوا۔ باٹ ہماری ہے۔ اگر نکتہ کسی تے کچھ جانیا، ہم ظاہر ہم باطن اسے میں مانیا تو۔ وہ مسلمان نہیں۔ اسے ایمان نیں۔ ایسے سے ڈرنا، بھوت بھوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے، یو بی ایک حرام خوری ہے۔ نمک بحرام، اس کا اچھے گا نام۔ جیسے انصاف کی نیں سکت، اسے دل کا دیکھ میں ان پڑے لت۔ جنے انصاف چھپایا، انے دل کو بے دل کیا کام گنوایا،،۔

اس نے میں وہ بہت دور تک کہتا چلا گیا ہے اور اس کا کہنا بالکل درست ہے۔ جو کوئی کسی خیال، کسی اسلوب یا کسی بات کا موجد ہے اس کا احسان ماننا ضرور ہے اور جس سے کوئی نکتہ حاصل کیا جائے اس کا اعتراف کرنا لازم ہے، لیکن وجہی کے منہ سے یہ بات کچھ اچھی معلوم ہوتی، اس نے سارا قصہ شروع سے

آخر تک فتاحی سے لیا اور کہیں اس کا اقرار نہیں کیا اور یہی نہیں بلکہ تحریر کا اسلوب بھی اسی سے اڑایا ہے۔ یہ مانا کہ وہ فارسی میں ہے اور یہ دکنی میں۔ ایسی حالت میں وہ اخلاقی فرض اور انصاف جس کی تلقین وجہی نے اس طمطراق سے کی کہاں باقی رہا۔ وہ کس منہ سے یہ توقع کرسکتا ہے کہ آئندہ اس رستے پر چلنے والے اسے موجد مانیں گے۔ اس کی تقلید کرنے والے اسے استاد سمجھیں گے۔ یہ تو وہی مثل ہوگئی کہ دیگراں را نصیحت خود را فضیحت۔

باوجود اس کے ہم وجہی کو استاد مانتے ہیں، اور جو کام اس نے کیا ہے اس کا احسان نہ ماننا حقیقت میں ناانصافی ہے۔ اس زمانے میں اردو نثر کا نام نہ تھا اور نہ نثر لکھنے کوئی کمال کی بات سمجھی جاتی تھی۔ ایک دو رسالے جو اس کے قبل پائے جاتے ہیں سو وہ اس قابل نہیں سمجھے جاتے کہ محفل ادب میں پڑھے جائیں۔ "سب رس" اردو نثر کی پہلی کتاب ہے جو ادبی اعتبار سے بہت بڑا درجہ رکھتی ہے اور اس کی فضیلت اور تقدم کو ماننا پڑتا ہے۔ نثر میں قافیہ کا التزام بذات خود ایک ایسی چیز ہے کہ تکلف اور آورد سے بچنا محال ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اس پابندی کی وجہ سے بعض بعض مقامات پر عبارت محض تک بندی ہو کر رہ گئی ہے اور ادائے مطلب میں بھونڈا پن نظر آتا ہے اور جو کوئی بھی اس قسم کی پابندی اپنے اوپر عائد کریگا وہ اس سے نہیں بچ سکتا لیکن اس سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو اس میں بے حد فصاحت روانی اور سلاست پائی جاتی ہے۔ حال کے زمانے میں جو اسی ڈھنگ پر جو بعض کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً فسانۂ عجائب وغیرہ، ان سے یہ کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ میری رائے میں بیان کی سادگی میں ان سے بڑھ کر ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس کی زبان قدیم ہے اور پرانے الفاظ اور محاورات اور الفاظ سمجھ میں نہیں آتے۔ لیکن اس میں مصنف کا قصور ہے اور نہ اس سے کتاب کی خوبی پر کوئی اثر آسکتا ہے۔ اس نے اپنے زمانے کی نہایت

بامحاورہ اور فصیح زبان لکھی ہے۔ چنانچہ وہ خود بھی کہتا ہے اور اس سے ہمیں کامل اتفاق ہے۔

"آج لگن کوئی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملاکر گلاکر نہیں بولیا"۔

دیکھیے کہ وہ اپنی زبان کو دکنی نہیں ہندی کہتا ہے۔ قصے کے شروع میں بھی وہ "آغاز داستان زبان ہندوستان" لکھتا ہے۔ جگہ جگہ نہایت بے تکلفی سے ہندی، دکھنی، فارسی، عربی، مرہٹی ضرب الامثال، دوہرے، اور اقوال، اشعار، آیت حدیث روانی میں لکھتا چلا جاتا ہے۔ اگرچہ وجہی گولکنڈہ کا ہے اور گولکنڈہ اور حیدرآباد تلنگانے میں ہیں، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہ مرہٹی مثل تو ایک جگہ لکھتا ہے اور ایک آدھ گجراتی لفظ اور شعر بھی استعمال کرتا ہے مگر کہیں تلنگی مثل یا فقرہ یا لفظ (سوائے درا درائی کے جس کے متعلق ابھی مجھے شبہ ہے) اس کتاب میں نہیں آیا۔ اہل ہند سے مراد مصنف کی ہمیشہ شمالی ہند والے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ لکھتا ہے "بقول اہل ہند پیا سا گیا منگتا پانی" اسی طرح جب اہل دکن کی مثل یا قول کی طرف اشارہ کرتا ہوتا ہے تو لکھتا ہے "جوں دکھن میں چلیا ہے۔ یعنی جیسا کہ دکن میں مشہور ہے۔ یا "مثلاً ہے دکن میں" یا دکنی دوہرا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف شمالی ہند اور دکن کی زبان میں فرق کرتا ہے اور یہ پہلا شخص ہے جو اس زبان کو زبان ہندستان کہتا ہے اور یہ اشارہ کافی ہے اس امر کے لیے کہ یہ زبان کہاں سے آئی۔ یہی کتابیں ہیں جو زبان کے محقق اور مورخ کے لیے دلیل راہ کا کام دیتی ہیں اس کے بیان میں ایک نقص ضرور ہے کہ ملا صاحب نے جگہ جگہ پند و موعظت

کا دفتر کھول دیا ہے اور کہیں کہیں تصوف کے اسرار جواب معمولی باتیں ہوگئی ہیں بیان کرنے شروع کر دئیے ہیں۔ یہ بھی نہیں کہ دس پانچ سطریں لکھ دیں بلکہ صفحے کے صفحے رنگ دئیے ہیں۔ باتیں معقول ہیں، صاف ستھری ہیں، نصیحتیں کام کی ہیں، بیان اچھا ہے لیکن قصّے میں جب وعظ شروع کر دیا جائے تو قصے کا لطف کم ہو جاتا ہے اور پڑھنے والے کو اُلجھن ہوتی ہے۔ مثلاً قصے کی پہلی سطر یہ کہ "ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان، اس سیستان کے بادشاہ کا ناؤں عقل" بس عقل کا نام آنا تھا کہ غضب ہوگیا، کئی صفحے رنگ ڈالے ہیں، عقل کے کارنامے اس کے فیوض و برکات اور نہ معلوم کیا کیا بیان کر ڈالا ہے۔ شہزادہ دل کی شراب نوشی کا ذکر آیا تو شراب کی تعریف اور بادشاہوں کے لیے مکر و ریا کے مقابلے میں اس کے جواز پر بحث شروع کر دی ہے۔ عشق کے مقام پر عشق پر گفتگو چھیڑ دی ہے، کہیں حیا کی مدح اور سوال کرنے کی مذمت میں، کسی جگہ آب حیات کی خاصیت اور تعریف میں، کہیں طمع کی برائی میں، کسی مقام پر ہمت کی تعریف میں، کسی جگہ عشق، عاشق اور معشوق پر طویل بحثیں شروع کر دی ہیں۔ اسی طرح مصیبت، فقر اور صبر، خواب، لڑائی میں بہادری، مشیروں اور مصاحبوں کے انتخاب، عورت کی محبت، سوکن کے جلاپے، عشق کی قسموں اور بادشاہت کے فرائض وغیرہ پر اپنے خیالات بے تکلف لکھتا چلا گیا ہے۔ اگر ان تمام غیر متعلق مباحث کو نکال لیا جائے تو مضامین وجہی کی ایک اچھی خاصی دوسری کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ فتاحی کہیں اس قسم کی بے اعتدالی نہیں کرتا اس نے قصے کے تناسب کو بڑی خوبی سے قائم رکھا ہے۔ میرا قیاس ہے کہ سب رس اپنے زمانے میں بہت مقبول ہوئی اور اس کی قبولیت کی ایک وجہ یہی پند و موعظت تھی جو عام لوگوں کو بہت پسند آئی اور چونکہ عبارت اس کی مقفیٰ اور سلیس تھی اس لیے عام و خاص سب اسے شوق سے پڑھتے ہوں گے۔ اُس وقت لوگوں کو یہ طول بیانی اس وجہ سے پسند تھی، اور اب ہمیں یوں پسند ہے کہ اس میں قدیم زبان کے

محقق کے لیے بہت سا سامان موجود ہے۔

اس طول بیانی میں جو اکثر پرانے زندہ دل لوگوں اور قصہ گوؤں اور قصہ نویسوں کی عادت تھی ایک اور فائدہ بھی ہوتا ہے۔ اس میں بعض اوقات ضمنی طور پر زمانے کی معاشرت کے متعلق بہت سی کام کی باتیں نکل آتی ہیں (اسی کتاب میں جہاں مصنف عقل، دل، یا عشق اور حسن کے معاملات ان کے دربار اور تفکرات کا ذکر کرتا ہے تو ایشائی حکومت کا ڈھنگ، ان کی حکمت عملی، اس زمانے کی تہذیب و تمدن، اخلاق و معاشرت اطوار و آداب کا منظر نظر آجاتا ہے۔ وجہی عبداللہ قطب شاہ کا درباری شاعر تھا اور دربار سرکار کے حالات سے خوب واقف تھا، اس واقفیت سے اس نے اپنی کتاب میں خوب کام لیا ہے، مثلاً شہزادہ دل کی خاطر اس نے شراب کے جواز کی تاویل میں جو نیم رندانہ نیم صوفیانہ تقریر کی ہے اس سے صاف درباری مصاحبت کا رنگ جھلکتا ہے۔ اسی طرح جب وہ دشمن سے چوکسی، دوسروں سے راز داری، جاسوسی کا بیان کرتا ہے تو گویا اپنے زمانے کے واقعات اور خیالات کا چربہ اتارتا ہے۔

"سب رس" کی زبان سوا تین سو برس پہلے کی ہے اور وہ بھی دکن کی۔ بہت سے لفظ اور محاورات ایسے ہیں جو اب بالکل متروک ہیں اور خود اہل دکن بھی نہیں سمجھتے، اس لیے کتاب کے آخر میں ایک فرہنگ لگا دی گئی ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ عربی فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی الفاظ بھی کس کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں۔ ایک کام کی بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ بعض محاورات اُس وقت بھی اسی طرح استعمال ہوتے تھے جیسے آج کل۔ مثلاً نشان نہ گمان، جیز کرنا، خالہ کا گھر، کہاں گنگا تیلی کہاں راجہ بھوج، گھر کے بھیدی تے لنکا جاے (گھر کا بھیدی لنکا ڈھاے) شرم حضوری، دیکھا دیکھی، چاہیں تائیں کھیلنا، سونا ہور داون

سگند، دودھ کا جلیا چاچھ پھونک پیتا وغیرہ۔ اس سے الفاظ و محاورات کی تاریخ میں بہت مدد ملتی ہے۔ الفاظ و محاورات کے علاوہ اس کتاب سے قدیم دکنی یا اردو کی صرف و نحو اور بعض الفاظ کے تغیر و تبدل کا پتا بھی لگتا ہے اور اس کی صحیح کیفیت نثر ہی کی کتاب سے معلوم ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) مذکر مونث دونوں کی جمع "اں" سے آتی ہے۔ جیسے باتاں، جھاڑاں، کتاباں وغیرہ۔ بھائی کی جمع بھائیاں، غمزہ کی جمع غمزیاں وغیرہ۔

(۲) ایسے افعال متعدی جن کی ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی احتمالی کے ساتھ "نے" آتا ہے تو فعل ہر حالت میں مذکر ہی استعمال ہوتا ہے، خواہ فاعل مونث ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن دکنی میں مذکر کے لیے مذکر اور مونث کے لیے مونث فعل ہوتا ہے۔ جیسے اس عورت نے کہی، لڑکی نے پانی پی۔

(۳) "نے" کا استعمال بہت بے قاعدہ ہے۔ اس حرف کے استعمال کے قواعد حال میں منضبط ہوئے ہیں۔ میر و سودا کے زمانے میں بھی یہی بے قاعدگی پائی جاتی ہے۔

(۴) فاعل اگر مونث جمع ہے تو اصل فعل بھی جمع ہوگا۔ جیسے "اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے کوں اپنا حسن دیکھلانا گناہ کر جانتیاں ہیں، اپنے مرد کو ہر دو جہاں میں اپنا دین و ایمان کر پہچانتیاں ہیں" شمالی ہند کی پرانی اردو میں بھی یہی استعمال تھا۔

(۵) مونث کی صورت میں حرف اضافت کی بھی جمع آتی ہے۔ جیسے "دل کے فائدے کیاں بہت باتاں ہیں"۔

(۶) اسی طرح ایسی، جیسی، جتنی کی جمع، ایسیاں، جیسیاں، جتنیاں آتی ہے۔

(۷) ایسے مصادر کی ماضی مطلق جن میں علامت مصدر سے قبل ا یا و نہیں ہوتا اس طرح بنتی ہے کہ امر کے آگے ا بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے دیکھنا سے دیکھا۔ لیکن دکنی میں بجائے ا کے یا لگاتے ہیں۔ جیسے دیکھیا، ملیا، پھریا وغیرہ۔

(۸) "سی" مستقبل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ علامت ہندوستان کی کئی زبانوں میں خفیف تغیر کے ساتھ استعمال ہوتی ہے جیسے "نظر سوں خدا کوں دیکھیں گے تو خدا النظر میں نا آسی"۔

(۹) "کر" کا استعمال۔ یہ میر امن کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے "دانا ہمنا ہمنا کر جانے گا"۔

(۱۰) ضمائر میں بھی کسی قدر تغیر پایا جاتا ہے۔ یو، وو (یہ اور وہ کی جگہ) انو (انہوں نے) انو کوں (ان کو) انو کا (ان کا)، ہمنا (ہم کو) جنوں (جنہوں نے)، جنوں کو (جن کو) جنوں کا (جن کا) یے (یہ کی جمع کے لیے)۔

(۱۱) الفاظ کے آخر میں "چ" تاکید کے لیے اکثر لگا دی جاتی ہے۔ جس کے معنی عموماً "ہی" کے ہوتے ہیں جیسے۔ "خدا منا کیا سو۔ برے فعلاں چ خاطر۔ یوچ (یونچہ) یار کوں یار کتے"۔

(۱۲) مانگنا بمعنی چاہنا۔ یہ استعمال اکثر انگریزوں کی زبان سے سنا گیا ہے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ انھیں کا ایجاد ہے، لیکن قدیم دکنی اردو میں یہ لفظ انہیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ انگریز نے بھی اول اول مدراس سے سیکھا۔ جیسے۔ "اگر منگتا ہے دل میں محبت بھرے شراب پی۔ اگر کچھ انچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی"۔

(۱۳) الفاظ کی تذکیر و تانیث کا بھی کچھ زیادہ خیال نہیں۔ مثلاً شراب، خبر، صورت، دنیا کو مذکر لکھا ہے۔

(۱۴) اکثر عربی الفاظ کے املا کو سادہ کر دیا ہے یعنی جس طرح بولتے ہیں ویسے ہی لکھ دیئے ہیں۔ جیسے نفع کو نفا، وضع کو وضا یا وزا، واقعہ کو واقا، منع کو منا، طمع کو طما، معاملہ کو ماملہ، معنے کو مانا۔ چنانچہ طما (طمع) کا قافیہ جما اور

مانا (معنی) کا کھانا لکھاہے۔ ایک جگہ پیاس اور میراث کا قافیہ باندھا ہے۔
ایسا دکنی میں اکثر ہوتا ہے۔ ان کے ہاں قافیہ کی بنیاد صوت پر ہے۔

(۵) اُردو کے جس لفظ میں دو ڈالیں یا ایک ڈ اور ٹ ہوتی ہے تو دکنی میں پہلی ڈال دال بولی جاتی ہے۔ جیسے ڈھونڈہ، کو دھونڈہ ڈانٹ کو دانٹ کہیں گے۔ یہ تلفظ اب بھی یوں ہی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دو "ڑ" یا دو "ٹ" ایک لفظ میں قریب قریب ہوتی ہیں تو وہاں بھی پہلی ڑے رے اور ٹے تے ہو جاتی ہے۔ جیسے ٹیٹا، مروڑ

(۶) اُردو میں اکثر الفاظ کا تکرار ہوتا ہے اور یہ تکرار خاص معنی پیدا کرتا ہے، جیسے، گھر گھر در در وغیرہ۔ قدیم دکنی اردو میں ان دو کے درمیان "ے" کا اضافہ کرتے تھے۔ جیسے گھرے گھر، درے در، ٹھارے ٹھار، رگے رگ وغیرہ۔ کبھی ے کی جگہ "بن" استعمال کرتے ہیں جیسے گھربن گھر۔

میں اس ضمن میں یہ لکھنا بھول گیا کہ دکن کے چار اور شاعروں نے بھی اس قصے کو اپنی زبان میں لکھا ہے اور چاروں منظوم ہیں۔ ایک تو "ذوقی" ہیں جن کا نام شاہ حسین اور لقب "بحرالعرفان" ہے۔ انہوں نے حسن و دل کو ۱۱۰۹ھ میں نظم کیا اور "وصال العاشقین" نام رکھا۔ دوسرے "مجرمی" شاہ دبیر اللہ ہیں جو بیجاپور کے رہنے والے تھے، انہوں نے اپنی مثنوی ۱۱۰۸ھ میں نظم کی۔ اس کا نام "گلشن جشن دل" ہے۔ یہ دونوں وجہی کے خوشہ چین معلوم ہوتے ہیں اگرچہ انہوں نے اس کا کہیں اشارہ نہیں کیا۔ ان دونوں کا ذکر میں الگ لکھ چکا ہوں (ملاحظہ ہو "اردو" جلد پنجم ص ۴۹۹ و صفحہ ۵۰۲)

سید محمد ولی اللہ قادری ساکن حیدرآباد نے ایک مثنوی چار سو پچاس بیت کی سب رس کے نام سے لکھی ہے۔ شروع کے تین شعروں میں حمد و نعت لکھ کر بیت

(یعنی محبت) کی تعریف میں کچھ اشعار لکھے ہیں۔ اس کے بعد اصل قصہ شروع کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

اتا میری سنو یک بات یاراں
پتستاں ہو پچھیں آیا تھا باراں
مویاں کوں پھر جلایا تھا خدا نے
ہوئی تھی قادری سب جا پچھانے
ہر یک سبزا ثنا اپنے خدا کی
کھڑا کرتا اتھا ہر یک وضا کی
ہوا یو واقعہ شہر بدن میں
اتھا میں اُس وقت ملک دکن میں

یہ تماشا دیکھتا چلا جاتا تھا کہ ایک نورانی صورت نظر آئی، میں نے اس کا نام پوچھا تو کہا کہ میرا نام "سب رس" ہے، کیونکہ مجھ میں طرح طرح کے ہزاروں رس بھرے ہیں۔ وہ مجھ سے بڑی مہربانی اور شیریں زبانی سے باتیں کرتی رہی۔ اور کہا کہ میں آج تجھے وہ چیز دیتی ہوں جو اب تک کسی کو نہیں دی۔

رکھی ہوں یو چیز یک من میں چھپا کر
کہ جیوں رکھتے خزینہ نا دکھا کر
اجھوں لگ میں کسی کو نیں دئی ہوں
مگر تیری نذر وو میں کرتی ہوں
عطا کرتی ہوں تجھ پر لے ادب دار
دیا جو تو منجے اس کا خریدار
وو سو ہے راز میرے سب جنم کی
حکایت ہے مری شادی و غم کی

عجائب پُر نزاکت ہے حکایت
سلوک ہے ہور مجازی ہور حقیقت
ولی یو بات تو جس کو سناوے
ہنساوے کئیں اوسے کئیں تو رولاوے
توں اس قصے کو میرا ناؤں کہتاں
ویا رکھ ناؤں اُس کا جان جاناں

یہ روح ناطقہ ہے اور اپنی ساری سرگزشت سناتی ہے کہ میں کس طرح ملک عدم سے شہر بدن میں آئی اور یہاں مجھ پر کیا گزری اور مکروہات دنیا میں پھنس کر عیش و عشرت اور غفلت میں پڑ گئی اور اپنی اصل کو اور وعدوں کو بھول گئی اور اپنے پیا (مالک) سے دور ہو گئی۔ جب حالت بہت گر گئی تو اُس طرف سے پیم ورجلکے فرشتے میری ہدایت کو بھیجے گئے۔ پھر میں غفلت سے بیدار اور اپنے کیے سے پشیمان ہوئی اور اپنے اصل پیا کی طرف رجوع کی۔ غرض مصنف نے اس مختصر مثنوی میں اُس سرگزشت کو بیان کیا ہے جو روح پر اصل سے جدا ہو کر انسانی جسم میں داخل ہونے سے گزرتی ہے۔

اگرچہ یہ خیال وجہی کی سب رس کے قصے سے جدا ہے لیکن ہے ماخوذ اسی سے۔ وجہی کی سب رس کا اس میں کہیں اشارہ تک نہیں کیا۔ نظم معمولی ہے۔ کتابت ۱۱۸۰ھ کی ہے جو تصنیف کے قریب کا زمانہ معلوم ہوتا ہے۔

دکنی اُردو کی ایک اور مثنوی "حسن و دل" کے نام سے لکھی گئی ہے۔ اس میں پورا قصہ وہی ہے جو وجہی کی سب رس میں ہے کہیں کہیں خفیف سا تغیر کیا گیا ہے۔ وجہی نے جو اپنی کتاب میں جگہ جگہ وعظ و نصائح کا دفتر کھولا ہے وہ اس مثنوی کے مصنف نے حذف کر دیا ہے اور سادہ قصہ بیان کر دیا ہے۔

ابتدا میں حمد و نعت میں صرف تین شعر ہیں۔ اس کے بعد قصہ شروع کر دیا ہے۔ میرے پاس اس کے دو نسخے ہیں مگر افسوس کہ دونوں آخر سے ناقص ہیں۔یعنی صرف چند ورق نہیں اس لیے اس کے مصنف کا نام وغیرہ نہ معلوم ہو سکا۔ زبان اس کی صاف ہے مگر کوئی خاص خوبی نہیں۔ یہ دونوں مثنویاں بارہویں صدی کے اواخر کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

یہ چاروں مثنویاں دکنی شاعروں کی تصنیف ہیں۔لیکن ان کے علاوہ ایک اور مثنوی "حسن و دل" نام سے خواجہ خیرالدین المتخلص بہ خواجہ کی تصنیف ہے۔ یہ ہندستان (شمالی بھارت) کے رہنے والے تھے۔ اُن کی زبان اس کی صاف گواہی دے رہی ہے۔ علاوہ اس کے اپنی نظموں اور قصیدوں میں اپنے آقا سے وطن جانے کی اجازت طلب کی ہے۔ حیدرآباد دکن میں آکر مقیم ہو گئے ہیں اور نواب میر منور علی خاں منورالدولہ منورالملک فرزند سکندر جاہ بہادر کے متوسلین میں سے ہیں چنانچہ اپنی ایک غزل میں لکھتے ہیں۔

معیں ہو یا معین الدین چشتی — یہ خواجہ عازم ہندوستاں ہے

اور ایک دوسری جگہ کہتے ہیں

دکن سے ہند میں مجھ کو بلا لو — مرا جاتا ہوں یا مرشد بچا لو

اپنے آقا سے مثنوی کے صلے میں یہ عرض کرتا ہے کہ مجھے خوشی خوشی وطن (ہندستان) کی اجازت فرمائی جائے۔ حمد و مناجات، نعت، منقبت تقریباً پندرہ صفحہ پر ہے اور بیچ بیچ میں مخمس اور مسدس اور مثلث بھی آ گئے ہیں۔ اس کے بعد عشق کی شان میں نغمہ سرائی کی ہے۔ اپنے مرشد اور صوفیوں کی ثنا

وصفت میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے بادشاہ دکن نواب ناصرالدولہ بہادر اور اپنے آقا نواب میر منور علی خاں کی مدح اور سبب تالیف کتاب کے بیان میں خوب خوب طبع آزمائی کی ہے۔ نواب صاحب کی فرمائش پر خواجہ صاحب نے یہ مثنوی لکھنی شروع کی، چنانچہ لکھتے ہیں۔

طبیعت تھی جو از بس عاشقانہ
لکھا ہوں حسن و دل کا یہ فسانہ
اگرچہ پیش ازیں اس داستاں کو
لکھے دکھنی میں استادانِ خوش گو
خصوصاً شیخ ابراہیم ذوقی*
کیے ہیں کیا ہی موزوں مرد شوقی
لکھے ہیں نثر میں وجدی نے اس کو
پہ یہ دونوں کی ہے فہمید کس کو
مگر اب تک تو ہندی میں کبھی ہم
نہیں دیکھی کہیں واللہ اعلم

چوتھے شعر میں غلطی سے وجہی کی جگہ وجدی لکھ دیا ہے۔ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے آخر میں اپنا نام بھی بتا دیا ہے۔

دعائے خواجہ خیرالدین مسکیں
الٰہ العالمیں سو بار آمیں ہو

یہ سب بیان ۸ صفحہ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد "آغاز داستاں"

* تعجب ہے کہ خواجہ نے ذوقی کا نام شیخ ابراہیم لکھا ہے۔

کا عنوان ہے۔ قصے کی روداد وہی ہے جو وجہی کی سب رس میں ہے۔ البتہ کہیں کہیں تفصیلات میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔ مثلاً جب عقل کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کا فرزند دل حُسن کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے اور حالت خراب ہے تو صبر کا مشورہ قبول کر کے وہ بادشاہ عشق کے نام ایک نامہ روانہ کرتا ہے اور اس میں حسن اور دل کے عقد کی خواستگاری کرتا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ یہ نامہ منزل مقصود پر پہنچے اور کوئی جواب آئے بادشاہ کے مصاحب فراست نے کہا کہ صبر نے جو تدبیر بتائی ہے وہ ہے تو اچھی اور مناسب موقع لیکن اگر اس عرصے میں شہزادہ کی حالت فراق حسن میں خدانخواستہ کچھ اور ہوگئی تو پھر کوئی چارہ کارگر نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ معاملہ تلوار ہی سے طے ہونا چاہیے۔ وہم نے بھی اس کی تائید کی چنانچہ لشکرکشی کی تیاری شروع ہوگئی۔

وجہی نے دل کے والد کا ذکر نہیں کیا لیکن اس مثنوی میں شروع میں ایک جگہ والد کا بھی ذکر آگیا ہے۔ اسی طرح اس مثنوی میں بادشاہ عشق کے وزیر کا نام مہر لکھا ہے۔ اور فوج کے سرداروں کے نام مشقت خاں، محنت بیگ خاں قزلباش، حسرت خاں بہادر افغان، شیخ استغنا وغیرہ تجویز کیے ہیں جو اصل کتاب میں نہیں ہیں۔

جس طرح وجہی نے اپنے قصے میں جگہ جگہ وعظ و پند کے طومار سے کتاب کا حجم بڑھا دیا ہے، اسی طرح خواجہ صاحب نے بھی موقع بے موقع غزلیں، مخمس، مسدس، مثلث، مسبع اور تضمینیں لکھ کر کتاب کو طویل بنانے میں کمی نہیں کی۔ مگر ان کی زبان بہت صاف اور اچھی ہے۔ عاشقانہ مضامین خوب لکھتے ہیں۔ بہت پرگو اور خوش گو ہیں۔ لکھنے پر آتے ہیں تو لکھتے ہی چلے جاتے ہیں کہیں رکتے نہیں۔ کلام

میں آمد ہے۔ کتاب ۱۲۶۴ھ کی تصنیف ہے۔

مدت ہوئی مجھے سب رس کے دو نسخے دستیاب ہوئے تھے، ایک حیدرآباد میں دوسرا بیجاپور میں۔ ان میں سے ایک تو بمقام دولت آباد ۱۱۱۱ھ کا لکھا ہوا ہے اور دوسرا ۱۱۱۵ھ کا۔ یہ دونوں نسخے صاف لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد دو اور نسخے ملے جو ایسے اچھے نہیں تھے اور ایک ان میں سے ناقص ہے۔

اول تو قلمی نسخوں کا پڑھنا جن کے رسم خط کی وجہ سے طرح طرح کی غلط فہمی ہو جاتی ہے، پھر ایسی پرانی زبان کا پڑھنا اور سمجھنا جس کے اکثر محاورے اور الفاظ نہ اب بولے جاتے ہیں اور نہ سمجھے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر کاتبوں کی اصلاح، یہ ایسی دقتیں ہیں کہ مقابلے، تصحیح اور تحقیق میں بہت وقت صرف ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کے چھپنے میں اتنی دیر ہو گئی۔

عبدالحق

کوئٹہ (بلوچستان)۔ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام مصحف کا معنی الحمد للہ میں ہے مستقیم، ہور تمام الحمد للہ کا معنی بسم اللہ میں ہے قدیم، ہور تمام بسم اللہ کا معنی بسم اللہ کے ایک نقطے میں رکھیا ہے کریم۔ سچ دیکھ خاطر لیا اتال۔ حدیث بھی یوں آئی ہے کہ العلم نقطۃ وکثرہا جہال یعنی علم ایک نقطہ ہے جاہلاں اسے بڈھائے جہالت کوں اس حد لگن لیاے۔ ہور فارسی کے دانشمنداں، جنوں سمجھتے ہیں باتاں کے بنداں، انوں کوں یوں بھایا ہے، انوں میں بھی یوں آیا ہے کہ "اگر در خانہ کس است، یک حرف بس است۔ ہور گوالیر کے چاتراں، گن کے گرُاں، انوں بھی بات کوں کھولے ہیں، یوں بولے ہیں — فرد:

پوتی تھی سو کھوٹی بھئی پنڈت بھیا نکوے
ایکھی اچھر پیم کا پھیرے سو پنڈت ہوے

قدرت کا دھنی ہہی، جو کرتا سو سب وہی۔ خدا بڑا خدا کی صفت کرے کوئی کیتیک، وحدہٗ لاشریک۔ ماں نہ باپ، آپیں آپ۔ پروردگار، سنسار کا سرجنہار۔ جیتی جیکوئی قدرت دہرتا ہے صفت اس کی اپنے پرتے کرتا ہے۔ وو بے حد، اس کی صفت کوں کاں ہے حد، احد صمد لم یلد ولم یولد۔ بیت:

کسے ہے حد جو خدا کی صفت کی حد پاوے
ہر ایک بال کوں گر سو ہزار جیب آوے

جس کی نالنوں خدا ہے، وو سب سوں ملیا ہور سب سوں جدا ہے۔ کوئی کیوں اسے کہے ہے کہ یوں ہے، خدا ہے، جیوں کہیں گے تیوں ہے۔ کون سمج سکتا خدا کی گت، ایک اپے لاک صفت۔ ہزار اور ایک اس کا نالنوں اس کی معرفت کھٹا دیں کھٹاوں۔ بیت:

جہاں جکچھ ہے وہاں سب اہے ظہور اس کا
ہر ایک شے منے دیتا ہے جلوہ نور اس کا

خدا قادر، خدا حاضر، خدا ناظر خدا سکتا جسے جیوں منگتا اسے ووں رکھتا۔ سات زمین سات آسمان ہیں اس کا کھیل۔ جو کچھ وو کرے سو ہووے، اس کے حکم کوں کون سکے ٹھیل۔ آپیں آپ جل جلال، دم مارنے یاں کسے نیں مجال۔ بیت:

اس کٹھار پر کسے ہے نظر جو نظر سٹے
گر جبرئیل ہوے تو یاں بال و پر سٹے

عجب عجب[1] اس کے کام انسان کیا کر سکے فام۔ پیدا کیا زمین پیدا کیا آسمان، سب دانایاں سب دانشمنداں حیران۔ کیا ولی کیا نبیؑ سجدہ کیئے اس کٹھار یو بجھی۔ قادر قدرت کا دھنی غنی مستغنی۔ ہوتا سب خدا کا بھاتا، ہو کہنے میں ہو جاتا۔ یاں چرا نہ چوں، جیوں عربی میں کتا ہے کن فیکون۔

شعر: دھنی جو دہرتی دہریا ہور بھی دہرے سو ہوے
کسی کے کرنے تے کیا ہوے خدا کرے سو ہووے

---

[1] (ن) عجائب عجائب ؛ (ہر دو نسخہ) — (ن) یاں

عاشق کوں عشق ، معشوق کوں حسن دیا ، اُن دونوں میں اپنا بھید پرگٹ کیا۔ ایکس کوں کیا پُرس ، ایکس کوں کیا ناری ، ایکس کوں کیا پیارا ، ایکس کوں کیا پیاری۔ نہ یو اسے دیکھیا نہ وہ اسے جانے ایکس کوں دیکھ ایک ہوئے دیوانے۔ دو دل ایک دل ہو تیں جھٹ تے ، سراں تے گزرتے جیواں پر اُٹھتے۔ سرجیا یوں کچھ سرجنہار، کریم رحیم مہروان کرتار۔ بیت :

یو خاصیت ہے عشق کی یاں کوئی کیا کرے
بیگانے کوں یو عشق مُلا آشنا کرے

بہوت لطافت سوں پیدا کیا حسن ، عشق بیں رکھیا اپنے خاصے گن جُن چُن۔ نشان نہ گمان جان نہ پہچان ، ایکس کوں دیکھ ایکس پر ایک حیران ، پریشان ، سرگردان۔ دیکھے نہ دکھلائے ایکس کوں ایک بھائے۔ دل سو دل پران سو پران ، جانو قدیم آشنا جانو قدیم جان پہچان۔ ایکس کی خاطر ایک تلملتے جیتے ، ایکس کی خاطر ایک ترستے تپتے۔ بیت

دوڑیا ہے عشق جس پر لہوا کھینچ باند کر
ایکس کے ہاں یکس کوں دیا ہات باند کر

سگے ماں باپ سوں ہوتے بیزار ، جس یار سوں جیو لگیا اس یار سوں اختیار۔ ماں باپ پال پال جنم کھوتے ، یو سو آخر کسی اور کے ہوتے جیو لگیا ادہر بچارے ماں باپ تال کدہر۔ ماں باپ کوں سمجے جیوں خیال ہور خواب ، بھائی تو بچارا کس میں حساب۔ انو نے اپنا نقا کھینچے ، ماں باپ اپنی خاطر کو جفا کھینچے۔ عشق نے کھیل یوں کھیلیا ٹھاریں ٹھار ، اس کھیل کو نا دک نا دلیس ہے ، نہ ہانک نہ پکار ، ہر یکیس کوں ہر یکیس سوں قول قرار ، سب آپس میں اپنے یار۔ پیار دل بھیتر ، موں پر لوگاں کا ڈر۔ لیے پیار کوں کوئیں سنبھال رکھتا۔ دل بھیتر کوں کیسے منا کر سکتا۔ اپنے دل میں ہر ایکس کوں ہے پادشاہی وہاں دوسرے کی نہیں پھر سکتی دورائی۔ بیت :

پا وے بقا جو عشق میں ایسے فنا کرے
یو ٹھار نیں ہے وو جو کسے کوئی منا کرے

عشق ہم باطن ہم ظاہر، عشق سب جاگا حاضر ناظر، عشق نڈر، عشق پادشاہ، عشق کوں کس کا ڈر، عشق ہم مست ہم ہوشیار ہم بے خبر ہم باخبر۔ عشق سلطان چھتر اس کا رسوائی، عشق کا تخت استغنائی عشق کا حشم بے پروائی عشق لاوبالی، عشق سب ٹھار بھریا ہے عشق کیس نیں خالی۔

عشق ہرگز کسے جدا نہ دہرے　　　عشق دوکوں ملاکے ایک کرے
عشق سرمست لا اُبالی ہے ہا　　　عشق اب بھاوتا خیالی ہے

ایک عشق اس کے اتے رنگاں، ایتیاں صورتاں، ایک اپے اپنیاں اتیاں مورتیاں۔ عشق دوکے دلاں میں سٹیا غلبلا، دونو کے دلاں میں عشق کی بلا عشق ہے تو حسن دستا خوب، عشق ہے تو نظر تلے محبوب عشق ہے تو ہریک کام کا لگتا دھندا عشق ہے تو کوئی صاحب ہوتا کوئی بندا عشق کدھیں عقل کدہیں دیوانہ ہوتا، کدھیں ہنستا کدھیں ہنس ہنس روتا۔ فرد:

عشق سا ندی ہے عشق سدی، بچ
کدھیں کچھ ہے کدھیں سو کچھ کا کچ

اپس سوں اپے لگالیا۔ کسے کیا کہے کنے کیا کیا۔ آپی کیا اُسے کیا علاج، جیسا پڑے ویسا سو سے باج۔ ادہر بھی اپے ادہر بھی اپے۔ اپے ترستے، اپے تپتے۔ اپے اپس کوں دیکھے دکھلاوے اپے اپستے اپسکوں چھپاوے۔ اپس کنے اپنی کرے فریاد، اپے دیوے اپنی داد۔ دین و دنیا کوں دیا عشق نے آرائش پیدا کرنہارنے یوں پیدا کیا پیدائش۔ فرد:

سب میں وو ہے تو دل ہے سب کا شاد
سب میں وو ہے تو سب میں ہے یو سواد

عشق میں اپے ہے تو اس میں ہیں ایتے چالے، عشق میں اپے ہے تو اس

میں ہیں یو مستی یو خوشی یو ادا لے۔ عشق میں اپے ہے تو اسے سب ٹھار گزر، عشق میں اپے ہے تو اسے سب جاگا کی خبر۔ بے نہایت رل چھیل، ایک کھیلتا اپنے کھیل۔ باٹاں بہوت دسے ٹھار ایک۔ کھیلاں بہوت دسے کھیلنہار ایک۔ عشق کی صورت کیسی ہے کر کیوں کہیا جاتا، معنی بیچونی ہے۔ چگونی پر آتا۔ عشق خدا کی ذات ہے چھپا رہتا، جو کوئی یو باٹ پاتا دو آخر یو کچھ کہتا۔ یہاں جسم کوں دیکھنا مشکل ہے جاں کوں کیوں دیکھیا جاتا تخت کوں دیکھنے نہ پادے سلطان کیوں دیکھیا جاتا۔ جسم ہور جان کا ایک مانا۔ دلے اثنا ہے جو یو باٹ ٹک سمجے جانا۔ عشق ہور خدا کچھ جدا نہیچ، بات جدا اپن بھید دا ہیچ۔ عشق ہوتا ہیچ جہاں تمام، دہا کچھ خدا ہے بلکہ دو چہ خدا ہے والسلام۔ واصلاں نے بولے ہیں واللہ، اذا تم العشق فہو اللہ۔ رباعی :

دنیا ہے لقا پہ رہتا ہے جس رسے تک
دو ہیں تے اسے جان خود سے تسرے ٹک
گر ہو سوں مل یو چہ ہونے منگتا ہے
تو یاد کرنس یو کوں اپس بسرے تک

در نعت محمد مصطفیٰؐ و چہار یار
و منقبت علی مرتضیٰؓ :

ابابکر صدیق صادق ہیں خاص — کئے خارجیاں کوں شریعت میں راس
عمر جب نبی کے امت میں ہوئے — یہودی عرب نے جو تھے سر نوے
جمع کر جو عثمان قرآن کوں — شرم کا دیے زور ایمان کوں
توڑیا کفر علی ہت لئے ذوالفقار — خدا بعد محمد بھی چار دو ہیں یار[1]

---

[1] یہ اشعار دوسرے نسخے میں نہیں۔

عشق خداکوں بھید یا توا پنا حبیب کر محمد کوں پیدا کیا۔ عشق خدا کو بھید یا تو اس کی خاطر آسمان زمین ہو یدا کیا۔ اگر محمد نا ہوتا تو آسمان زمین نا ہوتا، اگر محمد نا ہوتا تو ماہ و پر وین نا ہوتا، اگر محمد نا ہوتا تو دنیا ہور دین نا ہوتا۔ صاحب طٰہٰ و یٰسین، صاحب الارحمتہ العالمین۔ جس کے نور تی عالم نے پایا روشنی، لولاک لما، خلقت الافلاک کا دھنی، اول خدا ہے، نبی دو یم، سو یم ہے ولی۔ یو ہیں نا نور بھئے مومن کے دل کو تجلی۔ محمد کوں جس رات ہوی معراج۔ وہاں دوسرا نہ تھا کوئی علی باج۔ گیان دھیان کے کام تمام محمد نے لیا یا۔ جو کچھ پانا تھا سو محمد نے پایا۔ جو کچھ محمد نے پایا سوں علی کو سمجھایا۔ یو سمجھ علی کے تقسیم آیا۔ علی خدا کوں بھایا رسول کوں بھایا، محمد نبی، علی ولی، نبوت خدا کی پیشوائی، ولایت محبوبی، ہور استغنائی نبوت کار سازی، ولایت بے نیازی۔ ولایت باسگلے یار کا۔ نبوت دھندا گھر دار کا۔ ولایت اگر نبوت آتی۔ نبوت آئے تو کیا ولایت جاتی۔ فرق دھندے کا تک میانے آتا۔ کسے کچھ سُن پڑتا، کوئی کچھ پاتا۔ حضرت کہیں خدا شاہد، انا و علی من نور واحد۔ تن سوں تن، جیو سوں جیو، دم سوں دم، نبوت محمد پر اور ولایت علی پر ختم، ابابکر عمر ہور عثمان، جنوں کی نیکی جانتا سب جہان۔ حضرت کے یاراں ہیں، بزرگواراں ہیں، ایکس تی ایک سب بھلے، جیوں خدا رسول فرمایا تھا تیوں چلے لاف نیں کئے خلاف نیں کئے۔ حق پر چلنہارے ایسیچ اچھتے ہیں۔ خدا کے پیارے حضرت کے یار، جنوں سوں حضرت کرتے تھے بچار۔ آخر بعد از حضرت کے بیٹے حضرت حضرت کی ٹھار

ہر ایک حال خدا کوں یقین سوں جپنا
ولایت ہور نبوت یو قرب ہے اپنا

ولایت کی جاگا پر نبوت کے جا صدرہ، ایکس تی یک خوب ایکس تی ایک

خوب تر۔ خدا بہوت بڑا، سب ٹھار حاضر سب ٹھار گھڑا، سب میں اپنا نور بھریا، کسے کچھ کسے کچھ کسے سب کچھ کریا۔

سبب تالیف کتاب و مدح بادشاہ!

سلطان عبد اللہ، ظل اللہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، حقیقت آگاہ، دشمن پر ور، ثانی سکندر عاشق صاحب نظر، دل کے خطرے تی باخبر صورت میں یوسف تے، انگے آدم بے ہوش ہوتے۔ پتھر پگلے۔ حکمت میں افلاطون شاگرد، سخاوت میں حاتم کا کھوے برد، شجاعت میں رستم گرد۔ عالی ہمت غازی مرد، شمشیر ہور ہمت کے صاحب، نیم دھرم اور رست کے صاحب، دارا در، فریدوں فر، کلیم بیاں، مسیحا دم، مریخ صولت، زہرا عشرت، خورشید علم، اصباح کے وقت، بیٹھے تخت، یکایک غیب تی کچھ رمز پاکر، دل میں انچ کچھ لیا کر۔ وجہی نادر سخن کوں، دریا دل، گوہر سخن کوں۔ حضور بلائے پان دئے بہوت مان دیئے۔ ہور فرمائے کہ انسان کے وجود وچ ہیں کچھ عشق کا بیان کرنا اپنا ناؤں عیاں کرنا، کچھ نشان دھرنا، وجہی، ہو گنی گن بھریا، تسلیم کر کر سر پر ہاتھ دھریا بہوت بڑا کام اندیشیا[1] بہوت بڑی فکر کریا۔ بلند ہمتی کے بادل نے دانش کے میدان میں گفتاراں برسایا۔ قدرت کے اسراراں برسایا۔ بادشاہ کے فرمای جینتیا، تو ہی تقطیع بیتیا۔ کہ انگے کے آن ہارے، ہمیں بھی کچھ تھے کر سمجھیں بارے ہمارے گن کوں دیکھے سو ہنسا دیکھے، گنگا دیکھے سوجنا دیکھے، ہمنا تے بھی آنگے تھے سو انو کو کچھ بھی تمیز کریں، ریاضت ہماری مشقت ہماری چیز کریں، عاشق کوں عاشق جانتا، عاشق کوں عاشق پہچانتا۔

بیت

کند ہم جنس باہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر باز با باز

---

[1] اندیشیا

مور گ آسو دے دیوانے ، نیں جلے سو جلے کی بات کیا جانے جیوں تیوں اس دنیا میں کچھ یادگار اچھے تو خوب ہے۔ یو جھاڑ ہے اس جھاڑ کوں کچھ بار اچھے تو خوب ہے۔ اس دنیا میں او ہے گی سو بات ہے ، باقی دو دیں کا سورات ہے ، جنے کچھ سمجیا عاقبت لگن ، اُنے اپنی جا گا رکھیا اپنا گگن۔ اس تے نیں رہا گیا کچھ کہا گیا کہ شاید کدھیں کوئی عاشق پھری ٹک تلملے ، ٹک جیو پھرے ، ٹک مستی چھرے ، ٹک تو پھرے ، ہور سمجے کہ ان عاشق کامل نے کیا بولیا ہے ، کِس کِس جاگا پر کیسے کیسے بھیداں کھولیا ہے ، ہم گلاب میں آبلوج گھولیا ہے ، ہم مانک موتی رولیا ہے ، داد دیوے ، امداد دیوے ، مراد دیوے۔ کیسے کچھ سنپڑے۔ کیسے کچھ فیض انپڑے۔ فرد :-

وہی ہے صافی کہ جس صافی تے صفا کوئی پائے
وہی ہے کام کہ جس کام تے نفا کوئی پائے

اپنا جد جو دھرتے ہیں ، لوکاں باغ جو کرتے ہیں ، سو اسیچ خاطر کرتے ہیں کہ کوئی خوب جتر بھوگی ہوس نایک عاشق جیو کے اس باغ میں آوے ، محظوظ ہوئے ، آرام پاوے۔ باغ کے صاحب کوں دعا کرے ، پھولاں سوں گود بھرے ، رنگ میں ڈبا دے آس اسی تے کچھ لگے باس۔ اسے فیض انپڑے ہمنا کوں ثواب ، خدا خوش ، رسول خوش ، عالم خوش اس باب فرد :-

جنے جو دل کوں لیا ہات کچھ کسی کوں دیا
ہزار کعبے بندھایا ہزار حج بی کیا

در زینت سخن و در نام کتاب گوید

یو قدرت اللہ ہے ، یو اسرار اللہ ہے ، یو الطاف اللہ لا الہ الا اللہ یو عجب کتاب ہے سبحان اللہ ، اس کتاب کا ناؤں سب رس نا سب کو پڑھنے آوتے ہوس ، بول

بول کوں جو پڑھے اس، یادگار ہو اچھے گا دنیا میں کئی لاکھ برس۔ ہور یہیچ تعویذ عاشقاں کے گلے کا تعویذ۔ یو کتاب سب کتاباں کا سرتاج، سب باتاں کا راج، ہر بات میں سو سو معراج، اس کا سواد سمجھے نا کوئی عاشق باج۔ اس کتاب کی لذت پانے عالم سب محتاج۔ کیا عورت کیا مرد، جس میں کچھ عشق کا درد، اس کتاب کو سینے پر تی ہلاسی ناما۔ اس کتاب بغیر کوئی اپنا وقت بھلاسی نا، جو کوئی پڑھے گا جس جس کا اثر پڑے گا۔ جو کوئی اس کتاب کا سمجھے گا مانا، کیا حاجت ہے اسے کیف کھانا۔ یو کتاب عاشقاں کا جیو صاحب، معشوقاں کا یار مصاحب، یو رنگ رنگ کے پھول، ہر رنگ مقبول، سب کیسے بھاتے یو پھول، دائم تازے، ہرگز نیں کملاتے، ایسے خوش باس کہ پھولاں اچھول کسی باغ میں نیں کھلے ایسے پھولاں اچھیں کسے نیں سے سنگنے دل میں نیا بھرے اباس، کہاں ہے وہ پھول جس پھول میں ایسی باس جو کوئی یو کلام سنے گا۔ پڑے گا ہور فاتحہ نہ پڑے گا تو وو بے خبر خام ہے، اس کی دانش پر اس بات کا لذت حرام ہے، کیا واسطہ کہ یو بات نہیں یو تمام وحی ہے الہام ہے۔ جسے خدا کی محبت سوں غرض ہے، اس پر فاتحہ ہمارا فرض ہے۔ اگر ممات ہے تو ادھر کی سعادتی کا۔ وگر حیات ہے تو ادھر کی سلامتی کا۔ اگر کسی میں سخن شناسی ہور اسرار دانی ہے تو یو کتاب گنج العرش، بحرالمعانی ہے جیتا کوئی طبیعت کے کواڑ کھولے گا اس کتاب میں نیں سو بات کیا بولے گا، جو کچھ آسمان ہور زمین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، جو کچھ دنیا ہور دین میں ہے سو اس کتاب میں ہے، ہرگز کوئی فصیح اس فصاحت سوں بات نیں کیا، اس دھات بات کو سلاست نیں دیا، ہر ایک بشر کا کام نیں، ہر ایک بے خبر کا کام نیں۔ اس کتاب کوں وو سمجھیگا جو کوئی صاحب راز ہے۔ یو کتاب تمام اعجاز ہے۔ اگر دین ہور دنیا کا امید پانے منگتا ہے تو یو کتاب دیکھو۔ اگر بڑا ہو کر عالم کوں بچانے منگتا

ہے تو یو کتاب دیکھو۔ کہ سدھیں مرشد ہیں۔ مسلماناں میں پیر و مرشد ہووے گا، ہندواں میں جنگم سدھ ہوے گا۔ ہم ہندو تجہ تی باٹ یا تجے مانیگے، ہم مسلمان تجے ٹرا ہے کر جانیں گے، ایک کلمے کا فرق ہے، باقی خدا کی وحدانیت میں ہندو ہور مسلمان غرق ہے۔ اگر خدا کوں سمجے ہور اسے ایمان ہووے عجب کیا جو ہندو بھی مسلمان ہوتے۔ اس بات کی جو کچھ بات ہے سو سمجانے ہارے کے ہاتھ ہے، اگر سمجا تھا واصل اور کامل ہے، وو ہندو بھی اگر دانا ہے تو اسے بی یے جیوتی دل ہے۔ خدا حق ہے اور حق سب ٹھار ہے۔ آدمی کے جنس کوں حق پرآتے کیا بار ہے جیتے چوساراں، جیتے فہم داراں، جیتے گن کاراں ہوتے سن آج لگن، کوئی اس جہان میں ہندوستان میں ہندی زبان سوں اس لطافت اس چھنداں سوں نظم ہور نثر ملا کر گلا کر یوں نیں بولیا، اس بات کوں، اس نبات کوں یوں کوئی آب حیات میں نیں گھولیا یوں غیب کا علم نیں کھولیا، خضر کے مقام کو انپڑنا تو اس بات میں پڑنا، میں تو یو بات پیچ کیا ہوں۔ عیسیٰ ہوکر بات کو جیو دیا ہوں۔ دانش کے باغ میں آیا بہار ہو کر پھولاں کھلایا، اگر کوئی کوڑ ہور جہالت سوں، بد اصالت سوں، رذالت سوں بات کرے نا سمج یو مایا۔ تو خدا بی اس جا گا حضرت جیسے کوں کہیا ہے کہ کوڑاں ہیں مجہول، نامعقول، مردود نا قبول سن یا رسول۔ اول کے پیغمبراں کو بی یے آیۃ اتری تھی اس وصول کہ و اذا خاطبہم الجاہلون قالو سلاما۔ یعنی اگر کوڑاں کا یو قام ہے تو کوڑاں کو ہمارا اسلام ہے۔ انوں پر خدا کی نیں رحمت انوں پر خدا کی لعنت، خدا اس بات کا مانا کھولیا ہے، خدا یو بات بولیا ہے۔ دائم انو کی ہاری بازی، خدا انو تے کدھیں نیں راضی، جاہلاں جہالت پر جاتے، جدیا سمجاتے بی حق پر نیں آتے۔ کافر تاریک دل، توبہ استغفر اللہ بہوت مشکل اور گوالیار کے فہیم، انوں بی یوں کہتے ہیں، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ کہ کوڑے بہشت، کوڑ سوں

مشت۔ بات یوں بی آئی کہ جانتے کا کر، انجانتے کا بھائی۔ فارسی میں یو
بولتے ہیں کہ کوڑ پر پردا ہے ہیں فراموشی، جواب ابلہاں خاموشی، کوڑ کی ذات،
نہنا فہم بڑی بات، نہ آپس کوں جانے، نہ دوسرے کوں پچھانے، یو کوڑ پاپی۔ خدا کے
رانے۔ یو جہنمی، کچ فامی کی انو کوں کیا کمی، جاں فہم کی بات آئے وہاں کوڑ کی چھاوں
نہ پڑیا جائے، چراغ میں چرچرہ رنگ میں کرکر، کافراں کوں تھے تو محمد تے معجزا دیکھے
بھی ایمان نہیں لیائے، لا علاج تو تیغ تلے، انو کے دلاں، انو کیاں انکھیاں
انو کے کاناں قدرت سوں باند کر غفلت کی دی گرہ، جو مصحف میں خدا کتا ہے
کہ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوہ، جنوں کوں خدا باٹ دکھلایا تھا
جنوں کے دل میں خدا کا کچھ محبت آیا تھا، جنوں کے دل میں دانش نے کیا تھا گھر، انو
دیکھ تیغ کہے کہ تہیں حق کے برحق پیغمبر۔ باٹ تے تیغ مسلمان ہوئے۔ صاحب ایمان ہو کر
جاہل کیسے بھاتا ہے، جاہل پر قتل واجب آتا ہے۔ جاہل تھے تو خدا کے فرمان کوں
نیں بچارے، جاہل تھے تو ہویاں سوں انو کوں مارے۔ جو قوم کافر ہو جاہل
ہے، مسلمانوں کوں خون انو کا حلال ہے۔ ملا روم جو خدا کے عشق سوں متے میں جاہلاں
کوں انوں بھی یوں کتے ہیں۔ بیت: جاہل ابو جہل محمد بہر دانایاں، دیکھو عارفاں کی
کا ماتا انپڑتا ہے کاں۔ غرض بہوت نادر نادر باتاں بولیاں، کوں دریا ہو کر
موتیاں رولیا ہوں، موتیاں کی موجاں کا میں دریا ہوں، تمام موتیاں سوں بھریا ہوں
اس دریا میں غوطہ کھائیں گے، تو جاگا جاگا کے غواصاں موتیاں پائیں گے۔ یو کتاب
عجائب ایک بند رہے، اگر سورج منگتا ہو گر چند رہے، فرہاد ہو کر، دونوں جہان سے آزاد ہو کر دانش
کے تیشے سوں پہاڑاں اٹھایا، تو یو شیریں پایا۔ تو یو نوی باٹ پیدا ہوئی تو اس باٹ آیا نادانا
انی باتاں میں یو بھی ایک باٹ کر جانے، ورے یو باٹ کیوں کاڑے کس وجہ
سوں نکلی محنت نیں سمجھے مشقت نیں پچھانے۔ انو کوں نیں کتے زبان آور ـــ یہ

بستے جنا دو، عقل میں سر دو، غصے میں تپتے، انوکوں عرفی میں حیوان ناطق کہتے، نادان
کا وجود عدم ہے، ہیچ میں شمار۔ دانایاں کوں سمجے کی ہے تھار۔ دانا موم دل
ہے، دانش کے آگ پو گلیگا۔ دانا ہمارا ہے، ہمارا حکم اس پو چلیگا، دانا ہمنا
رہنما کر جانیگا، ہادی ہے کر پہچانیگا۔ یو بات نہ تھی سو نکلی اتال، تو بی یکایک
چلنے کس کا مجال۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے دل کی تہویاں میں چھپے آنا ہے تو یو بات
پاناہے، نہیں تو یو بی کیا کچھ ہفتو ادان کا کھیل ہے یو بی کیا کچھ کھایا ہے۔ ہماری
بات میں عجب کچھ تو نہ ہے، جنے سنگیا اُسے گھائل ہوتا ہے۔ غرض اتال رپیا دیک
کر کتا ہے اسی کون کرتا منا کتا جتے گن کار کرتے ہیں گن اس باغ میں تی لیس گے پھول
چن چن، جس کے دماغ میں پھول کی باس جا دیگی، تازی اوراح تن میں آویگی
جکوئی اچایا بنیاد اول آخر دیکھ استاد، بوعجب نظم ہور نثر ہے، جانو بہشت میں کا
قصر ہے۔ سطر سطر پو برستا ہے نور، ہر یک بول ہے یک حور۔ اسے پڑ کر جنے
حظ پایا جانو بہشت میں آیا، یہاں خدا بھی بولنہارا ج ہے، جکوئی بات ہماری چلیا
وو ہمارا ج ہے۔ ہر چند فہم داری چلیا تو کیا ہوا بات ہماری ہے۔ اگر نکتہ کسی
تے کچھ جانیا، ہم ظاہر ہم باطن اسے میں مانیا، تو وو مسلمان نئیں اسے ایمان
نہیں، اسیسے ڈرنا، بہوت بہوت پرہیز کرنا۔ یو بی ایک چوری ہے، یو بی یک
حرام خوری ہے۔ نمک بر حرام، اس کا کیا اچھیگا نام، جسے انصاف کی نہیں
سکت ملے دل کا دیج میں اتیرتی لت، جنے انصاف چھپایا اپنے دل کو بیدل
کیا کام گنوایا، حاجت نئیں بکونی کرے زبان، ایسی کوں اپے کیا نقصان، اگر تو
ہے فہمدار۔ اپنی رنج نکو بار۔ یو بات دل میں رکھ مرداں کی یادگار۔ جنے رنج
کوں جلایا، انے خدا کوں پایا، بیچ کچھ جدا ہے۔ رنج میں خدا ہے۔ رنج کے
گھٹ بکو پی گھٹ گھٹ۔ اگر کچھ نہیں تو نک بکار تو بھی اُٹھ ماساس تو بی

بھر، جب نکو اچھنا کچھ تو بھی کر، دل میں اجالا پڑے گا، سوں پر نور چڑیگا
یو بات اعجاز ہے، اس بات میں خدا کا راز ہے، یو بات غیب کی آواز ہے
اننا، جاننا، پچھاننا۔ انسان یعنے گیان، جس میں کچھ گیان نیں وو حیوان۔
بے درد نامرد، مرد میں درد سخت بے کڑ۔ وہ آدمی نیں پتھر۔ عاشق معشوق
سوں دل بند اچھتا ہے، عاشق بہوت دردمند اچھتا ہے، بے درد دردمنداں
کوں کیا جانتے۔ یو نداں ستمنداں کو کیا جانتے، معشوقاں کے نازاں کیا سمجھتے، عا
عاشقاں کے چھنداں کوں کیا جانتے۔ اتنا عجب، اتنا حسد، جو حق تے گزرے
انوں میں کیا اچھے گا حد۔ انوں کوں حق کیوں ہونا مدد۔ موں پو مسجد دل میں بتخانہ
خدا تو سمجتا ہے یو بانا، آدمی کے حضور چھپایا۔ خدا کے حضور کیوں چھپانا۔ بعضے
عجب لوکاں ہیں اوند حرم، انوں کوں خدا کی بھی نیں شرم، مسلماناں میں آتے جاتے
مسلمان کہوتے، اگر یو ہے مسلمانی تو کافراں کی کیا ہے نشانی۔ اتنا نری بات
باڑیا، بگاڑیا، سو گنج کاڑیا۔ تجھ میں تھا سو لیایا، بات دکھلایا۔ ہمیں تو بہوت
سند سوں بات سنوارے۔ اتنا جل یو بات جلنہارے، جس کا دل صاف
اچھے گا، جس میں کچھ انصاف اچھے گا، مصحف کی سوں، وہ ہمنا بہوت بانیگا
خوب ہمنا پچھانے گا۔ جس کا دل روشن ہے وو نور کا گلشن ہے۔ جکو تی
نور ہوا، وو خدا کے حضور ہوا، ہر کچھ اجالے میں نظر پڑتا ..... اندھارے
میں کا رہنارا، اڑتا، تو پھرتا، بڑبڑاتا، اجالے کے رہنہاریاں سوں لڑتا جھگڑتا
اندھارے کو اجالا کر سمجتا، لال کوں کالا کر سمجتا۔ یو بڑا اجانا، اس کا موں
کالا، جس کے دل کو صفا ہے، اسے بہوت نفا ہے، دل کی صفائی کن نے
پائی، جسے خدا دیا اسے آئی، دل کی صفائی تو کچھ خیال ہے، عین دعوئی ہے، یہاں
کچھ ہے غرض، کہ ہیں اللہ نور السموات والارض، یعنے خدا آسمان ہور زمین

کا نور ہے، اس کا نور ہر شے میں بھرپور ہے۔ نور ہو تو نور سوں ملایا جائے
ظلمات سوں نور کیوں ملنے پاتے۔ ظلمات کوں نور سوں کوئی کیوں کر ملا دیا
اپنا ہے، جو کچھ عقل اچھے تو جنے دیکھا وو دور تے دکھلائے۔ کلام بھوت خاص کیا
ہوں۔ چلتی عبارت راس کیا ہوں، یو غیب کی بشارت ہے، جسے عبارت کہتے سو
یو عبارت، ماٹی پتھر کی عمارت کچھ سدا رہنہاری نہیں، دو دیے وفا
کچھ اس میں وفاداری نہیں، دنیا دو دین کی کوئی نہیں کس کا، آخر یہ ہے گا
سو یو چہ قدر جانتا اس کا۔ مال دھن سب خرچ جاوے گا۔ آخر یو چہ
کام آوے گا، آخر نام یو چہ اچھا دے گا، تمام یو چہ ہے۔ کام یو چہ ہے
یو خدا کی عنایت یاں کیا شکایت، خدا بھوت بڑا بے نہایت۔

آغاز داستان زبان ہندوستان

نقل۔ ایک شہر تھا اس شہر کا ناؤں سیستان
اس سیستان کے بادشاہ کی ناؤں عقل۔ دین و
دنیا کا تمام کام اس تے چلتا۔ اس کے حکم باج
ذرا کہیں نہیں ہلتا، اس کے فرمائے پر جنوں چلے۔ ہر دو جہاں میں ہوئے بھلے
دنیا میں خوب کہوائے۔ چار لوگاں میں عزت پائے، جاں رہے گھرے دوا
قبول پڑے، نہ آفت دیکھے نہ زلزلا، آپے بھلے تو عالم بھلا۔ کسی کوں برا
بولنا یو دسوا اس ہے، بھلائی برائی سب اپنے پاس ہے، آپے چل نہیں جانتے
دسریاں پہ برا مانتے۔ اول اپنی خبر میں آپے رہنا، پچھے دسریاں کوں برا کہنا، جنو
اپس کو پچھانیا، انے سب جانیا۔ جدہر ڈھلتا ہے ادھر عقل کے اجالے میں چلنا
ہے۔ آدمی نے عقل چھوڑیا، دیوانہ ہوا اپنا سر آپے پھوڑیا، عقل میں جو کا کھوٹ
ملتی، تو حرمت میں نقصان ہوتا۔ مدعا دور پڑتا دل تی۔ اگر منگتا ہے جو دل
کوں تازا رکھے، مدعا پاوے، تو بھلا ہے جو عقل کوں کا کھوٹ کوں لنا ملا دے

سکت ہے تو عقل میں ہمت کوں کر شریک۔ یو بند ہے، اگر تجھ میں کچھ سمج ہے تو سیکھ۔ جکوئی یو جلینت چلتا ہے دو کامل ہوتا ہے، روشن طبیعت زندہ دل ہوتا ہے، عقل میں کا کلوت جوں ریشم میں سوت، جوں دودھ میں چھاچ جوں باچ میں کاچ، جوں شیرے میں ہیرا، جوں اجلے زیرے میں کالا زیرا۔ جنے دل کوں جلایا، لنے کچھ پایا۔ قدم انگے دھریا، لنے کچھ کریا، مردی نامردی یک قدم ہے، مرد کوں یاں بڑی فکر، نامرد کوں کیا غم ہے۔ انجنتا بچارا بھلا جانتے پر پڑے بلا، کاکلوت تی جو دل مرے گا، تو پچھیں بچارا کیا کام کریگا دل اس کا جیتا ہے جس میں عشق ہور ہمت ہے، جیونا بھی اسیچ کا ہے اسپر رحمت ہے، جیوں حافظ بولیا ہے، دل کے گھر کے دروانے کھولیا ہے۔ بیت

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

خاص اچھو یا عام، آخر عقل کے حکم سوں لگیا ہے کام، اس کے حکم باج کوئی کسی کام میں جاوے، اپنا کیا اپے پاوے۔ بیت

عقل ہے باز سے بازیئے بلند پرواز
شکار گاہ ہے اس کا حقیقت ہور مجاز

عقل نور ہے، عقل کی دوڑ بہوت دور ہے، عقل ہے تو آدمی کہواتے عقل ہے تو خدا کوں پاتے، عقل اچھے تو تمیز کرے، برا ادر بھلا جانے، عقل اچھے تو اپس کوں ہور دوسرے کوں پچھانے، عقل تی میر، عقل تی پیر، عقل تی بادشاہ عقل تی وزیر۔ عقل تی دنیا، عقل تی دولت، عقل تی چلتی سلطاناں کی سلطنت عقل تی رہیا ہے یو عالم کھڑا۔ جس میں بہوت عقل دو بہوت بڑا۔ عقل سوں چلتی خدا کی خدائی، جتنی عقل اتنی بڑائی، عقل نہ ہوتی تو کچھ نہ ہوتا۔ کچھ رچہ نہ ہوتا

بیت :-

عقل نور تے سب جگ نے نور پایا ہے
جنے جو علم سکھا سو عقل تی آیا ہے

عقل بغیر دل کوں نور نیں۔ عقل کوں خدا کہنا بی کچھ دور نہیں۔ ذات، ذات تی صفات ہے۔ ذات تی جو کچھ نکلیا سو بی ذات ہے۔ جوں آفتاب ہور اس کا نور، اگر یہ آفتابیچ نا اچھے تو نور کیوں ہوئے مشہور، اگرچہ آفتابیچ میانے تی جاوے نور آفتاب تی نکلیا تھا سو بی آفتابیچ میں سماوے۔ سور کوں نور کتے ہیں، نور ہے تو سور کتے ہیں۔ نور تے آفتاب ہے، نہیں تو آفتاب کوں آفتاب کون کتا، اثر تی شراب ہے، نہیں تو شراب کوں شراب کون کتا، باس تی پھول نے شرف پایا، باس تی پھول پھول کہوایا، جوت تی جوہر نے پایا مول، معنے تی میٹھا لگتا بول، جوں خدا کے رسول امین نے محبوب رب العالمین نے صاحب آسمان زمین نے فرمائے کہ تفکروا فی صفات اللہ و لا تفکروا فی ذات اللہ۔ یعنے ذات کو صفات میں ڈھونڈیں گے تو پاویں گے صفات کو چھوڑ دیں تو ذات لک کدھر تی آئیں گے۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا تے تعالیٰ آخرت کو ایک معنی سوں اپنا دیدار دکھلائیں گا، مسلماناں کا دل اس وقت روشن ہووے گا، مسلماناں کے دل کا شک جائینگا۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا کوں دیکھیا جاتے، جو کوئی خدا کو ڈھونڈے سو خدا کوں پائی، جنوں نے نیں دیکھے، جنوں کوں دیکھنے کا قدرت نیں، الو شک لیا ہے، بعضے کتے ہیں کہ خدا کوں اس نظر سوں دیکھیا نا جاسی، نظر سوں خدا کو دیکھیں گے تو خدا نظر نظر نہ آسی، کچ کے انکھیاں سوں دیکھے تو خدا نظر، نظر سوں کوئی کیوں[1] دیکھے گا

---

[1] اکیوں کر

کیا خدا ظاہر صورت پکڑ کر آتا ہے۔ بعضیاں کوں اس جاگا یو سوال ہے،
اگر خدا کوں جہت نہیں، خدا کوں مکان نیں۔ خدا کوں کچھ صورت کا نشان
نیں، خدا کوں دیکھنا محال ہے۔ بعضے کتے ہیں کہ خدا سمجا جائے تو بس خدا کوں
دیکھنے کا کیسے کس یو دل کے دلیچہ میں رہے ہو ہیں، خدا تحقیق ہے اتنا جانیا
تو بہوت سر ہیں، بعضے کتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کوں قیامت میں دیکھینگے
نسے حیران ہوئیں گے کہہ نا سکیں گے، کہ یو نچہ ہے یوچہ ہے، یا ایساچ ہو
یوں کہے تو اس کے دسنے دضا سوں یاں بی دستا ہے، وے بولنے میں نیں آتا
کیا بولوں تماشا چ ہے۔ خدا کی عجب ہے شوکت ہور شان، بچارا انسان یاں
بی حیران واں بی حیران، ایسیچ جو مرداں ہیں نازک فام کے، عاشق ہوتے اسکے
نام کے، اس کے نام پر جیو دے ہیں، اپنا کام کنے ہیں، ایک کچھیک ہو جو دستا
ہے نیں دستا یوں، یو عقل تی پلاڑ ہے آدمی سمجتا کیوں۔ اگر یہیچ دجہ مطلق کچھ
نا دستا تو ہرگز خدا ہے کرنا کتے، اس کی عبادت چھوڑتے اس کی یاد میں نا
رہتے، خدا ہے کر تو بولیا جاتا ہے، کہ کچھ بھی دس آتا ہے تو انسان اس
سوں جیو لاتا ہے، اس پر توکل کرتا ہے، اسے پتیاتا ہے کہ مجھے تو تجھ ہی میرا کام
تجھ سو نچہ ہے۔ بارا باریکے دضا سوں دستا ہے، تارا تارے کے دضا
سوں دستا ہے۔ بارے کوئی تارے کی دضا سوں دیکھیں گے تو کیوں دسیگا
اس کا نور سب میں بھر پور رہے، دے اس کے دیکھنے میں قصور ہے۔ اگر اسکا
قصور جاوے گا تو سب جاگا اس کا جلوہ دیتا ہے، نور دس آدے گا۔ اگر
آسمان، اگر زمین، اگر آب آتش خاک باباے، یو اپسے آپے پیدا نیں ہوئے، ان
کوں کوئی پیدا کرنہارا ہے، اگر یو عالم اپسے اپیچ پیدا ہوا ہے تو یو چہ خدا ہے اس بھید کوں سمجا
سو عارف جدا ہے۔ اپس کوں دیکھنا کتے ہیں، اگر اپس کوں دیکھے تو بی خدا کوں دیکھنا

مشکل ہے، خدا کی محبت حاصل ہوتی ہے اما خدا کیسے حاصل ہے، خدا کچھ ایسا نہیں ہے کہ جیوں دیکھنا کتے ہیں نیوں دیکھیا جاتے، بات گفتار کی کوئی فرصت پائے منصور جو اس بات میں آیا، محبت کے زور سوں خدا کہوایا، نہیں تو بندہ کہیں خدا کہواتا ہے، بندے تی خدا کہوایا جاتا ہے، محبت کے عالم میں کوئی کیا کر پہنچ خدا ہوں، خدا پرست لوکاں محبت کے عالم میں خدا کہوا تو کہیا جائے قادر کے عالم میں کیسیچہ قدرت نہیں جو خدا کہوائے۔ خدا سو خدا ہے، محبت کا عالم کتے سو جدا ہے، جتے ایس کوں صاحب عرفاں کر جانے، یہاں آ کر زباں گردانے بعضے کہتے ہیں کہ عقل کے احاطے میں ذاتِ حق تعالےٰ کما حقہٗ نہیں آسکیا، پچھیں جو عاشق ہوا ان نے ایس کو عشق میں فنا کر بات کوں یہاں لیا رکھیا۔ خدا کو دوستاں نے بولے ہیں، اسرار کے موتیاں رولے ہیں۔ کہ فنا فی اللہ بقا باللہ۔ فرد:

آیا جکوئی خبر کوں یہاں وو خبر سیٹیا
کھولیا ٹھوا کمر تے سرن آس پر سٹیا

خود بے خود ہوئے تو خدا کوں پاوے بے خودی دور کرے تو خدائی دس آوے جتے عاقلاں نے عقل دوڑائے، آخر عشق کی بے آرامی میں آ کر آرام پائے عشق میں جاتوں عقل میں کی آتا سمجنے کا پہنچ سو سمجا کیوں جاتا، جو لگن توں شب تی بے طمع نا ہوسی، عشق میں آئے بغیر خاطر جمع نا ہوسی۔ اگر مرد ہے تو عشق اپنا کمال کوں اپڑا د فراق میں کی ہلاک ہوتا ایس کوں وصال کوں اپڑا۔ جو عشق تیرا انہایت کوں اپڑے گا اس دھات، پچھیں دل آپی بول بول اٹھے گا ترے مراتب کی بات قال حال ہے۔ فراق وصال ہوتا ہے جکچھ بے اختیار دل میں تی آپی آتا ہے، اپنی محبت کا قوت، ہاں پایا جاتا ہے خدا کا ہونے منگتا ہے تو کچھ خدا کے کام کر، جکوئی خدا کوں بڑے ہیں انوں کی بات فام کر ہمیں عاشق فدائی، فدا ہونا ہمارا احتشام، کیا تھا، کیا ہے، کیا ہوئیگا

اس باتاں سوں ہمنا کیا کام۔ ہمنا خدا کوں ایک جانتا ہور اس کا محبت ہے فرض، خدا کے کاماں سوں ہمنا کیا غرض اس کا کام وو جانے کیسے کیا قدرت جو آدے میانے، ہمیں کون جو اس کی نہایت کوں پانے کا فکر کریں، ایسے کاماں میں آنے کا فکر کریں، ہمنا ہماری نہایت کی معلوم نہیں ہوتی خبر اس کے نہایت کی کیسے خبر، اس دریا کی کسے خبر نیں ہوتی، حیرت تے گنگے ہوئے سب موتی موج پر موج آتی، گنتے سمجے جاتی۔ بعضے کہتے ہیں کہ موسیٰ نے خدا کوں دیکھنے کا سوال کیا، نہیں دستا تو دستا کر خیال کیا، فکر محال کیا۔ یہاں بات ہے۔ یہاں تحقیقات ہے اگر دیکھنے کا نظر ہوتا ہور نا دیکھا جاتا تو موسیٰ دیکھنے کا بات ہرگز میانے میاں نہ لیاتا۔ کیا وو علم کہ وو پیغمبر تھا۔ اسے یو اسرار روشن تھا بلکہ روشن تر تھا۔ موسیٰ کو جواب آیا کہ لن ترانی یعنے نا دیکھوسی تو یو انوار سبحانی۔ یہاں وا صلاں کہتے ہیں نا دیکھے کہے تو کیا دیکھنا نیں ہے۔ جاں محبت ہمد خدائی ہے واں یوں کہتے ہیں، جکوئی محرم راز ہے اس سوں یوں راز و نیاز ہے، نا کہے تو نا تجکوں کھینچ نا کرنا۔ ایک لطافت کی بات ہو تو دھکا نا اٹھانا۔ یو کام موقوف عاشق کی دلیری پر ہے۔ یو بھی کیا خالا کا گھر ہے، کانٹیاں کوں الانگ جانا تو باغ میں پھول پانا۔ جکوئی دریا میں جاوے سو موتی لے آوے جسے بخت لے تخت۔ دوہرہ۔

سات سہیلی ایک ہو جو ندھر پیو پیو ہوئے
جس پر پیو کا پیار ہے سو دھن بڑی کوئے

عابد کا اسستوار کاں بات ہے۔ یو عاشق کے سمجنے کی بات ہے یو رمز ناز دیکھے نیاز دکھلائے سو جانے، عاشقی کے معرکے میں آئے سو جانے، بندگی ہور صاحبی کی دھات ہور ہے، عاشقی ہور معشوقی کی بات ہور ہے، ایک بات ہے لن ترانی، عاشق کوں اس میں ہزار نشانی، یوں نا دیکھی کہنا نہ دیکھیں گا کہنے تی

ریاست ہے، عاشق سمجھتا ہے کہ کیا معشوق کی خواست ہے۔ عابد کوں کیا
نسبت جو عاشق کی بات میں آ کر دخل کرے جیوں اپنے کام میں خلل کیا تیوں
دسرے کے کام میں خلل کرے۔ عاشق بلند عابد پست، عابد ہشیار عاشق
مست۔ عابد دین خاطر جنم کھویا۔ عاشق خدا خاطر، دین دنیا تی ہاتھ دھویا
ہے، اس بات کا کون پایا ہے کھوج، کہاں گنگا تیلی کہاں راجہ بھوج، معشوق دیدار
دکھلاتا تو ہے، دے ٹک تپا کر دکھلاتا ہے۔ گھونگٹ میں منہ چھپا کر دکھلاتا
ہے۔ عشق بڑھانے خاطر لذت پانے خاطر، بھگ دی موں کھوے دکھلائے
یہاں بھی تو ہوتا ہے دل شاد، دے ٹک ہاں نان، میانے میان اچھے تو بھوت
سواد۔ عاشق کوں تپانا معشوق کا کام ہے۔ ایس کوں چھپانا معشوق کا کام
ہے۔ جاں معشوق کا ناز ہے، واں عاشق گداز ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ خدا کی ذات
بغیر جس شئے کا طلب ہے وہ طلبیچ دیدار کا حائل ہے اس بات پر عاشق بعد
عارف قائل ہے، اگر دل کی تمام طلب جاوے تو جاں نظر سٹے واں خدا ایچ دِسّ
آوے۔ ایک اس دل میں اتنا کچ ستے پر جو خدا کو منگتا وہ بڑا ہیچ۔ جس دل میں
آیا یار اس دل میں ایس کوں نہیں ٹھار۔ جاں اپنے نہیں ماتا، واں دسرا کیوں سماتا
جس میں سلوک نہیچ سالک نیں تو منہ بند ہیں بیں خالک ادسیچ[1] عاشقاں دین
دنیا تے گزرتے ہیں، جوں عاشقی کرنے کا شرط ہے تیوں عاشقی کرتے ہیں، اما
دنیا سے کہتے ہیں کہ بے عزتی ہور خواری سوں حاصل ہوتے۔ سبکلگی ہور
شرمساری سوں حاصل ہوئے آدم زاد کو دنیا مطلوب ہے سو بے
منت آئے تو بھوت خوب ہے۔ جنوں نے کچھ سمجھ کر کسے بے منت دیتے
ہیں، وہ دنیا پاک ہے۔ عارفاں نے قبول کئے ہیں، بعضے کہتے ہیں کہ حضرت

---

[1] ایسیچ

کا حدیث یہاں سمجے کیا، کہ رایت ربی فی صورت احسن امردٍ؎ یعنے امرد کی صورت میں دیکھا ہوں خدا کا تجلیات۔ یو سمجنا بھوت مشکل بھوت نازک ہے بات۔ جکچھ دستا ہے ہور جکچھ سنتے ہیں اسے تو سب ناؤں ہے یو تو سب صفت۔ اتال ذات کسے کہنا۔ ذات کوں گت۔ یہاں کی صفا بیچ میں ذات ہے۔ یہاں ایک بات ہے بلکہ بات میں بات ہے۔ یو تو ہمہ دوست ہوا، ہمہ اوست ہوا جتے اس شناس کی پیالے سوں منے ہیں۔ انوں سب یو نچہ کتے ہیں۔ اسعار خوب بجار، فارسی دا صلاں فارسی صاحب دلاں انو بی یو مخفی اسرار، یوں کئے ہیں اظہار۔ فرد:-

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت

لاجرم جملہ عین اشیا شد

ہور داصل حق عاشق مطلق گجراتی شاہ علی۔ خدا کے لاڈلے خدا کے خاصے، خدا کے ولی۔ دائم خدا سوں مل رہے۔ انو بی یو نچہ کہے۔ بیت:-

ہب بالے چڑ چڑ کھوں سبھی سب دہی وہی سب دہی وہی

اول جو سب جاگا خدا چ تھا ہور کیں کچھ نہ تھا تو یو سب کاں تی آیا۔ جان بارا جاتا ہے کہ جاں تی آیا۔ پانی تی موتی گھڑیا۔ موتی بی پانی چ ہے دلے صورت میں فرق پڑیا۔ یو موتی دریا نی کھوایا، اس تی ہور اس موتی کوں جنے سمجیا سو گیانی کہوایا۔ بعضے صفا کوں عین ذات کتے ہیں بعضے نہ ذات نہ خارج ذات یو بات کتے ہیں۔ کل ایک ذات درجود ہے۔ حرص مراتب ہور حال تی جدائی پڑی، بے گانگی نیانے کر کھڑی یو بی ایک اس بات کی ہے بُد۔ آنکس کہ نہ بابود و شما باد شما شد۔ یو میرا

؎ (ن) فی صورت عاشان یعنی عاشان کی صورت میں۔

وو تیرا ہوا۔ میا نے میان کو نچے بڑے گھر کوں جانے پھیرا ہوا۔ اگر یو
میرا ہور تیرا، میا نے میان تی جاوئے تو بے گانگی جاکر تمام یگانگی آوے
سب نیکیچ ہووے ہے، سب ایکیچ ہووے ہے۔ دریا سیتی قطرا ابھار بڑیا تو قطرہ
ہوا نیں تو قطرا بی دریاچ تھا، دریا کوں بی عشق کا طوفان چڑیا نیں تو
دریا بی جیسے کا ویساچ تھا۔ الآن کما کان ذات تی صفات ہے، صفات
تی ذات ہے۔ ذات ہور صفات ناؤں ہوے، ایک دو ر تھاؤں ہوتے۔ فرق
مراتب ہوا ظہوریات میں، اجھوں ئی معنی ہیں اس
بات میں۔ صفات خارج ذات نہیچ اس بات پر
سب قائل ہیں یہاں بات نہیچ۔ بات بی کیا غیر ذات ہو یو کیا
بات ہے۔ اتی پیلا ڑبے چوں بے چگوں، داں کیا دیکھے گا چرا ہور چوں
وہاں سب خالی ہور لبالب ہے، داں کچھ نہیں ہور سب ہے۔ داں کچھ
نہیں ہور سب داں تی آتا۔ جاں کچھ نیں داں کیوں کو تی جاتا۔ اس کچھ نیں
میں ہے سب کچھ، اگر گیان ہے تو سمجھ اب کچھ۔ جاں کچھ نیں داں کے نور کا رنگ
کالا۔ اس کالے میں کون دیکھنا اجالا۔ فنا ہوتے باج وہاں رہیا نہ جاتے، یو
بات کسے کہیا نہ جاتے۔ مورکہ کیا سمجیگا یو مست، بمعنی فنا ہونا ہے نہ بصورت
دونو جہاں تی گزرنا تو استھار آشنائی کرنا۔ خدا کے ذات بغیر بی کس پر
نظر نہ اچھنا۔ ایس کی ایس کوں خبر نہ اچھنا۔ ایس تے بے خبر اس تے باخبر، لازم
یوں آتلے ہے عاشق پر۔ حضرت کوں جس رات معراج کی بڑائی دیتے۔ خدا کو
دیکھے بغیر کس پر نظر نیں کیتے۔ جس سوں لگیا کام، اس کا چہ اچھنا فام۔ یو
فا تھا تو یو بڑائی پائے، یو فام تھا اس حد لگن آتے۔ یو فام تھا تو حبیب
کہوائے۔ یو فام تھا تو خدا کوں بھاتے۔ رسول ہوتے قبول ہوئے صاحب

مازاغ البصر، ہور ماطغٰی وصاحب ماینطق عن الہوٰی۔ یعنے کسی بات ہیں ایس کوں میلنے میان نیں لایا، وہی بولیا جکچھ خدانے فرمایا۔ رسول اسیچتے ناؤں دیا۔ رَبّ العالمین خدا کے امر امانت ہیں اپنی نفس کو دخل نہیں دیا، جو کچھ خدا نے کہیا سو کیا۔ بیت:۔

جسے ہے عقل و ہر بات کوں سنبھال کہے
جو سو برس کوں ہوتے گا سو دو آنال کہے

کرامت کتے سو عقل تمام۔ جکچھ دنیا میں ہوا سو سب عقل کا کام۔ عقل تی ہوا سب حلال ہور حرام۔ عقل تی پکڑیا فرق خاص ہور عام۔ عقل تی سکھے ہر ایک کا نام نہیں تو کاں تھا صبح ہور شام، شیشہ ہور جام، پستہ بادام۔ صیاد دام، صاحب غلام۔ یو کچھ عجب نقل ہے۔ غرض جو کچھ ہے سو عقل ہے۔ سو اس عقل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، صاحب سپاہ کوں، ایک فرزند تھا، کہ اس کا جوڑا دنیا میں کہیں نہ تھا۔ واصل۔ کامل، عاشق عاقل، عالم عامل ناتوں اس کا دل۔ دانش مندی، ترکش بندی، قبول صورتی، دلاوری سب عالم تی اسے حاصل۔ فرد:۔

کرے نت دل یو نازش عقل جیسا | کہ فرزند نیں کسے دنیا میں ایسا

تخت تاج کا لائق، سب پر فائق، بات ہیں قابل، سب میں فاضل، سر ایک دیس اس عقل بادشاہ، عالم پناہ۔ صاحب سپاہ ظل اللہ، حقیقت آگاہ کے دل پر کچھ آیا، اپنا اندیشہ ایس کوں بھایا، سو اس دل شاہزادے کوں، اس ماہ زادے کوں، اس مستغنی کوں، اس سب علماں کے دھنی کوں، تن کے ملک کی بادشاہی دیا، تن کے ملک کا بادشاہ کیا۔ سرفراز کیا، ممتاز کیا۔ بیت:۔

عقل دل کوں دیا ہے پادشاہی | عقل دل کوں دیا عالم پناہی

سر چھتر چھایا، تخت بسلایا۔ دل بادشاہ کے ہات میں تن کا ملک آیا، ٹھارے
ٹھار، کونچے کونچے، بازارے بازار اپنی دوراتی پھرایا۔ تن دل کا فرماں
بردار، جوں نفر خدمت گار۔ بیت :۔

فقیر تن یو بچارا مطیع ہے دل کا
خبر دلیچہ کوں معلوم ہر ایک منزل کا

جدھر جدھر دل جاتا، دل کے پیچھے تن بی آتا۔ نوے نوے قانوں
دھرنے لگیا، دل تن کے ملک کی بادشاہی کرنے لگیا۔ دل جان، دل عاشق
دل کوں شراب کا بھوت دھیان۔ چتر سگھڑ دل، شراب بغیر نیں رہتا ایک تِل
شراب لے بھوت بھایا تھا، شراب پینا اسے آیا تھا۔ بادشاہاں کوں سعی
کرنا واجب ہے عدل انصاف پر، بادشاہاں کو شراب پینے کا کیا ڈر۔ بادشاہ
کوں عدل انصاف بغیر ہور کچھ پوچھ بچار ناہوسی، بادشاہ شراب پیا گناہ گار
ناہوسی۔ بادشاہاں کو خدا نے بیار کر لئی کچھ دیا ہے۔ دنیا کا سواد بادشاہاں
خاطر پیدا کیا ہے۔ بادشاہاں دنیا کا سواد چھوڑنے پر آئے پیچھے دنیا
میں کیوں رہا جاتے۔ دسریاں کوں دنیا کیوں بھاتے۔ دنیا کوں لوگ منگتے
ہیں سو دنیا کا ذوق کرنے خاطر، نہ جھک جھک کر حسرت سوں مرتے خاطر۔
بادشاہاں نے دنیا کا حظ چھوڑے، خلق کا دل توڑے۔ خلق آزردہ ہوا،
دل تیرہ مردہ ہوا، خلق میں تی گرمی گئی خلق افسردہ ہوا۔ بادشاہاں خوشی پر آتے
تو خلق کوں بی خوشی بھائے۔ ہر ایک کوئی دو پیالے پیا، بادشاہاں کوں
دعا کیا، دور دیس کی دنیا محظوظ ہو جیا۔ جان تازا، ایمان تازا تو سب
جہان تازا۔ بادشاہاں کے دل پر اچھتا ہے کہ اس کے دور کے لوگاں
ایس تے خوش حال اچھیں، ایس کوں بھوت منگیں، اپنے فدا ہو دمی ہر ایک
ٹھار اپنے رکھوال اچھیں۔ اپنا دل شاد کریں۔ ایس کوں دائم یاد کریں۔ کہ ہمارا

پادشاہ ایسا ہے، جیسی تعریف کریں گے اس تعریف جیسا ہے۔ تادور قیامت اپنے دور کی بات ہونا۔ جگ کے لوگاں جکوئی سنے تو شہ مات ہونا۔
شراب سب کیفاں کا پادشاہ کیف، جاں عاشق ہور معشوق اچھے دھاں شراب نا اچھی تو بڑا حیف۔ جوں نمک نیں سو کھانا، بے نمک کھانے تی آدمی نے کیا سوادپانا۔ جوں جوت نیں سو گھر، جوں مٹھائی نیں سو شکر۔ جوں معنا نیں سو بات، جوں سخاوت نیں سو ہات۔ جوں پانی نیں سو لہوا۔ جوں سبزہ نیں سو ہوا۔ جوں حسن نیں سو نار، کاجل نیں سو سنگار۔ دیوے میں بتی نیں سو اجالا کیوں پڑے گا۔ شراب میں مستی نیں وو شراب کیوں چڑھیگا۔ جس کام میں نیت ثابت نیں وو کام جس کیا دے گا، دل میں تقوا چ نا اچھے تو مشقت کس کیا دے گا۔ پانی میں سو چشمے پڑ گئے تو کیا پیاس جاتی ہے، ہزار کیف کھلے تو کیا ہوا شراب کی کیف آتی ہے۔ یو بات خدا جانتا ہے آپیں آپ، عاشقاں کوں شراب منا کرنا بڑا پاپ۔ عاشق مفلس عاشق کا ذخیرا سو یو ہے عاشق میں گناہ کبیرا سو یو ہے۔ عاشق[1] کوں شراب پلانا عاشق کا دھرم ہے یہاں عشق ہے، عاشق کا عاشق پر کرم ہے۔ عاشق ہور دل سخت، یو تو عجب تماشے کا ہے وقت۔ عاشق کا دل نرم اچھنا۔ عاشق کا عاشق پر کرم اچھنا۔ اگر عاشق کوں عاشق نہ پچھانے، تو بیگانا بے درد بچارا کیا جانے۔ یہاں جانتا پھول مارتا تو پکارتے، ان جانتا پتھرے مانے تو دم نیں مارتے جیسے تجھے ظاہری زور ہے۔ ان جانتے کا علاج کچھ ہور ہے۔ جوں فارسی میں بولیا ہے کہ:۔

گر نبود ے چوب تر فرماں نبر دے گاؤ خر

شراب معشوق کا مشاطا۔ ایک حسن کوں سو حسن کر دکھلاتا، محبت کوں بڑھاتا جکوئی عاشق ہے اسے شراب بھوت بھاتا۔ شراب عاشق ہور معشوق کے دل

[1] دن) عاشقاں

کے شک دور کرتا، شراب دونوں کوں محبت میں چور کرتا۔ شراب پیئے بچھیں دل میں کچھ خلاف نیں اچھتا، شراب پیے بغیر دل صاف نیں اچھتا۔ دنیا کا لذت تو یو شراب۔ شراب نہ اچھے تو عاشق کے انگے دنیا سب خراب۔ شراب ہرگز غم کو آنے نیں دیتا، شراب خوشی کو دل میں تی جانے نیں دیتا۔ شراب عشرت کا سنگاتی جہاں شراب وہاں عشرت آتی، دل کی تاریکی جاتی۔ دل پکڑتا صفا، شراب پیتے تو عاشق کوں بہوت نفا۔ جس گھر میں شراب آوے اس گھر میں محنت کیوں رہنے یا دیئے۔ اگر منگتا ہے غم کوں مارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے جفا تیری انگے ہارے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے سخاوت پر آئے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے رن میں گھوڑا بھاوے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے حسن کا نظارہ کرے تو شراب پی۔ اگر منگتا ہے دل میں محبت بھرے تو شراب پی۔ اگر کچھ اونچا چڑنے منگتا ہے تو شراب پی اگر خدا کوں اپڑنے منگتا ہے تو شراب پی۔ بعضے ولیاں بی شراب خوش کیے ہیں، یو تیز آب خوش کیے ہیں۔ شراب مرکب ہے محبت کے بات کا، شراب ہادی ہے اس گھات کا۔ شراب آرائشِ بزمِ بادشاہی، شراب اسرارِ خلوت خانۂ الٰہی، عین خوشی میں اسے بسرتا کی، عمل برے نکو کر ڈرتا کی۔ جہاں خوب بستا ہے وہاں البتہ منا کرتے ہیں۔ کم حوصلاں کوں ڈراتے کہ یو بدنیت دھرتے ہیں۔ اگر پاک ہوا ہے تیرا دل و جان، ہور تو بی عاشق ہے تو عاشق کوں پہچان۔ شراب کوں اتال حرام کتے ہیں سخت، اونے حلال تھا عیسیٰ پیغمبر کے وقت اتی شراب کی مناہی، آخر بی فعل پہ بات آئی۔ برا فعل منا ہے نہ کہ شراب۔ شراب نا پی کر جو برے فعل کرتے وہاں نیں ڈرتے۔ بیت

از حسد امروز زاہد میکند منع شراب ورنہ کے این نا مسلمان راغم فردای ماست

عالم خارج شراب ہزار گناہ ۔ جوں جیو کو بھاتا ، دہاں کوئی منا کرتے نیں آتا ، دہاں چپ رہیا جاتا ۔ کیا تمام تاکید شراب پر یچ آیا ہے ، باقی گناہ سب بخشنے کر کوئی لکھ لایا ہے ۔ سوادے کے گناہ سب آپیچ کرنا ، دسریاں کوں ڈراتا ہور اپے نا ڈرنا ۔ خدا نے بخشیا کیا کر ، خدا کے فرمودے ہیں بی اتے مکر ۔ دو دیس کی دنیا یاں کوئی کیتا جوڑے گا ، گناہ کرنے کوں نیں چھوڑتے سو ثواب کرنے کون چھوڑے گا ۔

لوکاں لوکاں کے مال پر اور جیو پر کھڑے ہیں ، شراب نے کیا کیا شراب کے دنبال کی پڑے ہیں ۔ آپے پینا دسریاں کوں منا کرنا ، یاں انصاف ہے خدا کوں نا بسرنا ۔ اپنے گناہ کا اپس کوں اچھنا فام ، دسریاں کے گناہ سوں کیسے کیا کام دوسرے کی تقصیر کا محنت اپس پر نا آسی ، کسی کے گنہ خاطر کسی کوں دوزخ میں نا بھاسی ۔ ہر کوئی اپنا ثواب اور گنہ بھجاتا ہے ۔ اپنا جواب اپے دے جاتا ہے ۔ اگر کوئی دوزخی اچھو دگر کوئی بہشتی ، تجے کیا کام آئے گی کسی کی خوبی کسی کی زشتی ۔ تجے کلہے کوں دسرے کی ذکر ، توں کچھ اپنے عاقبت کی کر فکر ۔ غرض آدمی میں جہل تا اچھنا آدمی میں برا فعل نا اچھنا ۔ صراحی کے گردن پر گنہ کا بھار نہ دھرنا ، آدمی برا اچھے تو شراب نے کیا کرنا ۔ اگر کوئی پوچھے کہ شراب کیسا ہے ، توں بول کہ جیسے سوں ویسا ہے ۔ یو بول یاں کیوں رہتا ہے ۔ جوں فارسی میں کہتے ہے مصرعہ

از شیشہ ہموں برون تراود کہ دروست

کیتا کہنا دراد را ۔ خوب سوں خوب برے سوں برا ۔ اپے برے ہو کر کرتے برے کام ، میانے میاں بچارا شراب بدنام ۔ ہور بہانہ کیا کہ شراب پیے تو یوں ہوتا ، یو تلخ آب پیے تو یوں ہوتا ، شراب پر ہزار ہزار تہمت کرتے اپنے برے فعل کوں سو لبسرتے ۔ اگر کوئی سمجھے تو اس سوں بات کیا جائے ۔ ایک بات

کوں سود حات کیا جانے۔ شراب کے منا کرنے میں ایک رمز ہے کوئی پاوے،
یو بات کسے سمجھانے کی نیں مگر خدا سمجھاوے تے۔ اگر دانا ڈریا دل پاک کرپیوے
شراب، تو ناداں دیکھا دیکھی پی کر اپس کوں، عالم کوں کرے خراب۔ شراب تو خوب
ہے، وے تمی اسے بُرا بول کر ڈرا تے۔ منا کرتے حرام کتے توبہ کراتے۔ عام خاص
پر منا کا حکم آیا یو عالم جانتا ہے، پچھیں جکوئی راز جانتا ہے۔ امر پچھا تا سو پچھانتا ہے
اگر اس میں کچھ خدا کا راز نہ اچھتا تو اہل راز اس پر مائل نا ہوتے، اگر اس راز مہ
کوں نا سمجھ کر یو کام کرتے تو کامل نا ہوتے۔ اگر کسی انسان میں کچھ خام ہے، تو
دل پاک کرنا بڑا کام ہے۔ خدا منا کیا سو بُرے فعلاں کے خاطر۔ اس نامعقولاں کے
جہلانچہ خاطر نیں تو کاملاں کے آنگے یو بی ایک عرق ہے، عرق اور اس میں کیا
فرق ہے۔ دریا ایک بندقی آلائش میں پاتا، وے دریا تیرنا کسے آتا۔ جاہل سوں
ایک بات عارف بولے گا تو وو بولے گا دس۔ شراب پیئے گناہ کیئے۔ خدا بخشیگا
بولے تو بس۔ ہمیں تو اس حلال کوں حرام نا کرتے۔ عارفاں ہرگز ایسا کام نا کرتے
افیم حلال ہور شراب حرام، یو کیا عارفاں کا ہے کام۔ مصلحت ہے کچھ اس میں وو بیچ
سمجھے سمجھ ہے کچھ جب ہیں۔ تمام مستی کوں حرام کئے ہیں، کیا جانے کیا خام کئے ہیں۔ یوں
کہے تو ان مستی ہے۔ زر کہے تن مستی ہے۔ عشق قوت پکڑیا تو من مستی ہے۔ خدا کچھ دیا
تو دھن مستی ہے۔ شراب کی مستی کوں کئے منا۔ اس مستیاں کوں کیا کنا۔ یو نہ زید بولیا
نہ عمر، مرتضیٰ کا قول ہے کہ سکر الحکومتہ اسکر لہ من سکر الخمر۔ یعنی حکومت کی مستی شراب کی
مستی تے زیاست ہے۔ بڑیاں کا بول الحق راست ہے۔ یہاں چپ رہنا کسی کچھ نا کہیا
کدھر کے بے بات بری فعل یچ پر آتے۔ بدنیتی اور بد بیچ پر آتے۔ برا فعل حرام ہے باقی سب
حلال، کھانا پینا انند کرنا محفوظ اچھنا نیکی کوں ہرگز نیں زوال۔ اگرچہ بحسب ظاہری شراب
پینا گناہ ہے، وے گناہ کوں بی خدا کے بخشش کا پناہ ہے۔ خدا کا ناؤں غفار ہے۔ غفار کا کیا

لہ (ن)، افضل

معنا۔ گناہ نا بخشے تو غفار کیوں کہواتا۔ بوچ ایسچ ہیں کہ بندہ گنہگار، خدا بخشنہار۔ دے عاشقاں نے یو گناہ اختیار کئے ہیں۔ اس گنہ کوں بہوت پیار کئے ہیں۔ عاشقاں کوں خدا پر جو بی اتنا پتیار ہے کہ یو معقول گناہ خدا بخشنہار اہے۔ ناپاکاں کنے شراب جاتا تو ناپاک ہوتا ہے پاکاں کنے آتا تو پاک ہوتا ہے۔ شراب بہوت بری لبت ہور کوئی سٹے گا تو بتر ہوے گا مست۔ بجناگ ہونا تو یو آگ پینا۔ اس کام کوں پولاد کا ہونا سینا۔ اپنے فعل بد کوں نیں کر سکتے منا۔ شراب کوں برا کیا خاطر کنا۔ مرد ہونا جو اسے ہضم کرے، اس سوں بزم کرے۔ جکوئی پاک پورا ہوتا، اسی یوجہ شراباً طہورا ہوتا۔ داناکوں یہاں کیا چارا ناداں کی سمج میں اندھارا۔ سمجیا سو پایا۔ نیں سمجیا سو گنوایا۔ جکوئی اس شراب کی مستی نیں سمجیا سو اس شراب کوں کیا پچھانے۔ شراب کوں آپے پینا نہ اچھنا کہ شراب آپ کوں پیوے۔ جو شراب اسے پیا خراب کیا تو یو کیوں جیوے گھانس آگ کھانے جاوے تو جلتا، مچھلی خشک پر پڑے تو تلملتا چھوٹی چھچی کا بھارا اٹھا سکتی ہے، تیتوری بھری کا زور لیا سکتی ہے۔ کنکر ڈونگر کی برابری کرے گا۔ تارا چند سوں ہم بھرے گا۔ دیوا آفتاب کی ٹھکہ آئے گا، شرار شعلے پر موں بھاتے گا۔ شراب پر ہر کوئی ہم نیں بھاتا، شراب پینا سب کنے نیں آتا۔ شراب حسن کا رزینا ہے۔ مے خانہ عشق کا مند بنا ہے عاشق کی عبادت حسن دیکھنا راگ سننا شراب پینا ہے۔ عاشق جو کچھ میخانے میں پایا، سو کعبے میں زاہد کے ہاتھ نیں آیا۔ عاشقی مصاحبت ہور یاری عبادت بندگی ہور خدمت گاری۔ محبوباں ہیں سو صاحب کی گود میں کھلے چاکراں ہیں سو بات جوڑ کر کھڑے ہوتے۔ نفرا جیتا بڑا ہوا بی محبوبی

کاناز کچھ ہو رہے ۔ یو راز کچھ ہو رہے سر پچھاڑ لیتے ہیں، تو بی کیا کچھ کسے
دیتے ہیں۔ کیتیک محبوب ایسے ہیں جو دیے بھی نہیں لیتے ہیں۔ بردر ہور دربر
یہاں آسمان زمین کا انتر۔ یو ہر ایک مراتب کا ہے مقام۔ اس مراتب کے
آدمی کوں اس مراتب کا کیا فام۔ ہر ایک کوئی اپنے مراتب کوں خوبیچ کر جانتا
دسرے کے مراتب کوں لیکایک نیں مانتا۔ یو ظاہر کا مراتب نہیں جو کوئی
دمامے بجائے، باطن کی بزرگی نادان کوں کیوں دکھلایا جائے۔ عاشق
ہور عابد کا مراتب دسنا قیامت پر موقوف ہوا ہے۔ اجھوں بات بردے ہیں ہے
رعایت پر موقوف ہوا ہے۔ عاشق کے مراتب پر کون کھڑا۔ عاشق کا
مراتب سب مراتب سوں بڑا۔ عاشقاں یو شراب بہوت فام سوں پیتے ہیں
بہوت احترام سوں پیتے ہیں۔ جوں شیشہ حلق لگن پیٹ میں شراب بھرتا
دے بدمستی نیں کرتا۔ جوں پیالا دسریاں کوں چرتا، وْلے آپے بدمست ہو
نیں پڑتا۔ جوں خم لبالب شراب سوں بھریا ہے، ہور مستی گم۔ شراب پیویں گے اس
دضا، تو شراب تی پینے کا باد یں گے مذا۔ یارے جوں حقیقت کی شراب میں
منصور ایک قطرہ پی کر انا الحق کہوایا۔ بعضیاں نے خماں خالی کیے وے کوئی
راز بھار نیں تبایا۔ جنے یو پیالہ پیا انے یو اسرار چھپایا۔ محمد کوں کیا یو پیالا نیں
آیا، محمد دریا تھا محمد میں سمایا۔ آتناچ اشارہ دکھلایا انا احمد بلا میم۔ یو باب
عاشقاں میں ــــــ چل آئی یو اسرار ہے قدیم۔ یعنی احمد تی جو میم گیا
احد ہوا، پاک ہوا صمد ہوا۔ یو راز کی بات جو مرتضیٰ علی رض کو دے مرتھا کر پوچھے تھے
پہنائی، تو کہتے ہیں اس وقت، لہو ہوا تھا سب اس کرویے کا پانی۔ یو سما وے گنبھیری
انوچ کوں سہارتے۔ کم ظرف آدمی تے یو کام کیوں ہو آوے۔ یو حوصلہ تھا تو
انو کوں شاہ ولایت کہتے ہیں، بزرگی انوں کے بی نہایت کہتے ہیں۔ جن دلی نے

ولایت کی تشریف بایا، اس لسر تشریف پر شاہ ولایت کا سکہ آیا۔ ولایت بغیر از شاہ ولایت کیسے نیں آتی، یو بزرگی بات میں نہیں بڑی ہر کسی ہی نیں جاتی۔ القصا ایک رات دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ نے کماج طنبور قانون عود منگاکر، مطربان خوش سرود بلاکر، دف وا تراچنگ رباب سوں بے حجاب سوں دو چار پیالے شراب کے پیا تھا۔ ارکان دولت، ندیم، شاعر، قصہ خواں، شہ نامہ خواں، خوش طبعاں، لطیفہ گویاں، حاضر جواباں، گل رویاں، خوش خویاں سب حاضر مجلس تھے، مجلس کیا تھا۔ جس کا راگ اسم ہے، وو عشق کا جسم ہے۔ اس جسم میں عشق کا جان ہے، اس جان میں بجان ہے۔ اس ٹھار عاشقوں کو شک لیانا کافری ہے، بیدردی بے روشی، بد گوہری ہے۔ عشق کی صورت دسے پکڑنے گئے تو بات میں نیں آتی، عاشق کوں بہوت بھاتی۔ دل کی انکھیاں سوں دیکھے تو دیکھی جاتی۔ عاشق کوں آگ ہو جاے عاشق کا دل نرم، یو تو بادموم بہوت گرم۔ راگ میں عجب ہے تاثیر، عاشق کے دل کوں یوں لگتا جوں تیر۔ بہتے پانی کوں کھڑا کرے، اڑتے جناور کوں باڑے۔ انے کوں دیوانہ کرے، ہشیار کوں مست کر پچھاڑے۔ راگ ہو تیغ میں عاشق زار زار رتا، بے اختیار روتا، بانکاں مار مار رتا، پکار پکار روتا سینا پھوڑ دل کو آگ لگتا، وو بے سنتے سنتے ہرگز جیو نیں بھگتا۔ درویشاں کوں حال آتا ہے، ہزار ہزار دل میں خیال آتا ہے۔ بیت

سرود چیست کہ چندیں فنون عشق درست | سرود محرم عشق است عشق محرم اوست

بارے اس وقت یکایک عین مستی ہیں، بادہ پرستی ہیں فراخ دستی ہیں، اس کمال ہستی ہیں ایک قدیم ندیم بہت سوں لطافت سوں، بہت فصاحت سوں، بہوت بلاغت سوں بات کا سررشتہ کاڑ کر ایک تا ندے آب حیات کا قصہ پڑیا،

وے پڑتے وقت   اس قصے کے متی چڑی سو آپے بی ٹک گر پڑیا۔ دل کھولیا۔ بات سنا تھا سو بولیا۔ کہ جکوئی یوتا نا آبِ حیات پیوے گا، دسرا خضر ہووے گا، اس جگ میں سدا جیوے گا۔

اس آب حیات کی ایک بات ہے، یو نوا آبِ احیات ہے۔ جکوئی دھایا ہرگز زوراں سوں کنے نیں پایا۔ یو خدا کے ہے ہات، اس آبِ حیات کا جیو ہے یو آبِ حیات۔ آبِ حیات کوں جو پیئے گا دنیا میں جیونا اسیچ کا ہے، جکوئی یو آب حیات پیا، نیں تو دنیا میں عبث آیا کیا لذت دیکھیا کچھ نیں کیا عبث جیا۔

ےہ جس کے دل میں یو نیں طمع سله کیا اس کا جینا کس جیونے میں جمع
جس کے آب حیات سوں تر ہوئیں گے لب، حیران ہوئے گا تماشے دیکھے گا عجب عجب۔

اُن آب حیات نے اس آبِ حیات کا رکھیا ہے لاج، نبی ہور ولی سب اس آبِ حیات کے محتاج۔ اس آب حیات کی بات کا اثر بھوت دھات سوں دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے سر چڑیا۔ دل بادشاہ اس آب حیات کی بات پر مطلق عاشق ہوا بتیاب ہو پڑیا کام ایسا کھڑیا۔ بیت:-

ناؤں سنتچ دل ہوا بے تاب   باس آنیچ میں چڑیا یو شراب

دل بھوتیچ طالب ہوا، اشتیاق غالب ہوا۔ بات سنتے اس کوں انیڑیا، عاشق تھا بچارا بیگیچ سنیڑیا۔ اس فکرتی گھٹیا، بادشاہی کا سکہ ٹیا عافیق تھا تمام، آخر اس حد لگن آیا کام۔ بات سنتے حال ہوا اس دھات کا، تاثیر دیکھو اس آب حیات کا۔ دل اس آب حیات کوں مطلق منگتا ہے، الحق برحق منگتا ہے۔ ناؤں تی اثر چڑیا، نیں تو جیب ہلاک ہونا کیے کیا پڑیا۔ اس ناؤں میں اتنا زور ہے، تو دل کے دل میں یو شر شور ہے

له طما   ته جا

جیو کوں محبت کے رنگ میں رنگنا، تو کوئی کسی کوں منگنا۔ کوئی کچھ بی لطافت دھرتا ہے، تو ایکس کے دل میں ٹھار کرتا ہے۔ یو لالاد کی ٹانکیاں سوں تن اپنا گھڑیا ہے، تو ہر ایک کوئی اسے منگتا ہیں سو کیا منگنا مفت پڑیا ہے۔ یو بات کھیل نیں بھوت مشکل۔ کسی میں کچھ خوبی دیکھتا ہے تو ریجتا ہے دل۔ نیں تو دل جیسا دانا، دل جیسا عاقل ہور یوں ہوتا دیانا بیت :۔

ہوا دل بھوت اب بیدل کہ مشکل وقت آیا ہے
یو دل لانے کی جاگا ہے اگر دل دل لگایا ہے

ایسی دیوانگی سوں اس دل کوں کیا نسبت، یہی اپسکوں سنبھالیا ہے شاباش رحمت۔ دل میں تی اٹھے جھال، کیوں کر رکھے سنبھال۔ بیت

عاشق ہوا اس کوں عشق اپنا ہے
عشق جلنا ہے عشق تپنا ہے

بچارے عاشق کا دل بیگ لگ جاتا، آزما کر دل لگاتا۔ دغا کھاتا۔ آزمانے گئے تو سواد مٹھا لذت کم ہوتا، نیں آزماتے تو یو بلا آتی دل ورہم ہوتا۔ بارے یو کسے ہے خام، عاشق پر صبوری ہے حرام۔ صبوری کا ناؤں لیتے جیو جاوے، عاشق تی صبوری کیوں کر آوے۔ بے صبری عاشق کی صفت۔ بیتابی عاشق کی عزت۔ تلملنا عاشق کا کام، جلنا عاشق کا احترام، سعدی نے بولیا ہے عشق میں ایسی چال، "نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال"۔ عشق بے تاب بے آرام ہوئے تو خوب، عاشق ٹک بی بدنام ہوئے تو خوب۔ بدنامی تی عشق میں کچوانا خامی ہے، یو بدنامی میں عاشق کی نیک نامی ہے۔ عشق میں بدنامی جوں کھانے میں نمک، جوں دیوے میں جھمک، جوں محبوب میں ٹھمک۔ عشق کا ہی ہے نشان بجا جنیتا

پنہاں کرنے جاتے اِتنا ہوئے آشکار۔ سب کا حال ظاہر ہو آیا، کون عاشق دو جو عشق کوں چھپایا۔ خسرو شیریں فرہاد یوسف زلیخا لیلی مجنوں، انو کا عشق فاش ہوا تھو یو حکایتاں جلیاں آجنوں۔ عشق کوں کوئی چھپا کر تھاریا ہے، آفتاب کوں کوئی بغل میں ماریا ہے۔ آگ میں کوئی باندھا ہے گھر غوطہ مار کر کوئی رہا دریا بھتر۔ عشق ہرگز نہیں چھپتا، چھپاتے کتے سوں باتاں ہیں حکایتاں ہیں خرافاتاں ہیں۔ یو آگ! اس آگ کون دل میں چھپایا ہے، آگ کو دل میں چھپانے کا علم کیسے آیا ہے۔ عاشق کا دیوانے ہونا ج کام، پیلا اڑ جکچھ ہوئے گا سو خدا کو نچہ فام۔ عاشق جو جیو لگتے وقت اندیشے پر آیا، عشق کا لذت گنوایا۔ اندیشا عاشق کوں لہنا نیں آتاں بات کہنا نیں۔ عشق میں آیا ڈر، پچھیں لذت کدھر۔ اتال کیا ڈریگا، کیا بچارا عاشقی کرے گا۔ جس میں اچھے گا فام، ایک دل کیوں کریگا دو کام رن میں گھسنے پچھیں لہوا ہور تیشا کیا، عاشق ہوے تو بی اندیشا کیا۔ اگر جیو تے ڈرتا، تو کی عشق بازی کرتا۔ جاں نیں ڈر وہاں دلبر، جاں ڈر وہاں خطر، ڈر میں گھر، بر میں دلبر۔ کون ایسا عاشق ہے غازی، ہر ایک کا کام نیں جاں بازی۔ عشق کھیلنے نیں سو دیوانے، عشق کا کھیل کھیل کر جانے۔ القصہ دل پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ حقیقت آگاہ بھوت بے دل ہوا دل پر کام مشکل ہوا۔ شہر سب حیران، گھر گھر لوکاں پریشان۔ جیتے جتنا دوڑے سر گرداں ہو کر سب سر پھوڑے، پیشوا۔ دبیر۔ امیر، خان، وزیر، کوئی کرنیں سکے اس کی تدبیر۔ بیت :-

بادشاہ کے جو دل پہ آوے غم
تل منے ملک سب ہوئے درہم

ویسے میں دل بادشاہ کوں عالم پناہ کوں صاحب سپاہ کوں خصوص
ایک جاسوس تھا۔ اس کا ناؤں نظر۔ سب ٹھاؤں اس کا گذر۔ سب جاگا کی معلوم
لیے خبر۔ صاحب فراست، صاحب ہمت، خوش طبیعت، خوش صحبت
عقل بہوت دھرے، نیں ہوتا سو کام کرے۔ کوئی نہ جا سکے وہاں جاوے
کوئی خبر نیں لیاتا سو خبر لیاوے۔ سارے شہر کی خبر دل کوں تل میں دیوے
ہر روز ہزار ہزار شاباشاں لیوے۔ بیت:۔

گھر دھنی وو جہ جس کوں گھر ہے خوب
وو جہ صاحب جسے نفر ہے خوب

سو وو نظر جاسوس دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے
حضور آکر، سرا کر، تعظیم کر، تسلیم کر۔ بہوت ادب سوں ایک سبب سوں
بولیا۔ بات کا مایا سب کھولیا۔ کہ اے دل بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ دل
کوں رکھ گھٹ، تقوا نکو سٹ۔ خدا سر پر دھرتا، فکر کی کرتا۔ بیت:۔

بھلا ہے اسے نفر نہ کہیا جاتے
آپڑے پر جکوئی نفر کام آتے

جتیا نکوں تو کستا، اس کام پر کوئی نہیں دھستا۔ اس کام پر آتا ہیں
راضی، دیکھ میری جانبازی۔ مجھے رخصت دے اس کام کوں ہیں جاؤں گا،
جدھر تدھر دھونڈ کر توں منگتا سو آب حیات کی خبر لیاوں گا۔ بیت:۔

کھینچیا ہے دل کوں عشق نے اب دل کو کچھ چارا نہیں
عاشق کوں کوئی کیتا رکھے، کس تے رہیا ہارا نہیں

تو منگتا سو آب حیات ہے تو اس کی خبر تجھ لگن آئی۔ اگر یو آب حیات
دنیا میں نا اچھتا تو نہ دیتا کوئی تجھے یو بدھائی۔ ندیم یو پڑتے وقت میں کیا

نام، کہ یہاں تو کچھ ہے دام، دے آخر ہونہارا ہے یو کام۔ بادشاہاں کا
دل جگا جوت ہے سب ٹھار جیوتا ہے، بادشاہاں کے دل پر جکچھ گزرتا ہے سو
ہوتا ہے۔ بادشاہاں کے دل خدا کے رہنے کی ٹھار، یہاں شک لیانا توبہ
استغفار۔ خدا یہاں بیٹھ کر اپنا کام چلاتا، خدا یہاں بیٹھ کر دتیا دلاتا۔ باطن
میں تو خداچ آیا کہتے، ظاہر خدا کا سایا کہتے۔ جاں بادشاہ کا دل جاسکتا
ہے، وہاں کس کا دل خبر لیا سکتا ہے۔ جس دریا میں انو کا دل تیرے،
دسرے دل کوں قدرت ہے جو وہاں پھیرے۔ ذرا آفتاب کے انگے
کیا دسے گا ایک بول کتاب کے انگے کیا دسے گا۔ جیتا کوئی دوڑے
جدھر، دریا میں قطرہ کدھر۔ یو مراتب پائے، جو خدا کے خلیفے کھولے
جکوئی خلیفے کوں سمجھیا سو خدا کوں سمجھیا جنے خلیفے کوں نیں سمجھیا ادنے کیا
سمجھیا۔ جکچھ پانا ہے سو یہاں پانا ہے، دھونڈتا سو دیوانہ ہے۔ آرسی بات میں
ہور موں دیکھنے میں آتا کھیا گمر میں ہور نقد لینے میں پاتا۔ جیتا ہی ہور جیتا لبسر لو
دریا میں ٹپڑیا ہور پانی پیتا لبسر یا۔ سر میں پھول اور دماغ میں باس نیں آتی، دل
میں معنا بھریا ہور بات کہے نیں جاتی۔ معشوق گھونگٹ کھولیا اونے انکھیاں جھمکیا،
یار لٹ پٹ ہوا یو ڈر کر پچھانگیا۔ ظاہر خلیفاچ کتا ہے، باطن میں جو کچھ ہے سو کچھ بات کنا نشا
ہے، چپ رہنا ہے، یو بادشاہاں بھوت بڑے ہیں، بھوت بڑی جاگا کھڑے ہیں۔ انوں
سو بے ادبی سوں پیش آنا نابود کی نشانی ہے، انو سوں بدنیتی کرنا مردود کی نشانی
ہے۔ ظاہر باطن انوں سوں صاف دل اچھنا۔ رات دیس انوں کی دعا سوں
مل اچھنا۔ انو کی خدمت عظمت ہے بڑا ثواب ہے یو عظمت بخش ہیں یہاں ختم باب ہے
شاہاں کے وجود کا شرف معبود کچہ جاتا۔ جس میں کچھ بی بود ہے دہیچ پچھانتا۔ باسے
دل بادشاہ عالم پناہ نظرتی تقریر کی یو بات سنیا، امید کے چمن میں تی گود
بھر بھر پھول چنیا۔ فرد:-

من کے چمن میں باذا پھل کے ہے غنچہ اُس کا
ڈالیچہ پر پھول ہنس پڑیا امید ہر اب یاس کا

خوش ہوا جیو میں رسیا نظر جاسوس کو شاباش کہیا، گلے لایا بہوت منت کیا، خدا کے درگاہ امیدوار ہو کر رضا دیا کہ توں جا، یو خوش خبرے کر بیگ آ۔ کہ یو وقت بھائی پنے اور یاری کا وقت ہے، مخلصی ہور خدمت گاری کا وقت ہے۔ دل داشتی ہور دوست دار کا وقت ہے، تاخیر نکو کر، اس کام کوں تقصیر نکو کر۔ اس کام پر جد دھرے گا، تو خدا بی تیری مراد حاصل کرے گا۔ مقصود آئیں گی برمیں، دائم خوشیاں اچھیں گی تیرے گھر میں، مبارک ہے جاگے تیرے نصیب، کہ نصر من اللہ فتح قریب۔ بیت :۔

شاہاں کنے کوئی آدمی قابل اچھ تو خوب ہے
صاحب سوں اپڑ ایک ہت یکبل اچھو تو خوب ہے

جاسوس نظر دل پادشاہ عالم پناہ سوں وداع ہو کر قدم انگے دھر روانہ ہو اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہوا۔ جوں باد کیں اٹھیا کیں گریا، جاگا جاگا ڈھونڈیا، عالم سب پھریا، جس وقت جس ٹھار گیا جب، تماشے دیکھتا عجب عجب۔ بیت :۔

سفر کی کیا ہے خبر جو کئی دو گھر میں ہے
سفر کیا سو وو جانے کہ کیا سفر میں ہے

عقل کے پیالے سوں متا ہے، اجوں فارسی میں کتا ہے۔ فرد :۔

صد تجربہ شد حاصل در راہ بہ گامے
بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

جیت اس دل سوں لایا، پھرتے پھرتے ایک شہر میں آیا۔ اس شہر کے عمارتاں جیسیاں کسی شہر میں کوئی آج لگن نیں بندھیا کہ اس شہر کے آس پاس

تمام پھلواری تمام پھولاں کی باس، لوکاں سب وہاں کے ادب دار، تمیز دار، نیک بخت برخوردار، شیریں گفتار، نیک نیت نیک کردار، پردیسی کوں۔ آئے تھے گئے کوں بھوت کی تیں پیار۔ فرد:-

دنیا دغا ہانہ ہے بھوت او باش ہور چھیلیاں بھری
آدم وہی ہے جو کرے آدم ستی آدم گری

نظر، وہاں کے لوکاں تے لیا خبر۔ کہ یو ٹھانوں کیا ہے، اس شہر کا ناوں کیا ہے۔ وہاں کے لوکاں ہوے یک، کوئے سب بولے۔ کہ اس شہر کا ناؤں عافیت ہے۔ اس شہر کے بادشاہ کا ناؤں ناموس، نظر نے مقصود کوں دل میں یاد کر ہزار ہزار کیا افسوس۔ کہ آخر یو کام کیوں ہوسے گا۔ اس کام کا سرانجام کیوں ہوسے گا۔ بیت

خدا مدد دیتا ہے اسی کوں جسے ہمت کچھ ہے
وہی مراد کوں انپڑیا ہے جس میں ست کچھ ہے

میں تو جوں تیوں دھاں تی یاں لگ زمیں جھکیا، منصور کر نکلیا، بھوت ہمت کر نکلیا اپناں خدا شرم رکھے، خدا یو شرم دھرم رکھے۔ اتنا کہہ کر یک ایک رہ کر عقل سوں اپنا دل میں کچھ لیا یا، دل کوں سمجایا، وہاں کے بڑے لوکاں کوں ملنے بھجایا۔ ناموس پادشاہ عالم پناہ سوں جا کر ملیا، اپنے کام خاطر بھوت طلبیا۔ ناموس پادشاہ اسے دیکھ کر اس کی ادا دیکھ کر اس کی روش دیکھ کر بھوت خوش ہوا، ہنسیا ہلیا، غنچہ تھا سو خوشی سوں جوں پھول کھلیا۔ فرد:-

ادب ہے جس میں تواضع ہے جس میں وہ مرد ہے
نہ دیکھ یو جس میں نہیں ہے وہ مرد سر درد ہے

دور تھا سو اسے نزدیک بلایا، پوچھیا کہ تو کون ہے تیرا مقصود کیا ہے تو کاں تی آیا۔ بیت:-

جکوئی کس کنے آوے غرض عرض کرے
وہی بھلا جو غرض دوا پس پو فرض کرے

لاج سٹ کر منگتا منگنہارا۔ دینہارا نہیں دیا تو شرمندہ ہوتا بچارا۔ شرم کا کوئی منگے تو وہاں سمجھے دھرم شرم سے خوش لگیا ہے منگ لینا۔ وے کوئی کسے کتا دیتا، گنج قارون بھی اگر اچھے گا تو بی دیتے سرے گا۔ وے بے شرم کا منگتے منگتے پیٹ نہ بھرے گا۔ یو گدا اس کا چلیچ ایسا سدا۔ شرم کوں نیچ بچھانیا منگنا ایک ہنر کر جانیا۔ جاں گیا وہاں کچھ منگ لیا۔ کنے دیا کنے نیں دیا۔ کاں کا نیم کاں کا ست۔ اکھی اپنی وہیچ عادت۔ اس بات پر یو بات بی آتی۔ کہ علت جاتی نے عادت نیں جاتی۔ خوب لوکاں کوں خدا اہور خدا کے خلیفہ کی آس۔ عار آتی منگتے دسریاں پاس۔ دسریاں پاس منگتے جیو پر آتا۔ ایسے لوکاں تی کس پاس منگنیا کیوں جاتا۔ کسی کا بیڑا پان قبول کرنے کی نیں تاب۔ ایک بیڑا قبول کیا تو اس میں ہزار حجاب۔ خدا نہ کرے جو مردار حلال ہونے کا وقت آئے کیں۔ تو بی دیکھنا کہ کس پاس منگیا جاتا ہے کہ نیں۔ خدا کا خلیفہ قسمت کرنہارا ہے۔ اگر یاں منگے تو بارے منگنے کی سنگار ہے۔ عیب نیں ہے منگنا اس ٹھار۔ بادشاہ کوں اپنا خلیفہ کیا ہے پروردگار۔ بادشاہاں پاس حق ہے سب کا منگیا جاتا۔ خدا دلاتا ہے تو باتی کچھ آتا ہے۔ نہ کہ جسے دیکھے دنیادار منگنے کھڑے رہے ہاتھ پسار۔ صاحب یاں صاحب کہتے پھرتے اس پاس۔ جانو یو چہ صاحب اسیچ کے جاکر اپنیچ آس۔ جکوئی یوں کسی کے دنبال لگ لگ پیٹ بھرے۔ بے حیائی پر دل دھرے۔ ہچھیں ہمت کا آدمی لاعلاج ہو کر کچھ بی دیتا ہے بچارا کا کرے۔ ایک بار دو بار تین مبالغہ چار بار دیا جائے گا۔ پانچویں بار ایسے آدمی تی آدمی بیزار ہوئے گا تنگ آئے گا۔ یو اپنی جاگا پرتے نیں ہٹتا۔ بقول اہل ہند چکنے گھڑے پر پانی ڈھلتا۔

کوئی بھلا کہو کوئی بُرا کہو اپنے کوں کس کا کہنا اثر نہ ہوئے۔ یو بے حیائی کا شراب
پیا ہے مست ہے اسے خبر نا ہوئے۔ دراصل کسی پاس منگنا بھلے آدمی کو
معلوم ہے کہ کیا بلا ہے۔ دل پر کیا آفت کیا زلزلہ ہے۔ بلکہ قیامت گزرتا ہے
بھوت مشقت گزرتا ہے۔ ماں باپ ہور خدا پاس بی منگنے دل کو ملاحظہ آتا ہے
یکایک نیں منگیا جاتا ہے۔ لاج کے آدمی کوں بھوت آتی لاج، پچھیں ضرور ہوا
لاعلاج کوں کیا علاج۔ لوکاں کا یو فام۔ لوکاں کی یو چال آمال: بچارے بھلے آدمیاں کا کیا حال
لوکاں بھلیاں کوں برے کر جانتے ہیں۔ بریاں کو بھلے کر پہچانتے، بھلے آدمی کوں
جینا بھوت مشکل۔ دل میں کتنا ہمت دھرے، خدا سب کر دے کسے بھلا آدمی
نہ کرے۔ اپنا بیڑا آپی کھانا، اپنا ہوا آپی پینا تو دنیا میں بھلے آدمی ہو کر جینا۔ جھوٹے
پھسلا جانتے، دغا دے جانتے، جیوں تیوں کس پاس تے کچھ لے جانتے۔ جاں
لگن بھلا آدمی ہے وہاں لگن خوار ہے، برے لوکاں کوں سب کیں ٹھار ہے، بھلا لوکاں
کیوں بھاوے، لگائے قضا بیچ کوں بتیا مرے۔ یو سمجے نیں دراصلا۔ دکھن کا لیو ہے یو
مثلاً، جو کوئی آدارا، وہ بھائی ہمارا۔ جکوئی کرے ہمت، مار نکائیں نٹ، الٹی
چلتی دنیا داری، بھلے لوکاں کی ہوی خواری۔ نااہل پاس جو سوال کرنا ہے، وہ جیونا
نیں مرنا ہے۔ بلکہ مرنا بہتر ہے۔ اپنے جیو پر قصد کرنا بہتر ہے۔ شرم کے آدمی
کوں شرم کا آدمی اچھے سو جانے، جس میں شرم نیں وہ شرم کے آدمی کوں بکیہ بھانے
جکوئی جانتے ہیں اپنے ایمان سوں رینے الحیاء تمنع الرزق کے معنے جکوئی جانتے
ہیں حیا کے لوگ اکثر رزق کے بابت تنگی سوں گزرتے ہیں۔ دنیاں جھوٹیاں کی ہے
دغا بازاں کی ہے بے ایماناں کی ہے۔ یو خوبی جانتے ہیں حق گڑ دلے ہے یو گڑ دا
جسے میٹھا لگا وہ دوجا۔ اس باٹ میں پاؤں پھسلتا ہے ہر کوئی میں ہوتا گھڑا۔ اگر
کسی میں بات میں سمجنے کا مایا ہے تو حدیث میں الحق مر بھی آیا ہے۔ اگر تو موں کا

رکھنے منگتا پانی۔ تو تم کوں کہا انکھیاں کہ نچو بی اے سارے بھلیاں کی زندگانی اصیل
بغیر اصالت کمن پاتا ہے بھلے آدمی کو اصالت سنبھالنے جیو پر آتا ہے۔ لاعلاج
کو سکال دو کال ہوتا ہے تو مردار بھی حلال ہوتا ہے بھلے آدمیاں تی کس پاس
منگیا نیں جاتا۔ انوں پر یو واقعہ فاقہ آتا۔ بھلے آدمیاں کا منگنا ایک اشارت
ہے بیا نیں تو ایک بات کرنا ہے، اتنے میں کام ہوا تو ہوا نیں تو اس کام تی در
گزر کرنا ہے۔ پچھیں خدا جلاوے گا تو جیویں گے نیں تو مریں گے۔ بھلے آدمیاں
کا کرنا اتنا چ ہے بھی کیا کریں گے۔ دنیا دو دیس کی دکھ اچھو یا سکھ جوں تیوں
یا وقت گزر جاتا ہے۔ واں دیکھیں بریاں کا کیا حال ہے ہور بھلیاں کے ہات
میں کیا آتا ہے۔ خدا بولیا سو سچ ہے، رسول بولیا سو سچ ہے۔ وہاں تو بھلے
برے کا بوجھ بچار ہوے گا۔ برا ہوے گا سو عزت گنوائے گا خوار ہو گا، شرمسار
ہوے گا۔ خاطر لیا بھلے لوکاں کوں۔ خدا ہور رسول کے بات چ کا تقویٰ ہے، نیں
تو دنیا میں جیو بی نیں سکتے، یہاں خوب سمجھ کر یہاں کی امید چھوڑے ہیں، امید
دوہاں چ کی رکھتے، بھلے لوگاں اسی تے دنیا چھوڑے ہیں۔ دنیا تی دین کوں تو ٹرے
ہیں، بھلے آدمی کا منگے دنیا میں نہ آتے، تو برے لوکاں اپنی جفا نہ پاتے، برے
لوکاں شہر میں کم نچے کوں بھرے ہیں، برے لوکاں بھلیاں کوں برے کرے ہیں
برے لوکاں بہوت بھلے لوکاں تھوڑے، بھلے لوکاں سوں بھلا ہو تیو یاری جوڑ کر
جنیا جینے بھی آخر مرنا ہے، اتنے خاطر کیا کرنا ہے۔ جو دکھنی مثال ہے مرنا مرنا جو کر
نا، ایسا مرنا جو کوئی تھوکے نا۔ جنوں تحقیق جانے کہ بید اگر نہارا ایک خدا ہے، انو کا
راہ روش انو کا چلنت جدا ہے۔ برے لوکاں اگر خدا ہے کر جانتا، تو بھلے
ہو کر اچھتے برائی کوں پچھانتے۔ کچھ خدا کا ڈر دھرتے برے کاماں ہرگز نہ کرتے
خدا ہے کر جاننا بہوت مشکل ہے۔ اس وحدانیت کوں پچھاننا بہوت مشکل ہے

جس تی برے فعل دور رہے اسے جانتا کہ یو خدا کوں ہے کر جانیا ہے، اپس کے پیدا کرنہارے کوں پچھانیا ہے۔ دیکھتے کے انگے کچھ کیا جاتا ہے۔ دیکھتے کے انگے قدرت کا مال لیا جاتا ہے۔ بجکوئی کہتے ہیں کہ خدا سمیع ہے بصیر ہے قادر ہے، علیم ہے کر جانتے ہیں   تو یو ہوتا نہیں یو باتاں ہیں۔ جاننے کی نشانی فعل نیک ہے دیگر باقی اپنی خاطر حکایتاں ہیں۔ بارے ناموس پادشاہ کے حضور نظر راز کا پردہ پھاڑیا اس تازے آب حیات کی بات کاڑیا۔ ناموس بولیا کہ اس تازہ آب حیات کا قصہ ایک تا دیل دھرتا ہے، اک تمثیل دھرتا ہے، ہر ایک کوئی آگر نا سمجکر اس ٹھار بات کرتا ہے، عقل کوں بول لگاتا ہے، فہم پہ گھات کرتا ہے۔ یو بڑا ایک پکھنا ہے، یہاں اندیشہ کو دیکھنا ہے، آب حیات کہتے سو دو آب حیات مرد کے موں کا پانی جو لگن یو پانی تو لگن مرد کی زندگانی۔ اس پانی کی خاطر بوکاں مرتے، کیا کیا مشقت جو نہیں سو کرتے۔

یو سکندر کو نہیں ملیا یک جام
زور ہور زر سوں نیں یو ہوتا کام

جوں حافظ طبیعت کا "نتا بو کتا

سکندر را نمی بخشند آبے
بزور و زر میسر نیست ایں کار

یو پانی روشنائی ہیں ہے ظلمات میں نہیں، یو پانی خدا دیوے کسی کے ہات میں نہیں۔ یو پانی ہوے تو حیات خوب، یو پانی ہو تو سب بات خوب۔ یو پانی کو مانے، پانی رکھیا سو جانے، جیو اس تے پانا یو چہ پرانی ہے، دنیا میں جکچھ ہے سو یوچہ پانی ہے۔ فرد۔

دین و دنیا کی خوبی کھی نیم اور دھرم ہے   ایمان کی نشانی سوں مرد کو شرم ہے

کہ کتے ہیں الحیاء من الایمان، حضرت کا حدیث ہے یو تحقیق جان اگر اس آب حیات کی کچھ بات ہے تو حیا میں آب حیات ہے، ہیں بولیا نشان اتاں تو کچھ پچھان۔ کھول کھیا اس بات کے چھپے معنے۔ اتاں اس پانی سوں تجھے کچھ کام اچھے گا تو توں جانے۔ نظر بولیا کہ اے ناموس پادشاہ عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ، توں مربی ہے، فرد ہے، ہمدرد ہے، نیم دھرم تجھ کنے رہنا ہو تو تجھ کتا سوچ کتا ہے، مجھے تیری بات کری شہ مات، سونے کے پانی سوں لکھ رکھنا یو تیری بات۔ فرد:۔

آدمی نہیں وہ جس منے کچھ نام و ننگ نیں

آدمی نیں وہ جس منے آدمی کے ڈھنگ نیں

دے مدعا میرا کچھ اور ہے، میرے مدعے ہیں ہنوز شر و شور ہے۔ وہ آب حیات جو میں منگتا ہوں اسے کون پچھانے، کاں اچھے گا سو خدا جانے، بیت

چلیا امید کوں امید کوں بر لیا وے

وہ نا امید ہو آتا امید توں پاوے

نظر ناموس پادشاہ کوں عالم پناہ کو سلام کر، کچھ کلام کر چلیا، نشان اس آب حیات کا کہیں نیں پایا کر ٹلملیا۔ کام تاخیر ہوا، دلگیر ہوا۔ بھی یاد کر اس دل کی یاری، خدا سوں لگایا امیدواری، جاتے جاتے تململاتے تململاتے دھیفے کھاتے کھاتے، بات میں دیکھیا ایک ڈونگر عظیم الشان دوسرا آسمان، ہر یک کھورے میں، اس کے چاند سورج کا مکان، ہر ایک جھاڑ کی بیل اس پر جوں کہکشاں۔ خیال کا ہاتھ اس پر نیں انپڑتا، خیال چڑھ چڑھ گر پڑتا۔ نظر اس کی بلندی پر نیں جاتی گھجاتی بی پھر پھر آتی۔ جیو نیں رہیا اس ڈونگر کے نزدیک گیا۔ وہاں کے لوکاں کو پوچھیا کہ اس جا کا کوں کیا کتے ہیں، یہاں کون رہتے ہیں۔ بیت

خدا کریم ہی سب کوں مکھر ہیں تی کاٹے
کسی کے مکھر کے بھانڈے کسی کوں ناپاڑے

انو بولے کہ یو ڈونگر ہے زہد و زرق کا آشیانا مشکل ہے اس ڈونگر پر یکایک جانا۔ ڈونگر پر ایک کھنا بڈھا اچھتا ہے رات دیس، اس سے پرسن ہوا ریس اس کا ناؤں زرق مگر ہور اس میں کچھ نیں فرق، نظر کوں بہوت تھی طلب کی آس باز ہو کر ڈونگر پر چڑیا گیا زرق کے پاس۔ انے کہیا اے پیر سلام۔ صاحب تدبیر سلام، اُنے کہیا اے جوان علیک السلام، یو بے غرض اہو غرض تمام، خدا کرے تو ہوے یو کام۔ بیت

یو کاں کا دو کاں کا یو دو تو ہوائی
تماشا عجب ہے نوی آشنائی

زرق کہا کہ یہاں توں کیو آیا، کون تجھے یہاں لیایا، کون تجھے یو باٹ دکھلایا یہاں کیا ہے تیرا کام۔ حیراں ہوں میں میں ہوتا فام۔ نظر اپنے دل کی گانٹھ کھولیا اس تازہ آب حیات کا قصا بولیا، زرق کہیا آب حیات کا چشمہ کتے سوں نہ باغ میں ہے نہ کس گشت میں ہے، وہ ایک چشمہ تو کتا سو بہشت میں ہے۔ توں اس چشمے کوں ڈھونڈتا دنیا میانے، اسکا نشان کوئی کیا بوجھے کیا جانے۔ فرد:۔

یو غرضی ہے پر جسے بخبر نیں رہتا
یو کچھ پوچھتا وہ اسے کچھ کہتا

غرض اگر تجھے ہونا چہ ہے یو پانی، تو عاشق کے انجھواں میں ہے یو نشانی عاشق کی انجھو کا پانی کیا ہے عشق کی خوئے۔ اس پانی سے کیا عجب جو موا سو جیوتا ہوے مسیحا کا دم اس پانی تی فیض پایا، مسیحا اس پانی تی مرے کوں جلایا پانی کے قطرے میں لاکھ فیضان ہیں اگر کوئی پچھانے، بوجھ پانی آب حیات ہے اگر

کوئی جانے۔ فرد:۔

جو اپنے درنے تی محظوظ ہیں دردمنداں!

سو منے تی نیں پاتے ہیں حظ یو محبوباں!

چندیں کس کس لذت بھرے درداں سوں انکھیاں ہیں تی پڑتا ہے بند ایک ایک۔ اگر تو عاشق ہے تو بند بند کا لذت دیکھ۔ اس غم میں کیوں خوشی آئی، اس کڑوائی میں کون رکھے مٹھائی، کانٹیاں تی پھول کی باس کون لیا ہے، آگ میں پانی بے دریائی کون پیا ہے، دو بھونرا کال ہے جو یو باس لیوے، وو پروانہ کال ہے جو یو پانی پیوے، ہور اس پانی کی خبر دیوے۔ یو قطرا ہے بھوت لذت بھریا، ہر قطرے میں سو سو دریا، تجھے معلوم تھا سو کیا عرض، اتال توں جانے تیرا فرض۔ نظر منس کر درق کوں جیلے کے برق کوں، بولیا ہور توں بی کتا ہے سو اس میں ایک مانا ہے، دیے یو مانا پانا ہے۔ مگر کتے تھے دیے یہاں کچھ مگر نہیں دسیا۔ تمام میٹھا بغیر شکر کچھ نیں دسیا، شاباش انکھیوں کا عجب بیان کیا، عاشقاں کا خاطر نشان کیا۔ عاشقاں کو انکھیاں کے آنسو ابیسچ ہیں، جوں توں کتا دیسچ ہیں، جس انکھیاں کوں دیدار کی لگی حیرانی اس انکھیاں کا کیوں نہ ہووے ایسا پانی۔ قولہ تعالیٰ، وقلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ، یعنی مسلماناں کا دل خدا کا عرش ہے، یو پانی اس عرش میں تی آتا ہے، عاشق کے انکھیاں کے کنگوریاں پر تی جاتا ہے۔ نعوذ باللہ یو پانی اگر نہر میں آوے۔ دریا کوں ڈباوے۔ نوح کا طوفان اس پانی کا ایک قطرا کر جان۔ اس پانی کا بھوت ادب دھرنا، اس پانی سوں بے ادبی نا کرنا۔ اس پانی سوں بھوت ڈرنا۔ یو پانی اگر لہر کی موج اچاوے، تل میں عالم کو گلستاں کر دکھلاوے، پھول کوں پھلواڑی کرے، بارے کوں باڑی کرے۔ پات کوں جھاڑ کرے۔ کنکر کوں پہاڑ کرے۔ ذرے کوں آفتاب کرے، آتش کوں آب کرے، گدا کوں بادشاہ کرے، تارے کوں ماہ

کرے۔ تیرا سخن مجھے خوشی دیا، تیری باتاں تی ہیں بہوت حظ کیا۔ عجب تا فہم دھرتا ہو شاباش، بہوت سمج سوں بات کرتا ہے، توں کہیا سو بات بھی میری بات میں ہے، دو دیس بی اس رات میں ہے۔ توں جو موتی سنٹیا ہیں چنیا، توں جو بولیا سو میں سنیا دے میرا مدعا کچھ جدا ہے۔ کسی کیا ہوسنگا اقبال خدا ہے۔ یو کہہ وہاں تی اٹھیا، اس کی خدمت کے بند میں تی چھٹیا۔ اس کام پر یوں کچی تھا۔ جاتا ہوں، کر منگیا رضا : اس فکر تی جلیا، بہوت تلملیا۔ کبھی اپنے کام کوں پاؤ ہو کر جنگلے جنگل چلیا اس جنگل میں دیکھتا ہے جو یکایک کوٹ نظر آیا۔ آسماں پر پڑیا تھا اس کا سایا، سات زمین اس کوٹ کے اس طرف کا پایا۔ ہر ایک کنگورا اس کا عرش کا ہمسایہ، ایسا کوٹ دنیا میں آج لگن کوئی بادشاہ نیں بندھایا۔ جانو اپے کچھ قدرت تی مستعد ہو آیا۔ فرد :۔

عجب کوٹ دوٹ ہے کیتا بکھانوں

کہ حلقہ اژدھا مارہا ہے جانوں

اس کوٹ کنے آکر، وہاں کے لوکاں کی روش پاکر، پوچھیا کہ اس کوٹ کا ناؤں کیا ہے، اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں کیا ہے، اس بادشاہ کی کیسی ہے عدالت، وہاں کے لوکاں بولے کہ اس کوٹ کا ناؤں ہدایت اور اس کوٹ کے بادشاہ کا ناؤں ہمت :۔ فرد

ہدایت لگ تو آیا ہے دیکھیں کیا ہوسے ہدایت سوں

نظر نے لئی جتا دیکھیا لگیا اب کام ہمت سوں

نظر بولیا کہ شکر الحمد اللہ اتنا دکھ دیکھے سر دھن، بارے انپڑ کو ہمت لگن۔ اقبال خدا ہمت دیوے، خدا فرصت دیوے، ہمت تی کچھ ہمت

پادیں، مراداں بر پیادیں، ہمت تی نسبت ہوتا ہست، دنیا میں ہمت
بڑی بست عقل ہمت تی پکڑتی بلندی، ہمت کے سر ہے تمام ارجمندی
ہمت کاڑی کوں ہوے تو پہاڑ کوں زیر کرے۔ قطرے کو ہمت ہوے تو
دریا سوں دعوی دھرے۔ ہمت تی تخنا شاہ ہوتا۔ ہمت تی بڑیا سو کھڑا ہوتا
ماں ہمت باپ ہمت۔ پیر ہمت مرشد ہمت، جکچھ ہے سو ہمت ہمت اجب
مرد میں کچھ ہمت ہے اس مرد پر رحمت رحمت ہزار رحمت، بیت:۔

وہی مرد جو ہمیشہ ہمت سوں ہمدست ہے
ہمت خدا کے خزانے کی خاص کچھ بست ہے

بڑائی منت نیں آئی جتی ہمت اتی بڑائی، ہمت جنیں گنوایا انے
دنیا میں کیا پایا، ہمت کی صفت جوں ہے تیوں کو کرسی نا، ہمت کی صفت
جتیا کہے بی سرسی نا۔ مرداں کوں ہمت عاشقاں صاحب درداں
کوں ہمت۔ فرداں کوں ہمت کیا کام آوے رس نیں سو گندا عین میں
ہمت نیں سو خالی بھانڈا۔ بیت:۔

جکچھ خوبی ہے سو ہمت کے باب ہے
ہمت ناؤں لینا بھی لئی صواب ہے

ہمت مرداں کا سنگھار، ہمت صاحب درداں کا ادھار، ہمت
سوں راضی آپے پروردگار، ہمت تعلیم خانے میں چھٹ، ہشیار اچھ ہمت
نکو ست، ہمت مرداں کی سنگھاتی، ہمت کوں خدا کی بھاتی۔ غرض مرد کوں
ہمت مطلوب ہے۔ جیو تیچ خوب ہے۔ القصہ جاسوس نظر ہمت پادشاہ
عالم پناہ ظل اللہ، صاحب سپاہ، سوں جا کر ملیا کہ خدمت کرے عظمت پاوے
نامرادی جاوے، مراد آوے، محنت کا جھاڑ راحت کے پھل بار لیاوے

بیت :-

غرض دھرتا ہے نیں تو کیا غرض ہے یاں لگ آنے کوں

جکوئی سیوا کرے کس کی سو کچھ مقصود پانے کوں

سینا ہوا خفا، کو لگ یو چھپا، خدا جانے کدھا ہوتا نفا، نظر کا خاطر وہاں ٹک جمیا۔ چند روز ہمت کی خدمت میں گمیا۔ گتے گتے ہمت کنے ایک دیس اس تازے آب حیات کی بات کہیا۔ اپنے سب واقعات کہیا، ہمت سن ہنسیا ہنس کر بھی رو یا، انجھواں سوں موں دھو یا، لہو کو پانی ہیں گھولیا، پھر بولیا اس تازے آبحیات کی بات کنے، طاقت نیں مجھ منے، یو آب حیات تو ہے، توشہد یو نبات تو ہے، ولے بات کتے اترچڑتا۔ آدمی بے ہوش ہو کر پڑتا رگ رگ میں لہو کو آتا جوش، یو عالم سب فراموش، یو بات بہت تند اور تیز، خونی، خون ریز۔ اس بات تی پرہیز غدر کر، اے نظر خوب نظر کر۔ اس بات تی در گزر کر، بلکہ دسریاں کو بھی خبر کر، بہوت لوکاں اس بات میں کم حیوان گنوائے ہیں، ایمان پر بات لیائے ہیں، صنعان نے تین سو ساٹھ مریداں سوں مصحف کوں جالیا، سور چرایا، شراب پیا، اپس کو کفر میں گھالیا۔ داود اس خاطر اپنے جیو پر اٹھے، ایکس کوں جیوں مارے، خدا کوں بسارے۔ ایسا کئے جو آخر پچھتا کر کمر لسلائے، مجنوں جیو تی اٹھیا اپنا لہو پیا گھٹیا، مجنوں کا سینا پھٹیا، اس خاطر زلیخانے کیا کری، شرم تی اٹھی جیو تی نیں ڈری، طالب تھی بچاری سچی کا کھوت میں آکر یوسف پر کیا کیا فتوے رچی، مرد کوں بے ہمتی نیں آتی۔ جسے ہمت ہے اسے صاحب ہمت کی صحبت بھاتی، توں بی یو بات سنتے کچھ کا کچھ ہوے گا۔ دیوانہ ہوے گا، ہیچ ہوے گا، بے تاب ہوے گا، بے آرام ہوے گا۔ چپ عالم میں بدنام ہوے گا۔ بیت :-

شراب پیئے تو بھی کوئی نہیں ہوتا ماتا
حسن شراب کہ جس دیکھتے آتر آتا

تجھ میں نارسی تیری سدھ، پچھیں کاں کی عقل کاں کی بدھ، تیٹے دل کوں جوڑ، اس بات کا دنبالہ جوڑ۔ میں کہ ہمت ہوں سو اس ٹھار، میرا یو احوال اتاں دسریاں کی بات کیا کہوں دسریاں کا کیا حال۔ نظر یو خبر سن بہوت گھابرا ہوا۔ چپ چپت کا بڑا ہو، معاملہ کچھ کا کچھ کھڑیا۔ اندیشے میں پڑیا۔ یو بیرت ہے اسے کوں نہایت کوں انپڑیا۔ اس کوں انت نہیں۔ کون اس کا انت پایا۔ کہ یو آب حیات کہ اس آب حیات کے خاطر ویسیاں ویسیاں نے یو جفا دیکھے، کیا نفا دیکھے، تو بر کئے بچلے، آخر بھی پھر اپنی جاگا آئے۔ کوئی اس باٹ میں جاکر اس کو پورا نیں انپڑایا۔ جس باٹ گیا تھا اس باٹ کا مقصود نیں پایا۔ گر پا پھر لا ڈریانیں کر یا۔ گرم دل بھی اگر اس آب حیات کی خبر پاوے گا تو کیا نہایت کوں انپڑاوے گا۔ اگر دل کے ادھر دیکھتا ہوں تو دل کے فائدے کیا بہوت باتاں ہیں، ادھر جیو کے رہنے کا کچھ فکر کرتا ہوں تو نئی حکایتاں ہیں، میانے میاں بچارا اڈیا، بچارے پر مشکل کھڑیا۔ بیت۔

نظر شہاں کنے کوئی دور اندیش ہوئے تو خوب
کہ نہ بد کام نہوے کام بیش ہوئے تو خوب

نہ یے عاشق کو تائں کی بات خاطر میں کاں آتی؛ ینہ کسی کی کاں بھاتی؛ دوستی جاکر دشمنی بساتی۔ نہ دل میری بات کاں مانے گا، اگر بولوں گا دشمن کر جانے گا۔ بیت:

جکوئی خوبی کوں کہے اور کوئی برا مانے
نہ بول بول کہ کیا کام بیٹھے بچھانے

کہیا خوب ہمت سوں چیت دھرنا، اتال کیا کرنا، کیا گنگے کیا ہرے، جے خدا ہمت دیوے سو کرے، دل کے دل میں میری ہے آس، میں بھی انپڑیا ہوں ہمت پاس، دیکھ یاں لگ آیا ہوں مقصود کو جگا پایا ہوں، کام ہوتا چہ بھلا، کم ہمتی کا خطر سو تا چہ بھلا، دسریاں کا قصہ سناؤں گا، دل کوں بھی ہمت پر لیاونگا، دل ہے آخر یو کام کچھ کرے گا: بالذات مردانہ ہے مردانگی پہ دل دھرے گا، ہرگز نہ ڈرے گا: دل تو بڑی کہوں کہا کہ کرتے تو کیا، دے ہشیار رہے جیا۔ مرداں میں کھاؤں اچھنا۔ کچھ ناؤں اچھنا۔ کہ اے سن اے دل، کام کیا جائے دے کام نبھانا مشکل، یو بولتا ہوں تیری خاطر میں کچھوا ختیار کرتا ہوں، تجھے اپنے ٹھار ہشیار کرتا ہوں۔ بیت:۔

نفر و ہیچ کہ صاحب کے کام پر جیو دے

اپس کے کام کوں سٹ دیو نام پر جیو دے

کہ میں نفر تیرا، تو صاحب میرا، تیرا نیم دھرم، میرا شرم، صاحب کی زندگی نفر کی بڑائی جیکوئی نفراں خوب ہیں دایم انوں کوں اپیچ عقل آئی اپیچ عقل نے انو کوں بڑھائی، ایسا کچھو اندیشہ اندیشکر، قدم کچھ پیش کر، ہمت کوں بولیا کہ توں بادشاہ توں ہمت توں فتح توں نصرت، توں صاحب ملک توں صاحب مملکت، توں صاحب دین توں صاحب دولت، تمیں ہمت مجھے مرے کام کوں ہمت دے، ہمت کی کچھ مت دے، ہمت تی ہمت خوب ہے، ہمت مطلوب ہے، تیرا جیو نیں رہیا توں یو بات البتہ میرا جیو دیکھنے کہیا، نیں تو تو ہمت تجھے یو بات کدھر، تجھے اس بات پر کہاں نظر، توں سعادت مند، توں ہمت ہمت بلند، جہاں تی ہمت ہاری، پچھیں دہاں تمام خواری، جو لگ خدا کی خدائی قائم، تو لگ ہمت قائم ہمت دائم۔

مجھے کیا ہے توں بیدل یو کیا نقل کرتا
ہوے سو کام میں میرے تو کیا خلل کرتا

خوب خدا خاطر جوں تیوں، اس آب حیات کی بات توں بول، اشال دل کوں کھول، جو اس کے اثر تی کیا ہوتا ہے، گھڑی بھر ایک جا گا دونوں مست ہو کر پڑیں، ایکیس کے ایک گلے لگ لگ ٹک ہنسیں ٹک ردیں، ٹک چڑ بھڑیں یو بی ایک تماشہ دیکھیں، اس معاملے کو بے خطر لیا دیکھیں، یو بی ایک عالم ہے، آخر جو شیخ ہے کیا غم ہے، یک ساعت مست اچھیں، ایس میں باکہ ہمت دونوں ہی مست، دونوں ہی مے پرست، دونوں ہی دانے دونوں ہی توانے دونوں ہی دانشمند، ایکیس سوں ایک بچار سے ایکیں کر ایک، دے پند، آج لگن عاقل تھے، ایکدیس دیوانے اچھیں، یو بی ایک گھڑی سے دیکھیں اچھیں، جانے اچھیں، بیرت تلی کیوں کھڑتی، ناؤں تی مستی کیوں چڑتی، کوئی کتے یو بات خرافات ہے، ناؤں تے مستی چڑنا بھوت بڑی بات ہے۔ فرد:۔

نفا ہے کیا جو چھپا رکھے دل منے دھر کر
جو کام دل منے آے وہ دیکھنا کر کر

توں ہمت، توں صاحب شوکت، بارے ہمنا کچھ فیض انپڑے، تیری دولت مقصود دستپڑ ہے۔ دل کوں کھول دو آب حیات کاں ہے اس کا نشان بول۔ کیتا تپا دے گا۔ صبوری کرتے جیو جا وے گا، ہمت نظر کوں بھوت کیا بیٹ، پکڑا پکڑ کر ہنسیا۔ کہا شاباش تجھے اس کام پر بہوت ہم ہے، توں بھوت ثابت قدم ہے، جس کا نظر ایسا اچھے گا، اس کا صاحب کیا اچھے گا۔ فرد:۔

نظر جسے کتے دنیا ہیں دو نظر کاں ہے
نظر بیچ بھو اتے کسے خبر کاں ہے

ا ن۔ دیوانے

نفر ایسا اچھنا جو صاحب کا نام کرے اپنا کام کرے، انفر دو جو اپنے
کام تی صاحب کا کام اگلا جانے نفر دہ جو صاحب نہیں کہے تک صاحب کا خیال
پچھانے، نفر کوں بہوت عقل کا سکت اچھنا، نفر بہوت عالی ہمت اچھنا
جاں ایسا صاحب ایسا نفر۔ واں کام فتح و ظفر۔ اتال کیا ہے ڈر، جکوئی ہو دانا
جکوئی سمجھتا ہے بات کا مانا۔ دو نفر کوں دیکھ صاحب کا مقدار جانتا ہو کہ
اس نفر کا صاحب اتنا تنیچہ عقل آتنیچہ فام کلے، آتنیچہ تدبیر آتنیچہ کام کاے
نفر کوں کیں مقصود کوں نہیچے تو بہوت فکر کرنا۔ عاقل لوگاں بہوت تماشے کے
ہیں بہوت ڈرنا۔ جو کوئی دانایاں دانشمند کہواتے، باتیچہ میں بات کوں سمجھ جاتے
عاقلاں نے عقل سوں ملک گیری کئے ہیں، اجالا پاڑے ہیں روشن ضمیری کئے ہیں
جو عقل ہور فکر پر آے ہیں، تھوڑے کوں بہوت کر دکھلاے ہیں۔ تدبیراں کئے
ہیں، ملکاں لئے ہیں، اگر عقل کوں ٹک ہمت کی چاشنی دیا جاے تو بھی کچھ کام
کیا جائے، جلتیا عقل جتنا گیان ہے، توکل بھی میانے میان ہے، مرداں کوں ایک
عقل ہے کہ اس کا ناٹوں دیوانگی مردانگی، مرداں کو وو بھوت بھاتی، دو عقل
آڑے وقت پر کام آتی۔ یو عقل نیں سب کسے، مگر خدا دیوے جسے، بعضے
لوگاں ایسے لوگاں کو دیوانے کتے، انو کیا جانے کتے۔ درصل ایس ہیں نیں ہے
اتنی سمجھ کیا سمجھیں گے دانے دیوانیاں کے رج۔ انو جب باتاں کرتے آکر میانے
آخر بھلے برے کی پارسو دیوانے، تدبیر رج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے
کام سمج سوں اچھے تو کچھ سواد ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس
تدبیر میں رج نیں، واں عزت کوں کچھ سج نیں، ایسی تدبیر کا پایا قائم نیں اچھتا
دائم رہے گا کر جانتا دے وائم نیں اچھتا، دشمن کو زیر کرنے بیش ہونا یا زبر
دشمن تل تل کی لیتا ہے خبر، آج کیا کھایا کیا پیا، آج کس سوں بات کیا۔ آج کیا

تدبیر کرتا ہے، آج کیا قصد دھرتا ہے، آج کس کنے تی کی لایا۔ آج کسے کیا
دیا۔ آج کہاں بیٹھا کہاں سوتا۔ آج گھر میں کیا اندیشیا ہوتا، یوں بی پڑ شال
بی دیتہ (۹) نزدیک کے لوکاں کو باند لیتا۔ یو غافل بچارا خبر نیں دھرتا،
جکچھ اپن کوں بھاے سو کرتا، یو تو سب کو بھلے کر جانتا، سب کوں مانتا
اس کا تو سب کو اعتبار، وے بعضے نزدیک کے لوکاں دشمن کے خبردار
تیچے دشمن پورے دھتیارے تو انوچہ دشمن کوں خبراں انپڑاں ہاری، دنیا
ایسی ہے جو اس دنیا خاطر لوکاں نے ماں باپ کو مارے ہیں سگے بھائیاں نے
سگے بھائیاں سوں عداوت سارے ہیں، دنیا باپ، دنیا ماں، دنیا بھائی
آخر یو دنیا کسی کی ہو نیں آئی۔ دنیا کے لوکاں بھوت مست بھوت بے خبر
خدا رسول انوں کوں کدھر، انوں کا ماں باپ انوں کا خدا رسول سو زر، درام
جو جان کر رادن پر آئے، گھر کا بھیدی تے لنکا ڈھاے، رام جو جان کر رادن
پر آیا، دیا دے کر بھائی کوں بھانجہ مانے فرمایا۔ یو دنیا ہے، سگے بھائی کوں
یاں پتیا یا نہ جائے۔ نفر چاکر تو بیگانہ نفر چاکر پر یکا یک کیوں پتیارا ہے، دنیا میں
ہر ایک کام کو دسیلا بھوت ہے، دنیا دغا باز ہے دنیا میں مکر ہور حیلا بھوت
ہے، ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ سوں کچھ کام دھرتا ہے، تو اس کو نزدیک
کے لوکاں کوں بی کچھ دے کر اپنے چاکر کرتا ہے، اس کے بندے جو اپنے
ہوے چاکر تو کام دنیا کا بند بیٹھا ہے اگر۔ جو اس کے ارکان دولت ایس کوں
کئے قول د قرار، بچیں انوں کے بادشاہ کے دل کوں پھراتے کیتی بار، اول کے
دانا لوگ بھی یو نخچہ فکراں دھنڈتے تھے، ایس میں اپے بچار، بھوت کام ایسے
تدبیراں سوں کئے جانو کوں کچھ مشکل پڑیا اس ٹھار۔ دنیا تماشے کی ٹھا ہے، اد جکوئی
عاقل ہے دو انچی جاگا بھوت ہشیار ہے۔ در و دیوار قی بچکنے کی جا گلے ہے، اپنے جیو

لہ مال

کے یار تی نکلنے کی جاگہ ہے۔ فرد:-

بشمع کا شہ ہم اسرار خوانی یارہ کم کن!

زنا محرم چہ غم داری خدرا زیار محرم کن

جوں توں ایکس کوں اپنے جیو کی بات بتیا کر کتا کہ یو میرے جیو کا یار ہے، تیوں اس یار کوں بی ایک جیو کا یا ہے اس کا بی اس یار پر اعتبار ہے، یو راز کسے نہ بول سی اگر خاطر قرار ہے، اس بھروسے پر یو تیری راز کی بات جا کر اس اپنے جیو کے یار کنے کتا۔ اسے یار کر بتیا تا ہے جیو نیں رہتا۔ جاں جیو بتیا تا وہاں ہر ایک بات کنے کوں دل میں کچھ ملاحظہ نہیں آتا۔ یو نچہ یار کوں یار یار کوں یار کنے کتے کھبیتر کی چھپی بات بھار جاتی، تدبیر کا بند تو ٹیا ایک آدھے وقت نیں سو کنے کی بلا آتی، یار کوں یار کنے نفر سنیا جا کر سنیا، ایک بات پر چار باتاں زیاست بنیا، ایسیاں باتاں سنتے بھلے آدمیاں کے نقشاں جنتے، اجوم ملتا جو ندہر تی، چھپیں و دخلوت میں کی مخفی بات کو نچے کو نچے بازار میں بازار پھرتی۔ اس بات کا یو سے جرٹ، اس جرٹ کا اسے نیں خبر۔ یو حیران ہوتا، پریشان ہوتا، کتا وائے یو بات تو میں خلوت میں فلاں کنے کہا تھا۔ یو بات بھار کیوں پڑی، یو بات غیر ٹھار کیوں پڑی، توں اپنی بات کوں آپے میں چھپا سکیا۔ جب تو دسرا تیری بات نا چھپا کر کسے بولے تو کیا عجب۔ ایکس کا مایا لینا وہے اپنا مایا کسے نہ دینا، جتنا سکتا۔ اتنا اپنا مقصود اپنے دل میں رکھنا دل کا یار سو پالکے پروردگار جنے ہر کسے بتیا بادنے دغا کھایا، اگر کوئی کسے بتیا کر اپنی راز کی بات بولے تو اسے یوں چھپانا جوں اپنی شرم تو اسے کتے ہیں نیم، اسے می دحرم، ہزار جیو نا یارا چھے تو بی کوئی اپنی شرم دکھلاتا ہے، اپنا شرم دکھلانا کسے خوش آتا ہے، ایسا کام ہرگز کسے بھاتا ہے۔ امانت میں خیانت کرنا بھلے آدمی کا کام نیں، یو کام دانایاں کا ہے ناداں کو فام نیں، اجکوئی دنیا دار ہے

سو دنیا کا کام خوب فام کرے ہیں، کہ دنیا میں دوست تھوڑے دشمن بھرے ہیں
دشمن اگر چھوٹی ہے تو بھی عداوت سر چڑھے گی، غفلت میں ایک آدھے وقت دغا
دے کر لڑیگی، جوں فارسی میں کتا ہے، فرد:

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد
دشمن نتواں صغیر و بے چارہ شمرد

بارے کہانی کبی ساری رات، آخر و ہیچ بات۔ کہ دشمن گزرتا ہے سو ضرر کوں
گزرتا ہے، اس کے بل میں سنپڑیا تو کچھ کرتا ہے۔ مرد یوں رہنا کہ دشمن اس کے رہنے
کی ونا ہے چہ کوں دیکھ ڈرے، اپنے حد سوں اچھے زیاتی فکر نہ کرے، مرد یوں رہنا
جو خدا بی شاباش شاباش کہنا، دانے جو رکھتے دانے دیوانے۔ دو ایک ضرور کے
وقت کام آنے۔ وقت جسے کتے دو ضرور کا ہے، یو اندیشہ بھوت دور کا ہے
سب باتوں کا یو چہ مانا، کہ دانے دیوانے لوگ ملانا۔ بھوتاں کوں تھوڑے مارے سو دانے دیوانے
خدا چہ کوں بڑا جانے سو دانے دیوانے۔ دانے دیوانے لوگ بلا۔ آپی بی بزرگی سوں جی دسریاں کو سبی بری
سوں جلا۔ یو مکر دغا بازاں کام کیا آنے، بے لگن کھاتے نیں تو نکل جاتے، اپنی عزت
کی نیں شرم دسریاں کا کیا رکھیں گے نیم دھرم۔ دانے دیوانے چھوڑ جانے پر جلتے
بھی کچھ جیلا مکر میانے نیں جانتے۔ اُنوں دل بھوت کڑوا۔ لینے دینے کی بی کچھ نیں
پروا۔ بعضے لوکاں مزدوری کرتے۔ صاحب کے کام پر نظر نیں ہر کسی کی شرم حضوری
کرتے۔ مزدوری کی ٹکڑے روٹی پر نظر، بعضے کاماں کے اسے کیا خبر، مزدوراں میں کاں
ہے بڑا فام، لیسے مزدوراں تی کاں ہوے گا کام۔ جگموں آگر دولت پر کھڑے،
دانے دیوانے تو ہوے بڑے۔ خدا جانے کس کے سر یو اثر چڑیا ہے، بڑے ہونا
کیا بات میں پڑیا ہے، آدمی جاگنا نیں سوتا ہے، آدمی جس پے میں پڑیا سو

ہوتا ہے۔ مشقت ڈالی نہیں جاتی، ہمت خالی نہیں جاتی، دے شرط ہے جو ہمت اچھنا، سکت کا گیت اچھنا۔ عاشق ناؤں کے ہوکر خدا پاس ٹھاؤں منگنا، منگے تو ناؤں منگنا مرد ہیچ جو اِس کوں پچھاتیا، جنے اپنے ناؤں کی لذت جانیا۔ القصہ ہمت نے نظر کوں اس خوش خبر کوں، خلوت میں لے جاکر اپنے نزدیک بلاکر سمجایا مقصود اس کا پایا:

جنے یقین سوں جیوں اپنے یار سوں لایا!

جکوئی ثابت ہو آیا انے پایا!

کہا خوب توں مرد سد ہے، ہور اس کام پر بھوت پیچ بچہ ہے۔ تو قصا کتا ہوں کہ حسن کہ اندھرے اس آب حیات کے چشمے لگن۔ کہ مشرق ولایت ہیں، بے نہایت میں ایک بادشاہ ہے، ظل اللہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے، حقیقت آگاہ ہے، عشق اس کا ناؤں، ہر دل میں اس کا ٹھاؤں۔ سب سوں جوڑیا، کسی سوں نیں توڑیا، کیتا کریں گے بیان، اگر ملیں گے بیان، اگر عشق آپ بھاوتا، عشق مدماتا، عشق خدا کو اندھرا تا، عشق خدا کہواتا۔ عشق کوں نہ پچھیں فکر فکر نہ انگے کا اندیشا، عشق سرمست، بے پروا اس کار پیشا۔ عشق کس تی نہ ڈرے، عشق خوشی بھاوے سو کرے۔ بیت

دو شاہ عشق ہے جو سب جہاں سکا ہے

تارے، چاند سورج آسمان اس کلے ہے

عشق آگ ہے جاں جاوے داں جاے، عشق کی آگ کوں کون سنبھالے عشق کا جیو حسن، اس جیو میں لاکھ گن، عشق جھاڑ ہے حسن پانی، حسن تی قائم عشق کی زندگانی، عشق حسن پر دالہ و شیدا، عشق حسن خاطر ہوا پیدا۔

عجب شراب اہے حسن جس میں سب ہستی

کہ اس شراب سوں چڑتی عشق کوں مستی

اس کا کام ناز اس کا کام نیاز۔ یو مستغنی دو محتاج۔ یو سب شوخی دو سب لاج۔ عشق ہور حُسن دونوں جوڑا کوئی بھوت سمجیا کوئی تھوڑا۔ عشق حسن خاطر حسن عشق کی خاطر ہوا آشکارا۔ اس دونو جب کا ہے شور گھریں گھر، ٹھاریں ٹھار۔ عشق عاشق معشوق حُسن ناری، عشق کی عاشق دائم سنواری سنگاری۔ القصہ اس عشق بادشاہ کوں، عالم پناہ کوں، ظل اللہ کوں، ایک بیٹی ہے۔ بھوت مقبول بھوت خوش اصول، بھوت معقول، بھوت خوش رنگ۔ بھوت خوش ڈھنگ نور ہیں سور میں اس کے سم، نازک نرم جوں پھول جوں بریشم۔ بالاں کرناں کی دیکھتے انکھیاں کو گھیرے اگر گرناں، سدہ چھوڑ دیوانے ہو کر پھرناں۔ بیت:

گھر میں تی ہنستے نکلے آنگن میں پھولاں جھڑیں
عاشق ہو کر چاند اور سورج دروازی پلا کر پڑیں

یو نوا نور نوا آفتاب، اسے دیکھنے کا کسے تاب، عالم عالم اس کی خاطر خراب، ہر دل میں اس کا اضطراب، ہر طرف عاشق، ہزار مجنوں ہزار فرہاد، سرمست دلربا، بے پروا بے زار۔ بیت

گل کے رنگ کیاں چمن میں شاباں ہیں
لاے نمیں جا نو آفتاباں ہیں

ناوں اس کا حسن، کتے بولوں اس کے گن۔ القصہ کوہ قاف کے اودھر ایک شہر ہے اس شہر میں ایک باغ ہے، کہ بہشت اس باغ کے رشک تے داغ ہے، جس کے پھول دیکھتے جیو آدے، اس باغ کوں بہشت سوں کیوں تشبیہہ دی جائے۔ صحن اس کا موتیاں سوں بھریا، جوں تاریاں سوں گگن، بہشت اس کے ایک باغ کے کونے کا چمن، ملایک آرزو دھرتے ہیں اس باغ میں آنے۔ حوراں ترستیاں ہیں اس باغ کے پھول کا طرہ لانے۔ بیت:۔

بلبل ہو کر نالے بھرے چمنے چمن سیراب ہو

پھولاں کے خاطر جھاڑے کانٹیاں اُپر بیتاب

مجنوں لیلیٰ نا لیا، اپس کوں بھوت سنبھالیا۔ آخر دیوانہ ہوا اس باغ کے پھولاں باس تی، فرہاد کوہ میں آہ بھرتا ہے اجنوں اس باغ کی شیریں پھلاں کے آس تی، زلیخا جو پھرتی تھی یوسف کے آس پاس سو اس باغ کے پھول کی پائی تھی باس۔ بیت:۔

جدھر تدھر بھی حسن ہے جو دل بھلاتا ہے

کدھر کدھر کی بلا عاشقاں پہ لیاتا ہے

جس دلربا شہر میں یو دلارام باغ ہے، اس دلربا شہر کا ناؤں دیدار، اس دلارام باغ کا لقب رخسار ہے، اس باغ میں ایک چشمہ ہے اس چشمے کا ناؤں دھن، من موہن جگ جیون، بھوت میٹھا جوں نبات، اس چشمے میں ہے توں منگتا سوں آب حیات، اس چشمے پر جاوے گا تو وو آب حیات پاوے گا، ہور وہ وہ حسن نار، دل کا سنگھار، جس پر بھولیا سب سنسار۔ فرد:۔

لالے دے سینے پو گل پھل پھل کے تیرتے گال پر

دریا میں تی ہنس آئینگا عاشق ہو تیری چال پر

عشق کی بیٹی لطافت کی بی بی بھوت ناز سوں، بھوت ساز سوں لٹکتی ٹھمکتی جھلکتی، رخسارے کے پھل باڑی میں، اس پھولے پھل واڑی میں، ناز غمزہ، عشوہ ادا، حرکت دلربائی، خوش نمائی، لطافت الیاں، چاند جبیاں، سگھڑ سہیلیاں سوں مل مل، الیاں رنگیلیاں چھبیلیاں سوں ہل ہل، دائم تماشے دیکھتی پھرتی تھی بیت

آئی ہے دھن چمن کے انگن میں پھول پھرتا ہے پھول کے بن میں

ایسا خیال کتی ہے، وو اگر اس چشمے میں تی ہمیشہ آب حیات پئی ہے، ہمت

یو بات کہا، گم ہو رہا نظر سینا بے سد ہوا، سر دھنیا، دونوں ہوئے بے ہوش دونو کئے اپس کوں فراموش، نہ یو دیکھتا اس کے ادھر، نہ اس کی اس کوں خبر دونو مست دونو بے سد ہو پڑے بارے کتے وقت کوں دونو ہشیار ہو کر دونو اُٹھ کھڑے۔ دونو حیران، دونو پریشان، ایکس کا ایک دیکھے سوں ہے عجب تھا یو جنوں، نظر دل پر فکر کی کسوت بنیا، ایسا تماشہ نہ کوئی دیکھیا نہ کوئی سنیا۔ یو قدرت کا کام، یو حیران ہونے کا مقام۔ ہمت کہا میں کہا سو لنگے آیا، بارے الحمد اللہ جوں تیوں تیوں اپنے مقصود پایا۔ بیت:۔

سب کسی کوں خدا مراد دیوے
اس کے محنت کی اس کوں داد دیوے

اتال تجھ میں کیا کہوں، نکہوں تو چپ بی کیوں رہوں، توں تو بہوت دانا بہوت عاقل ہے، وے ہشیار دل ربا شہر دیدار کوں انپڑنا بہوت مشکل ہے، بات میں جنس جنس کی محنت حائل ہے، اس دریا میں کہیں غرقاب کہیں ساحل ہے، کیا واسطے اگے ایک شہر ہے اس شہر کے ناوں سگسار، توبہ استغفار، دل کوں واں بہوت اکراہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ایک دیو ہے بادشاہ گمراہ بدکار، اس کا ناوں رقیب نابرخوردار دل آزار، پلشت مردار، ہیچ کارا بے بہرا۔ فرد:۔

عشق کے دروازے پر سب کس کوں سر دھرنا چہے
جو عشق فرمائے اے اختیار ہو کرنا چہے

وے عشق بادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ کے ہاتھ میں ہے اس کا اختیار، عشق بادشاہ کوں اس جنس کا آدمی بی ہے درکار، بادشاہاں نیں اچھتے پر کم، بادشاہاں کنے جنس جنس کا اچھتا آدم، عشق بادشاہ کے فرمان تلے رقیب سر دھرے، جکچھ عشق بادشاہ فرمائے سو رقیب کرے۔ دلربا شہر دیدار

کا نگہبان، اغیار کوں واں نہیں دیتا آن، ہرگز کس تی نہیں ڈرتا، جکوئی آتا ہے منع کرتا اس کے ڈرتی نظر بھڑکنے نہ پاوے، انداز کس کا جکوئی واں آوے، جکوئی آتا اس سوں جھگڑتا، کتا ہوکر لڑ لڑ پڑتا، جاں ایسا آدمی اچھے نت، کتا رکھنے کی دہاں کیا حاجت نہ بھلے تی ڈریگا نہ بُرے تی ڈرے گا، ایک رقیب ہزار کتے کا کام کرے گا۔

بیت:۔ باغ میں مالی کیوں کسے چھوڑے

بن رضا آے تو کمر توڑے

توں اگر اس شہر سنگسار تی، اس بے اعتبار ٹھار تی، خلاصی پاوے گا، ہو خدا لیجاوے گا، تو دلربا شہر دیدار میں جاوے گا۔ یاد اچھو وہاں میرا ایک بھائی ہر ایک ماں ئی جائی ہے، قامت اس کا نام، استقامت اس کا کام، دلربا شہر دیدار میں اس کا مقام، قبول صورت، مدن مورت بلند بالا، بھو تیج آلا، دل کوں لگے، جیوں کو ٹھگے سدھ جھپنے، بدھ جھپنے، فراق کو سلگاوے، اشتیاق کو آنگے لاوے بے تابی کوں پاوے، آرام کوں جاوے، قرار کوں بے قرار کرے، انتظار کوں پیار کرے صبوری کو لوٹ لیوے، اضطراب کوں قوت دیوے، بیت:۔

یو دنیا میں حسن نیں اک بلا ہے

کہ عالم اس بلا پر مبتلا ہے

قامت میں وہ ایک آفت ہے، عاشقاں کے دلاں کا ضیافت ہے اس قامت کوں، اس قیامت کوں تیری سفارش خاطر ایک کتابت لکھدیتا ہوں تیرے قصے کی ہدایت لکھدیتا ہوں، میرا ناوں لے، یو کتابت اس کے ہاتھ دے البتہ تجھ سوں کچھ محبت دھرے گا، مروت کرے گا۔ تجھے کام آے گا۔ وہاں کے روش سمجاے گا۔ فرد:۔

ایکس پر مہر دھرنا خوب ہے کچھ مروت کس سوں کرنا خوب ہے کچھ

جس وقت توں وہاں تی بھی قدم انگے رکھے گا اے یار، تجھ پر لئی لئی تھے گھڑیاں گے ہس ٹھار۔ فرد:

نفا ہے۔ تو تجہ جفا بھی دیسے سفر میانے
خدا کسے نہ لے جاوے بُرے شہر میانے

القصہ جیوں ہمت نے نظر کوں اس پر ہنر کوں، اسیج جنجل نظر کوں آب حیات کا نشان دیا۔ خاطر نشان کیا۔ نظر ہمت کنے رضا منگ کر، امنگ کر بھوت محبت سوں۔ بہوت مروت سوں۔ چکور ہو کر، خرم حضور ہو کر، بھی مشرق کے ملک کے اُدھر رخ کیا، توکل کے ہاتھ میں ہاتھ دیا، نظر کوں پکڑیا۔ اچاٹ بھی۔ اپے اورانی بات کتیک دیس چلتے چلتے، تلملتے تلملتے اپنے دل کوں تقوا دیا، سمجھایا۔ ایک دیس اس بیت المال اس شہر سگسار ہیں، اس بہشت ٹھار ہیں، باٹ میں پیچ تھی لا علاج ہو آیا رقیب پادشاہ کے لوکاں اس روسیاہ کے لوکاں دیکھے کہ یو آدمی اس شہر میں نوا آیا ہے، پاپتی ہے جاسوس ہے، بھیدی ہے چور ہے، آیا اس شہر کا کیا لیا ہے۔ بیت:

پرائے شہر میں ہرگز خدا کسے نہ لے جائے
اگر ہزار بھلا ہے بی اس کوں کون پتیائے

دل میں سب یوں جانے، اس کا مایا پانے۔ پکڑ کر، جکڑ کر، رقیب پادشاہ روسیاہ بدکردار کنے کتے جنے مل کر لیائے، احوال اس کا سب سمجھائے۔ رقیب نے روسیاہ نے بے نصیب نے بولیا توں کہاں کا ہے اس جاگا تو کیوں آیا۔ اس شہر کی باٹ تو کیوں پایا، تجھے کون دکھلایا۔ نظر عاقل تھا سمجیا کہ یو طرفہ وقت ہے کام بھوت سخت ہے، یہاں عقل نہ لبسرتا، اندیشہ کر کچھ کام کرنا۔

عقل اچھنا وقت ادیر خدا کا کچھ کرم ہونا
اگر فولاد ہے تو بی ضرورت کوں نرم ہونا

رقیب روسیاہ کوں، اس گمراہ کوں، خواہی نخواہی، دقت ہیں تصور تھا۔ سلام کر کچھ کلام کر چپ نہیں رہیا۔ کیا کہ میں حکیم ہوں بھوت معتبر ہوں، سب حکمت تی باخبر ہوں، سرتی پاؤں لگ علم ہوں تخر ہوں، بے جان کوں دیوں گا جان، شاگرد ہے افلاطون، ارسطو، بوعلی، ہور لقمان۔ دنیا میں عقل کچھ بی جو دھرتا سو وو چہ خوب مجلس میں سمجھ کر بات کرتا سو وو چہ خوب، نیں جانتا ہوں کیا تھا خدا کا بھایا جو مجھے اس ملک میں لایا۔ اگر حکمت پر میں دھیان دھروں گا تو ماٹی کوں سنا کروں گا۔ گر کسی کوں سنا بھاتا ہے تو مجھے راس کرنے آتا ہے، بغیر پیٹ بغیر اس، پتیل کوں کر دکھلاؤں گا سنے تی خاص، رقیب بے نصیب، بے روش بے ترتیب، سُنے کا طالب تھا، اشتیاق بھوت غالب تھا، بولیا کہ الحمد للہ یوں توں نیں آیا ہے، الحق کہ تجے خدا لیایا ہے۔ حکمت کے علم میں نادر ایسا۔ بھوت دیساں پھریں مجھے ملیا تجھ جیسا۔ بیت:۔

خدا سنبھالے بری ہے طمع کی دشواری

جہاں بھوت طمع بھوت ہو وہاں خواری

بھوت طمع تی بھوت ہے زیان، بھوت طمع تی عزت کوں نقصان، بھوت طمع تی رہتا نیں مان، بھوت طمع تی آدمی دیں گنواتا۔ بھوت طمع تی آدمی کا ایمان جاتا، طمع تی آدم کوں بہشت میں تی کاڑے۔ طمع تی آدم پر یو بلا پاڑے جن کی بڑیاں پر طمع تی یوں لیا خواری، انو کے فرزنداں سوں کیا کرے گی وفاداری طمع کا آدمی سرنیں اچاتا۔ جاں جاتا وہاں سر تلاتا۔ جن کے سر پر طمع کا بھار اس کا سر دائم تلار۔ بے مغز خالی سر، یو نیچہ پر پڑتا پھرتا پھر پھر۔ طمع تی بڑائی جاتی، طمع دار کوں بڑی بات کاں آتی، تھنا کام کیا قبول، بڑائی کہاں تی آئے گی وصول، بے طمعی تی خدا کا وصال، بے طمعی تی ہوتا صاحب حال، سوا دنیں

رہتا جاں طمع آتی، بے طمعی سب کسے بھاتی۔ جاں طمع آئی واں خدا سوں بی کچھ سواد نیں اچھتا، طمع تی دائم پریشان کدھیں دلشاد نیں اچھتا۔ زیاستی طمع نہ خلق کوں بھاتی نہ خدا کوں بھاوے خدا پاس بی اتنا نا منگنا جو خدا بی وازآوے

طمع داری بری ہے اے عزیزاں
نہیں کچھ خوب اے صاحب تمیزاں

طمع داری سے آتی یار خواری
طمع داری ہیں نیں ہے دشکاری
طمع داری کے سر تی جو اکھٹے ہیں
دہی ایسے بلایاں سوں چھٹے ہیں

یوں ہے تو لیتھارے کا دلشاد کیا اچھے گا، واز ہو کر شاد تو اس دنیے ہیں سواد کیا اچھے گا۔ بغیر منگے وہ دین ہمارا ہے، نہیں دیا بی کس کوں کیا چارا ہے اس کی لوڑ دوڑنا۔ اپنی خوشی اس کی خوشی پر چھوڑنا۔ کسی پاس تے نمبد رسوں کوئی لیتا ہے۔ دین ہار اسوا بیچ دیتا ہے، اگر زوراں سوں کچھ لیا جاتا۔ تو کام اس جنا پر نا آتا۔ جکوئی کھوایا بندا، انے خدا پچ پر چھوڑنا دھندا، جکچھ دیا انے اس پر شکر کرنا۔ غرض خواری سوں پیٹ نا بھرنا۔ بڑا ئیں ہون دیتی طمع کی خواری طمع تی پوچھنا ہوا ئیں تو اسے کیا دھاڑ ماری۔ جکوئی مرد ہے وہ بے طمع بڑا ہے سہا اس کا خاطر جمع۔ دنیا دو دیس کی ہے، تھوڑے پر بی گزرتا ہے، بھوت پر بی گزرتا ہے۔ وے جکوئی مرد ہے وہ عزت پر نظر کرتا ہے۔ جیو ہے کیچ اڑکے کسے ایک کسے چار آخر وقت کوں برابر ہیں سکیں ہور دنیا دار، اگر کوئی حق دوست مومن راست اچھے گا، اس وقت ملک دنیا دار تی مسکین کا مراتب

زیاست لچھے گا۔ مرد کی نظر ہمت پر ہے، مرد کی نظر عزت پر ہے، مرد کوں مرد جانے، مرد کوں مرد پچھانے۔ بھوت کا تا کرنا ہوس، عزت سوں جتنا لیا اتناچ بس بے عزتی پر آئے تو لئی ملتا لئی ملایا جاتا۔ دے مردان کے انگے دو مردارے مردار کوں کوں کھاتا، ہر ایکس پاس کوں منگ لیتا۔ منگیچ پر آئے تو ہر کوئی دیتا۔ دینا تو خدا کا دینا یا خدا کے خلیفہ کا دینا۔ باقی کیا بچارے، باقیاں کے پاس کیا لینا۔ انوں بی ہزار مشقت سے ملاتے کر اس۔ یو داس تلین کے پر داس، یو باندی تلین کی باندی۔ کیا ہوا جو اڑ کے ملا کرنا ندی۔ اگر کوئی جر بھوکے اچھے بانگے حیف نیں جکوئی اپنے جیسے پاس منگے۔ مردار بی بڑی جاگا تی کچھ لے سکتے ہیں، مردار بی کسے کچھ دے سکتے ہیں، عزت خدا کوں آیا، عزت رسول کوں آیا، عزت مسلماناں کا مایا، جو عزت کوں سمجیا نے خدا کوں پایا۔ اس معنی پر یو آیت آئی ہے، مصحف میں جداں تی ایچا ہے دین، کہ واللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین، جکوئی ہر ایک پاس تی کچھ منگ لیو ہر ایک جاگا سر نوائے نھنے تھے سو اس پر بڑے ہوئے، اتاں اسے بڑائی کاں تی آئی، ایک سر ایتیاں کا بھار، کس کس کا وچارے گا اپکار۔ ایک صاحب چھوڑ اتنے صاحب کیا، وہی صاحب اس کا جنے اس نے کچھ دیا، ایسے کوں دھیان کہاں، ایک صاحب پر ایک پچاس صاحب کا ایک نظر دیسے کوں ایسے باتاں کا کچھ عار نیں۔ ایسے کا ایک جاگا پر ایمان قرار نیں، ماٹی میں جا ننگ نام، ایسے آدنی کو بیکاں سوں غرض پیکاسوں کام، عزت حرمت کی کیا ہوس، پیسے ہاتھ میں آئے تو بس۔ کوئی برا کہو یا بھلا، تلین سونڈی گئے ہور لکھند[ع۱]۔ کلا۔ دل قرار رکھ عاجز نکو ہو نیٹ۔ اگر ماٹی لے گا تو بی بڑی ڈھیگ پر ہاتھ سٹ۔ خدا، گھٹ گیا ہے۔ کاہے کوں گھٹنا، جیو گیا تو بی ہمت نہ سٹنا، مردان جیو کے طمع تی بی جیونے میں مر گیا

ع۱ اکھند۔

بی مارے اُٹھے ہیں۔ اپنے نیم تی نہ جانا، ہور بی بات ہلانا، بڑا ہوا بڑے کام پر اختیار اچہ، دنیا یکدم کا جینا ہے، بے خبر نکو ہو، ہشیار اچہ۔ جس رضا سوں یاں لینا ہے۔ اس رضا سوں واں خدا کوں جواب دینا ہے۔ یہاں تیری ہمت کا ہوا اصول، وہاں تجے خدا کیوں کرنا قبول۔ یہاں تجہ کا کام نیں کر گیا خام، وہاں بی توں اچھوں لگی ہے کام، یاں کی آرزو رہیا تنگ دل، وہاں بی لگی جاگا ترسیگا دل۔ بُرا ہے عورت ہور سینے کا درد، جکونی یاں اپس کوں سنبھالیا سو بڑا مرد عورت کی بات عشق ہے، پیغمبراں پر گزریا ہے۔ بہر حال۔ پرایا مال تو کیا اچھے گا کہ کوئی اس پر کرے گا خیال۔ داڑی موچھیاں آیاں تو کیا مرد ہوئے۔ چار عورتاں بیاہیاں تو کیا مرد ہوئے۔ ایسے مرد عورتاں سے نپٹر را سک راس۔ ایسے مرد کیے کے بچاس، خبردار کہواتے اور بے خبر بچ، صورت آدمی کی اور سیرت کچھ کا کچھ یہاں گیان کوں بہوت بڑا اجنجال ہے، آدمی ہو کر آدمی کوں سمجنا تمام اشکال ہے، بارے رقیب بے نصیب کا طمع تی سینہ گیا تھا چکلیا، نظر کے حضور ہوں میں تی یوں بکلیا کہ تیرے باتاں سن میں رہا ہوں آس کر۔ اتال جوں توں کہا تیوں سنا راس کر۔ بیت

سنیکا چٹ برا ہے آدمی کوں
کہ غم کرتا ہے سب بے غمی کوں

نظر جواب دیا کہ اس کسنے کی ترکیب کوں کچھ کچھ دارواں کا موہوب درکار ہے، معدن اس دارواں کا دلربا شہر دیدار ہے، ہور گلشن رخسار ہے، رقیب بدبخت بے نصیب بولیا اگر سنوار اس کرنا میسر ہے، تحقیق ایسے ہے تو بہتر ہے، دلربا شہر دیدار ہور گلشن رخسار بھی نزدیک بلکہ نزدیک تر ہے۔ خدا قادر ہے جو کچھ تو منگتا سو سب حاضر ہے۔ ہمیں تمیں مل کر جائیں، جو کچھ ستیدی بونا شہر دیدار تی لیائیں نے بی کہا خوب، اُنے بی کہا بہوت خوب، مطلب پر آیا مطلوب

زباں بک تھی دونوں کا دل جدا تھا
سمجھا حال ان کا سو خدا تھا

رقیب بدبخت، گمراہ دل سخت، ہور نظر دل کا دولت خواہ، دونوں مل کر ایک دل کر۔ دلربا شہر و بدا کے اودھر چلے، دل میں کوڑ کپٹ موں پر دونو بھلے۔

اگر کوئی مرد ہے یا استری ہے
دنیا میں سب دغابازی بھری ہے

مصلحت سوں چلتا دنیا کا کارخانہ۔ کیں سچا بول، کیں جھوٹا بہانہ، دلے جھوٹے کوں سب کوئی پتیاتے، سچے کی بات کوئی خاطر نیں لیاتے۔ جھوٹا دنیا میں بھوتیچ بھاتا، سچے کوں کتے کچھ کام نیں آتا۔ جھوٹا نیں ہوی سو بات کاٹے جھوٹا دو ہیں عداوت پاڑے۔ جھوٹا کافر بے ایمان، جھوٹا بدبخت بدگمان۔ جھوٹے کی بات کوں نیں کچھ بند جھوٹا بچیاں کے گرشاں کا اسپند۔ جھوٹے کے منہ میں دائم گند جھوٹے کوں کیں عزت دیں جھوٹا کافر محمدؐ پیغمبر کا امت نیں۔ حضرت کہے ہیں یو سچ نبی کے کرو، الکذاب لا امتی۔ جھوٹے کوں لاٹنا، جھوٹے کی جیب پھاڑ کر کاٹنا۔ جھوٹا شیطان کا سالا۔ جھوٹے کا دین دنیا میں منہ کالا، جھوٹا اپنے دل تی باتاں جوڑے، جھوٹا لوکاں کے گھراں پھوڑے، جھوٹے کی میں کیا کہوں بات، خدا پناہ دیوے جھوٹا ہے شیطان کی ذات، سچے کوں ہیچ کتے، کچھ کا کچھ کتے، سچے کی باتاں کوں کون سچے کوں کتے یو کیا جانتا سچے کوں سچا جانے، جھوٹا سچے کوں کیا پچھانے، اسچا جھوٹے تی دغا کھاوے، سچے کوں جھوٹے کی صحبت کام نا آوے۔ شیطان تی ڈرے نیوں جھوٹے تی ڈرنا، جھوٹے کے موں پر لعنت کرنا۔ بیت

جھوٹے تی کام نہ آسی بڑا نکامی ہے
جکوئی جھوٹ کتا بھوت وہ حرامی ہے

سچے پر ہنستے مسخریاں کرتے، سچے کوں اڑاتے، سچے پر بول لال دھرتے، سچے ہیں نیں ہے جھوٹی بازی، سچے سوں خدا راضی، بعضے ناپاکاں پیغمبر کوں بولتے تھے کہ یو دیوانہ ہے ساحر ہے، یو بات چھپی نیں ہے ظاہر ہے، اتال دسریاں کوں بولے تو کیا عجب، اس جاہلاں کی ذات نیچ ایسی ہے سب کہ حدیث ہے کہ الصدق ینجی والکذب یہلک، سچے کا دل پاک جھوٹے کے دل میں ٹنک، یعنی جھوٹ ہلاک کرتا ہے، اور سچ دیتا ہے نجات، یو رسول نبی آئی سو ہی بات خدا نہ روزی کرے اہل کوں نااہل کی صحبت، یو بھوت بڑا عذاب یو بہوت بڑی محنت۔ یا عاقل سوں بیٹھنا ایل، یا محبوب سوں لانا دل، جکچھ ہوئے حاصل یا یکیلے اچھنا ہور یا اپے کہنا ہور اپے سننا اپے ہیں، یہاں بی حدیث ہے کہ السلامۃ فی الوحدۃ والافات بین الاثنین، یعنے اکیلے اچھنے میں سلامتی ہے اکیلے اچھے تو گیان کوں بل ہے، جہاں دو تین ملے وہاں بڑا کچاٹ وہاں بھوت خلل ہے۔ دانا کی گھٹ کچھ ہور ہے، نادان کی ہٹ کچھ ہور ہے فارسی میں کتا ہے، صحبت کہ بعزت نبود دوری بہ۔ جاں عزت نہ اچھے گی واں کیا سواد دیوے گا بیٹھنا، یوں بی کتا ہے مصرعہ "اے وائے بران صحبت نادین دلادہ" جکوئی دانا ہے، ہر سچ یو بات کچھ پایا، کچھ سمجھیا، کچھ سنیا، نادانان میں بیٹھ عبث بولنا عبث سننا اوقات ضائع کرنا دانا کا کام نیں، دانا کوں ہر گھڑی ہر جاگا ہزار کام ہے، ناداں کوں کام نیں۔ یو عمر ایسی نیں جکوئی اسے گنوا رنے، ہو لعب کر جانے۔ کام کے آدمی کوں یاں کام کرنا ہے۔ کیا کام ہے سو کام کرنا ہے۔ تنہائی دانا کا خلاصہ ہے، تنہائی دانائی کا قاصد ہے، تنہائی میں دانا کوں بہوت حاصل ہو تنہا دیسچ رہے جکوئی واصل ہے کامل ہے۔ نادان تی ایک تل تنہا رہا نہ جاسی نادان کوں ہرگز تنہائی نہ بھاسی۔ اگر توں دانا ہے نادانان سوں نکو مل۔ خلل میں پڑیگا

دل، کام بھوت ہوئے گا مشکل۔ گدگرا ہوے گا تیرا صاف پانی، جمعیت تیری ہوے گی پریشانی، تھنے عقل کے آدمی سوں بڑے عقل کے آدمی نے بہوت بات کیا تو بہوت زیاں ہے، اس کی بی عقل نھی ہوتی بڑی عقل کوں نقصان ہے شربت میں نمک گلاے تو کیا سوا د دے گا، گلاب میں چھاچھ بھاے تو کیا باس لیوے گا ایسے سوں بات کرنا جس کے بات سوں اپنی بات کوں کس چڑے، بات قوت پکڑے بات کوں رس چڑے، بڑی عقل میں نہیں ملے تو یوں ہے خانجی جوں شراب میں تاڑی جوں دودھ میں کانجی، فارسی میں بی دے ہیں دانایاں نے یو بد: فرد۔

پسر نوح با بداں نشست　　　خاندانِ نبوتش گم شد

عاقلاں نے اول تی باندے ہیں یو قاعدہ، نادان سوں تھوڑی بات بولنا بھوت فائدہ، دانا نادان کی صحبت سوں بیزار ہے۔ دانا کوں نادان سوں بولنا عار ہے، جوں فرزق کتا ہے، مصرعہ: کہ تا من باشم سخن با احمق نکنم۔ عارف بغیر کون گزار سکتا یو جشنم جنے دانائی کا لذت پایا، اسے نادان کا صحبت ہرگز نہیں بھایا۔ القصہ دو رقیب ناپاک، یو نظر سینا چاک، اس مصفا دلکشا قامت کے بستان میں، ایسے نادر مکان میں، بارے دو تو آے، دیدیاں کوں دودتی شہر دیدار کا تماشہ دکھلاے۔ بیت

خدا مراد دیتا اس کوں جس کی ہے ہمت عالی
عجب ہے اس وقت اس آدمی کی خوش حالی

قامت جو نظر کوں رقیب کے سنگات دیکھا، چوری سوں اس کے احوال کی بات پوچھیا۔ فرد:۔

چھپے کچھ رمز ہور نزدیک اغیار　　　انکھی سوں بات کرنا عاقل ہیں ہشیار

نظر اپنا قصہ قامت کوں بولیا، ہمت نے مکتوب لکھیا تھا سو قامت کے آنگے کھولیا۔ قامت اس مکتوب کا مضمون خاطر لیایا۔ بہوت محظوظ ہوا، بہوت خوشی میں آیا۔ قامت کوں یک غلام تھا، نسیم ساق اس کا نام تھا۔ اسے بولیا کہ نظر کوں کدھر تو بھی پنہاں کر اجیو دان کر مشکل اس کا آسان کر کہ رقیب جتنا ڈھونڈے تو بھی اسے کہیں نا پاوے، رقیب کے ہاتھ میں نظر پھر نا جاوے، رقیب کے ہاتھ تی نظر دیکھیا ہے بہوت جفا، ہمنا تی اسے پوچھ نفا۔ بیت:۔

مرد وہ جو اسم اپنا اچاوے
کہ جوں تیوں کچھ کسی کام آوے

قامت تی خوبی کی علامت تی یو بات سن نسیم ساق غلام نے دل کے آرام نے نظر کوں فرش فرح بخش کے آسرے چھپایا، جیکوئی نہ پاوے اسکا پایا فرد:۔

خدا نہ روزی کرے کس کوں بند و بندی کا
خبر خدا چہ لیوے اس بچارے بندی کا۔

رقیب دیکھتا ہے جو نظر نہیں، جدہر دھونڈتا ہے بی کدھر نہیں۔ کہیا سنا راس کرتے سو دھتیا رہے ہیں، لیسے دھتیا رہیا کوں تو چہ لوکاں مارے ہیں دنیا میں کوئی سنا راس کرتا، ہمیں عبث کئے تھے سنے کی آس اتا۔ سنا یوں ہوتا تو سب کوئی کرتے، یوں کی لوکاں بھوکے مرتے۔ تو جیوں کوں جیوں دینا ہور سنا راس کرنا۔ جاں ایسی بات ہوئے واں بہوت ڈرنا۔ خدا کا عالم ہے نا تو نا ٹھا جائے۔ دے ہمیں تو اس طلب تی بھیت ادب پائے۔ نظر آخر گیا اپنے قول پر بن رہیا، دغا دیا، دغا باز تھا دغا بازی کیا۔ اس کا مکر اسے نہ تھا فام نے تو کیا اپنا کام۔ فرد:۔

رقیب بند کیا تھا سو بارے بندتی ٹٹیا
ہوا خلاص بچارا یو اس کے بندتی چھٹیا!

رقیب گمراہ، رو سیاہ، حیران پریشان، سرگرداں، فکر میں جو کیا، عقل تی گریا آخر کچھ تدبیر میں دسی لاعلاج ناخوش ہو کر اپنے شہر ادھر پھریا۔ فرد :۔

امید سٹ کو رقیب آج ناامید ہوا
خدا کیا جو نظر پر نظر پو بھید ہوا

نظر رقیب کے ہاتھ تی خلاصی پایا، خوش ہو کر بھی قامت کنے آیا، دل کا مدعا کھولیا، بولیا۔ کہ تیری ہمت تی تیری دولت تی رقیب کی محنت تی آسودا ہوا، تیری مہر، تیری مروت کا مجھے آزمودا ہوا، توں مجھ پر لئی شفقت لئی پیار کیا مجھ پر توئی ایکار کیا۔ یہ کام کرنے تو نچ سکے، خدا تجھے سلامت رکھے، مجھے لگیا ہے شہر دیدار کا خیال، اب رضا دے اتال، بہوت ضرور ہے یو کام۔ یو ضرور میرا خدا چہ کوں تمام، قامت کہا اے واللہ بسم اللہ، بصحت و سلامت خدا، تجھے تیری مراد کوں انپڑا دے، جکچھ تو منگتا سو خدا تی پا دے۔ بیت :۔

دنیا میں رل کر بچھڑنا یو بہوت مشکل ہے
لگیا ہے دل ستی دل مل رہنچہ پر دل شے ہے

بہوت استقامت سوں، نظر قامت سوں وداع ہو کر، تسلیم کر کر سر پر بات دھر کر، اپنے ٹھارے ہلیا، چلیا۔ سو دیکھنے شہر دیدار کوں اس رنگ بھرے گلزار کوں اس لطافت کے لالہ زار کوں، اس نوے روپ کے نو بہار کوں، لذت سب محبت ہور پیار میں ہے، جسے سواد کتے دیدار میں ہے۔ بیت

جکوئی عاشق ہے اس کوں ہوا بلا دیدار
کیا دلاں کو بچپانیاں کے بھلا دیدار

عشق دیدار تی بکڑتا زور، عشق کوں دیدار تی لذت ہے کچھ ہور۔ جن عاشق نے سمجھیا ہے کچھ عشق کی گت، جوں توں اسے دیدار بہوت ہے غنیمت دیدار دیکھے تو دل میں آتا پیار۔ دیدار دیکھے تو دل کوں ہوتا قرار، عاشق جو منگتا اپنا پیو۔ دیدار کی خاطر دیتا جیو۔ یار میں لطافت ٹھاٹرے ٹھاٹ ہے رے جلکچھ ہے سو دیدار ہے، دیدار سب خوبی کا سنگار ہے، دیدار دیدیاں کا ادھار ہے، دیدار سحر، منتر، ٹوٹا، عاشق کوں دیدار ہونا، جو عاشق دل معشوق پر وار دیا، آخر دیدار دیدار کوں پکاریا، خدا کا بی دیدارچ دیکھنا ہور وہاں بی کچھ جھلکا یچ دیکھنا ہے، دیدار دیدے ہور دل کا آرام۔ عاشق کوں دیدار یچ سوں لگیا ہے کام۔ دیدار میں حُسن جلوہ دیتا ہے، دل لیتا سو دیداریچ لیتا ہے۔ دیداریچ کی لذت دل پر یو بلا لیاتی، دیداریچ کی لذت دل کوں اس بلا میں بھاتی بہوت گر اسیچ تی حُسن کوں چھپاتے ہیں، بہوت قید کر محافظت میں لیاتے ہیں۔ اگر حسن سب بے شک نکلتا بھار، عاشقاں میں ہوتا ٹھاٹرے ٹھاٹ رخونا خون، مارا مار، حسن آفتاب ہے، پردے میں تی اجالا پاڑے، حسن کا حکم لاجواب دل میں تی عشق کوں میدان میں کاڑے، اگر حسن پر پردا نا کرتے، تو ایک عاشق نا جیتا سب لڑ لڑ مرتے۔ جاں لے اور غیر ہوا، وہاں حسن پہ پردا ہوا سو بہوت خیر ہوا، جس کا حُسن اسم ہے، بہوت بڑا طلسم ہے، اس طلسم تی کوئی چھوٹ نیں سکیا، جکوئی جڑیا سو ٹوٹ نیں سکیا، عشق کے دریا کا طوفان سو حُسن، عاشق کا دین ہور ایمان سو حُسن۔ حسن کوں اپنے تئیں چھپانے نیں آتا، سب میں اپس کوں دکھلاتا۔ چھپاتے چھپاتے ہزار پردے پھاڑیا پردے میں تی اپس کوں بھار کاڑیا، خوبی کیا چھپی رہتی ہے محبوبی کیا چھپی رہتی ہے جکوئی خوب ہے اسے اپنی خوبی چھپانے نیں بھاتا، خوبی چھپانے خوباں کوں ہرگز نیں آتا، ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی خوبی کوں دیکھے، ہر کوئی منگتا ہے کہ اپنی محبوبی کوں

دیکھے۔ خوبی خوب ہے دکھلانے خاطر، نا کے چھپانے۔ خاطر، ایس کوں اپے دیکھ کر حسرت کھانے خاطر۔ وے بعضے خوباں خوبی اپنی کسے نہیں دکھاتے ہیں، جتنا سکے ہیں اتنا اپنی خوبی کوں چھپائے ہیں، حسن کو نیں چھوڑے جو پھرے بازار ے بازار، حسن کوں قید کیئے ہیں، ٹھارے ٹھار، انو کا ریشا کس کی نظر میں پڑیا سریچ انو کو خدا نے شرم سوں گھڑیا، اصیل عورتاں اپنے مرد بغیر دوسرے مرداں کو اپنا حسن دکھلانا گناہ کر جان تیاں ہیں، اپنے مرد کوں ہر دو جہان میں اپنا دین ایمان کر پچھان تیاں ہیں، بجوں خدا کوں مانتے تیوں اپنے مرد کوں مان تیاں ہیں۔ جو مرد راضی تو خدا راضی رسول راضی، جو مرد راضی تو دین دنیا میں عورت کی سرفرازی جسے نخریاں میں انکڑی، مرد کا دل ہاتھ نیں پکڑی۔ اپنی چاترائی، کچھ فام نیں کی۔ نکامی کچھ کام نیں کی، وہی عورت بھلی جو کوئی مرد کے کہے ہیں چلی۔ بیت

سٹیا ہے غم نے عداوت طرب عزیز ہوا

نفا دیا ہے بشارت جفا یو چیز ہوا

القصہ بارے ہزار مشقت سوں۔ ہزار محنت سوں، شہر دیدار کوں آیا نظر کا جیو بہوت خوشی پایا، اس شہر دیدار میں دیکھیا رخسار، عجائب گلزار، مگر نوی بہشت پیدا کیا ہے پروردگار، جھاڑاں ڈالیاں سب پھولاں سوں بار، پھولاں سب نادر سب اچنبا سب اونار۔ بیت :۔

صفت اس باغ کی گر کوئی سنا دے

عجب کیا رشک جو جنت کوں آوے

مقبول وہاں ہر پھول پھلتا، پائیں بات جیو بہلتا، عاشق دیکھ وہاں جو کھوتا ہر پھول میں لاکھ طلسم لاکھ ٹوٹا، رنگ اس کا کرے انکھیاں سوں ہم آغوشی باس اس کی تمام دارو گے بے ہوشی۔ طوبیٰ سوں دعویٰ کرتی ہر جھاڑ کی ڈالی، اس

تا وہ پھولاں سوں بھریا ہے چمن کیں نہیں خالی۔ عاشق ہوا سو بجھیا یو مانا جنے یو پھول دیکھیا سو ہوا دیوانا، عاقلی پڑی، دیوانگی کھڑی، ہشیاری اُتری، مستی چڑی، کیا لطافت کیا ناز کیا چھب، جنے یو تماشے دیکھیا انے بھی رہا عجب عجب، کمر کوں دیکھیا کہ بال تی باریک، دیکھتے وقت نظر ہوتی تاریک

نظر حیرت تی یاں گم ہو کو جاوے
کمر دستی نہیں کیوں بات پاوے

موڑتی ہیں کیوں پکڑے بچارا، جدھر دیکھے ادھر باؤ بارا، نظر کوں ایسے جا گا پرتی گزرنا بہوت مشکل ہوا۔ نظر حیران پریشان فکرمند بے دل ہوا، بیت

نظر کوں ٹھار نہیں کس ٹھار جاوے
وقت مشکل خدا کچھ کام آوے

نظر خوار آوارا۔ کچھ نیں دستا چار، عاجز ہوا بچارا۔ قضا یوں ہوا خدا کا رضا یوں ہوا۔ جو دیس میں حسن نار، او نار خوش دیدار خوش گفتار خوش رفتار، دیسیاں کا سنگار، دل کا ادھار، پھول ڈالی تی خوب لٹکتی چلنے میں ہنس کوں ہٹکتی، رادیں تے میٹھی بولی بات، آواز تی قمری کوں کرے تہ بات، کنول کے پھول کے پنکھڑیاں جیسے ہات، چمن میں پھول شرم حضور لاج تی آسمان پر چڑھے چاند سورج مست ہتی تی مغرور ماتی بھاتی۔ کسے خاطر نیں لیاتی۔ بال جانو کالے ناگ، گال جانو عشق کی آگ، بیت

یو موہن دھن عجائب موہنی ہے
سورج اس کے درکا درسنی ہے

جوبن الماس تی گھٹ ادھریا قدرت تے اعلیٰ نپٹ۔ اس کیاں انکھیاں جانو للے، جانو شراب کے پیالے۔ دانتاں دیکھ موتی کے پیالے۔ گھڑی گھڑ

پھرتے دیوانے۔ بیت :۔

عجب پری ہے سو اس پر جو جو ر عاشق ہو ر
مسیح دیکھ کے گم ہوتے سو ر عاشق ہو ر

سو اس دلربا نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، چتر چو سار کوں ایک سہیلی تھی بہوت چھبیلی تھی، رات رنگیلی تھی۔ ناؤں اس کا لٹ، سانولی نیٹ، رنگ کو تکلا نی گھنگر والی، قامت کے گلزار کا، ہور شہر دیدار کا، تماشا دیکھتی تھی جا بجا دیکھتی تھی، آب و ہوا دیکھتی تھی، تماشے سوں جیولائی تھی، آسائش پائی تھی سو اسو قت دھوپ کی گرمی تھی، اپنی نرمی تھی، قمر کے چھاؤں تلے آئی تھی۔ آپس میں یکا یک نظر پر اس کی نظر پڑی، بیٹھی تھی سو چک کہا ٹھ کھڑی :۔ بیت ۔

آشنا آشنا کوں جانیا نیں
آشنائی کوں کوئی پچھانیا نیں

نظر کوں پوچھی تو کون کدھرتی آیا، اس باغ کی خبر تو کیوں پایا، تیرا خاطر نیں جمع، تجھ میں بہوت دستی طمع، پریشان سا دستا، حیران سا دستا، کچھ گنوالیا تیوں دستا، کسی کی چوری کیا تیوں دستا۔ دونوں حیراں دو نوں سرگرداں سکتے نیں ہیں ایکس کوں ایک پچھان۔ نظر کی ماں تھی ہندوستانی، سیاہ پیشانی، باپ تھا ترکستانی، لٹ سوں لٹ پٹ ہو کر۔ یار نیٹ ہو کر، آشنائی و ہم شہری کا اظہار کیا اس وقت بارے اپنی دستگیری کوں شمار کیا جیب لگا کر بالیں بال۔ بولیا اس کنے سب احوال۔ بیت :۔

ہر عاجز ہو ہر کسے آتی!
کہ خدا کوں بی عاجزی بھاتی

کہ یاں لگ آکر یوں ٹھہر یا ہوں، کیا کروں تدبیر نہیں اڑیا ہوں۔ پو

پل صراط کی باٹ ہے ۔ بہوت یاں آٹا آٹ ہے ، ایتا کچھ مجھ پر کھڑیا، دسے ایسا مشکل مجھے کیں نیں پڑیا ۔ لٹ کوں اس کی پریشانگی پر اس کی حیرانگی پر اسکی سرگردانگی پر مہر آئی ، اسے گلے لائی ، کہی لے بھائی ۔ خدا ہے کچھ غم نکو کر ، خوش اچھ خدا کوں نکو بسر ، تقوا کم نکو کر ۔ یو بول بول لٹ بہوت یعنی بہوت بڑی ، وہاں تی پیچاں کھاتے کھاتے کمر پر چڑی ۔ وہاں تی دو چار تار سٹ نظر کوں کمر پر لیائی ۔ کہی اتاں تیری خوشی کدھر جاتا ادھر جا بھائی ۔ نظر لٹ کوں بہوت بھلی کر جانیا ، بہوت اس کا اپکار مانیا ، ہمت منگیا رخصت منگیا لٹ نے پیار سوں اپنے لٹ میں تی چیٹ کاڑ کر تھوڑے دی بال ، کہیں تجے کام کچھ مشکل پڑے تو یو آگ پر جال ، ہیں حاضر ہوں گی اس بھار ، پیلا ڑکام کرنہار پروردگار ۔ فرد :-

خدا کا کھیل کچھ سب تی جدا ہے

جسے کوئی نیں مدد اس کوں خدا ہے

رم کیا ، خوش ، اس وقت پر بہت بسر نکو ۔ لٹ سوں وداع ہو کر نظر وہاں تی شہر دیدار کے ادھر چلنے سر سوں قدم کیا خوش ہوا ہور غم کیا ، بارے پہنچ شہر دیدار میں ، رخسار کے گلزار میں عجائب نا در تھار میں آیا ۔ آسودا ہوا راحت پایا ۔ انکھیاں نرگس ، زلف سنبل ، رخسار لالا ، قد پھول کی ڈالی ، دہن غنچہ سو بال کا لالا ۔ جوڑا طاؤس گلا قمری ، بچن میں طوطی دکے ، تورے اتل بھونرا ، چال کبک ادھر عین شکر خورے مگلے میں چاروں طرف گو ہراں ۔ جانو میٹھے پانی کی ٹڑیاں ۔ انگلیاں پھنکڑیاں ، ہات کا پنجہ کنول ، جوبن سدا امرت کے پھل جدھر دیکھتا ہے ادھر خوشی ہور انند ۔ جدھر دیکھتا ہے ادھر ناز ہور چھند ۔

بیت ۔ نظر اپنی مراد کوں انپڑیا   تھا یوں بیداد دا د کوں انپڑیا

یکایک وہاں کتینک جبتی بچے نظر کے نظر پڑے۔ نچے کچے نظر کے نظر پڑے۔ جتنے اتنے بہوت سہانے، جانو تل بوتے اتینچ حسن میں ... چالی ایسی جیسی جن ہیں۔ اتنے وے سب فتنے۔ ہر ایک تیز تند، جانو شراب کا بند۔ چنگیاں تی گرم۔ ہم دل جالیں ہم جرم۔ صورت اس تل کا۔ جانو قطرہ زہر ہلاہل کا۔ بیت:۔

تل نہیں ہیں حسن کے دیدے ہیں
جیو لینے کوں بہوت سیدے ہیں

نظر پوچھیا کہ تمیں کون ہیں کیا نام دھرتے ہیں۔ کیا کام کرتے ہیں، انو بولے کہ حسن نار۔ عالم کے دلاں کا آدھار، دلربا شوخ چشم دل شکار جبتی ہور زر بگھارتی۔ جہت پیارتی ہے سکتے، سو ایک تل دھرتی ہے، وہ تل۔ آفت ہے بلا ہے، عاشقاں کے دلاں میں اس کا غلبلا ہے سار لوٹتے دا ایک، جیو کا جھونٹے مار دل کا چور یا یک۔ عاشقاں پر کرتا ظلم، سب عاشقاں ہو گئے بہا حیران ہور گم۔ جس عاشق کو انے ماریا وہ عاشق بکیں داد منگیا، بکیں پکاریا۔ بہوت چھیلا، بڑا ہٹیلا۔ ہمیں سب اس کے غلاماں ہیں۔ عاشقاں کے دلاں کے داماں ہیں۔ اس باغ کی نگہبانی کرتے ہیں، چمنے چمن پانی دیتے پھرتے ہیں۔ جھاڑ پات پھل پہاں کا ہے ہمارے حوالے، پو پھل جھاڑاں سب پانی دے دے ہمیں پالے، بیت:۔

دو آشنا یو بچھڑ کر ہوے سو بیگانے
انکیں سوں ایک مل انکیوں ایک نیں جانے

دے نظر کوں ایک بھائی تھا بہوت خوش فام، غمزا اس کا نام، انہیں بن بیچ جدا پڑیا تھا، ایسا کچھ قصہ کھڑیا تھا: آخر حسن کی خدمت لے روزی

ہری غیر وزی ہوتی ، بیت :۔

جکوئی کام کوں چاہتا ہے کام پر اچھپتا

وے وو کام ہوے لگ بھی بہوت ڈر اچھپتا

القصہ تضارا یوں ہوا جس وقت کہ نظر رخسار کے گلزار کا نظارا کرتا تھا دل پارا پارا کرتا تھا، خدا کیا کریگا، کر استخارہ کرتا تھا، غمزا نرگس زار میں اس عشوباں کے گلزار میں مست بھرتا تھا۔ وے شعور دھرتا تھا۔ سب بھار نظر کرتا تھا۔ نظر کوں نظر سوں دیکھا غمزہ نیں پچھانیا۔ کوئی بیگانا ہے کر جانیا، ترفڑا اُٹھیا اپنا لہو آپ ہی گھٹیا، ہور لہوا اس پر اُچایا، کہ تو کون ہے، کیوں اس باغ میں آیا غمزا مست، غصے سوں ہمدست، نظر کوں مارنے خاطر نظر کی انکھیاں باندیا، تن پے کے کپڑے اتاریا، منگتا تھا کہ مارے وہیں ماریا۔ کچھ دل میں بچار ریا، ہمیں بن میں نظر ہور غمزے کی ماں نے کچھ فکر کی تھی دونوں کوں دو لعل دی تھی بازو کوں باندنے، ہور محبت سوں ناندنے، دنیا کوں کیا بتیاتا ہے کہ ایک وقت ہے زمانا ہے۔ کچھ ہونے تو ایکیں کوں ایک پچھانے ہکیں کوں ایک جانے، غمزے نے نظر کے بازو کا دو لعل پچھانیا، جانیا کہ یو تو اپنا بھائی ہے۔ ایسیں ہور اس میں کیا جدائی ہے، بہوت رویا گلے لایا، بہوت عذر خواہی کیا۔ بیت

جکوئی بچھڑے بچھیں پھیچ ملنے پاتا ہے

خدا ملاتے کوں منگتا تو یوں ملاتا ہے

بولیا یو قضا کیسے تھا قام، خدا کے ایسے ہیں کام، بہوت عزت سوں بہوت حرمت سوں، غمزے نے نظر کوں اپنے گھرے کر گیا۔ دلاسا دیا۔ جوں تواضع کرنا تھا تیوں تواضع کیا۔ القصہ حسن نار نے گلعذار نے۔ انکھیاں کے سنگار نے دل کے ادھار نے سنی کہ جو غمزے کا بھائی جو بہن بن تی بچھڑیا تھا سو لیا غمزو

کے دل کا غنچہ جوں پھول کھلیا۔ بیت

جکوئی طالب ہے اس کو طلب اپڑتا ہے
طلب میں ثابت ہوتا ہے تو سب اپڑتا ہے

حسن تار چتر چو سار، صاحب صورت، صاحب دیدار۔ دسری دیس غمزے کوں بلائی، کہی میں سنی ہوں کہ بہوت دیساں پھریا تھا سو ملیا ہے تیرا بھائی، کیا نام دھرتا ہے کیا کام کرتا ہے، غمزا بولیا کہ میرے بھائی مرد ہے باخبر، بولی کہ کیا ہنر جانتا ہے۔ بولیا کہ لعل، مانک ہیرے رتن خوب پچھانتا ہے۔ بیت۔

خوبی اچھتی ہے خوب کے سنگات
خوبی آدمی کتے ہیں خوب بجھ بات

حسن ناؤں دل بہور دلدار۔ جیو کے ادھار کے پاس بڑے مول کا بہوت تول کا عجب ایک جوہر تھا کہ کسی بادشاہ کے خزانے میں دیسیا جوہر نہ تھا کہ جو پڑتا اس جوہر کا جھلک روشن ہوتے تول تلک۔ بولی کہ مرے دل میں بہوت دیساں تی یو تھا خبر لیتی تھی جا بجا، کہ کوئی مرد خاص پیدا ہوتے۔ جوہر شناس پیدا ہوتے کہ جوہر کوں جانے، جوہر کی قدر کوں پچھانے:۔ بیت

آدمی کوں آدمی کی طلب گر آئے — آدمی جیسا منگے وو دیسا پائے

بارے الحمد للہ ایسا جوہر شناس آدمی آیا۔ خدا نے اسے یہاں لایا، یو بات ہوتے پچھیں غمزے نے نظر کوں دسرے دیس حسن کے حضور لایا، نظر آیا۔ نظر کا رویش حسن کو بہوت بھایا۔ نظر کی نظر حسن پر پڑی، حسن کی نظر نظر پر کھڑی بسلام علیک، علیک السلام، جیو دنیا کا رویش تھا تیوں چلیا دنیا کا کام۔ بیت:۔

چتر تھا گیا بیگ مجلس کوں تھام — ریجھا کر لیا دل چتر کا ہے کام

حسن دہن، من موہن، جگ جیون، جس علم کی جہاں جوں بوجھی بات، نظر یوں ایک ایک بات کوں کہا سو سو دھات، چھبیلی نار، رنگیلی سحر کار، دو بات حسن ہوتی شہ مات، حسن دھن، خوش طبع، خوش فہم۔ جیو ہور دل کا آرام، بات تی دکھیا کا دکھ جاوے، موں دیکھنے دل میں خوشی آوے، خزانے دار کوں بلائی فرمائی کہ وو سنگ خوش رنگ تراشی صورت ہے، من مورت ہے جا، بیگ لے کر آ۔ خزانے دار بی بیگ دکھایا، جو صورت حسن دہن من موہن، منگی سو لے کر آیا دکھلایا۔ نظر کی جو اس صورت پر نظر پڑی حیران ہوا عقل گر پڑی۔ بیت

یو گوہر دیکھ کر گوہر پچھانیا
جو اس گوہر میں جوہر تھا سو جانیا

کہیا من ہرن مورت، یو آشنائی کی صورت مجھے بہوت بھائی دلے یہ صورت یہاں کیوں آئی، یو پاک صورت، اوتار مورت، مغرب ہور شام کے بادشاہ کی ہے، عالم تمام کے بادشاہ کی ہے، یو اس کی صورت ہے جس کے حکم تی زمین آسمان ہلے، صورت بہوت عاقل، اس صورت کے صاحب کا ناؤں دل۔ بیت :۔

صفت دل کی کیا لی حسن کے پاس
لگایا دل کی آخر حسن کوں آس!

نظر جاگا جاگ کے پردے کھولیا، چھپیاں چھپیاں باتاں بولیا۔ حسن یو سواد بھریا باتاں سن، یو کھریاں باتاں سن کچھ فکر دل پر لیائی دل پگھلائی۔ عاشق ہوئی دل پر تی اڑگئی دوئی بیت :۔

حسن پر دل بھلیا دل حسن اوپر
پڑیا اب کام مشکل حسن اوپر

دل پر عشق چھایا ناز نیاز پر آیا۔ حسن کوں دل کا لگیا دھیان، دل حسن کا ہوا پڑان۔ حسن کا ذکر ہوا دل، حسن پر دقت کام ہوا مشکل

غزل گفتن حسن از فراقِ دل

غزل

سہیلی یار بچھڑیا ہے مجھے وو یار یاد آتا
بسر نیں سکتی یک تل میانے وو سو مار یاد آتا

جہاں میں دیکھتی ہوں وہاں مجھے اسکاچ منہ دستا
دی بستا ہے دل میں وہ چہ ٹھارے ٹھار یاد آتا

مرے یو دیدے تا دیدے کدھیں ٹک دیکھیں گے دیدار
مجھے دیدار دے انگ مجھے دیدار یاد آتا

مری انکھیاں میں پھرتا ہے ترے مکھ کا خیال آکر
ترے رنگ روپ پر بھوے ترا رخسار یاد آتا

کھڑے قد کی بلا لیوں گی نظر بھر دیکھوں گی جس دیس
ترے نیناں ترے سیناں، ترا گفتار یاد آتا

سٹی ہوں سدھ میں اپنی کہاں کی بدھ رہے مجھ میں
نجھ خوشبوئی خوش لگتی نہ مجھ سنگار یاد آتا

ترے دیدار کا میں دھیان دل میانے پکڑ رہی ہوں!
مجکوں پھول خوش لگتا نہ مجھ گلزار یاد آتا

کھانا نیں بھاتا پانی نیں بھاتا، دل کی خاطر حسن کا جیو جاتا۔ بیت:۔

حسن پر اندھارا ہوا سب جہاں
حسن پر پڑیا ٹوٹ کر آسماں

عشق کے پھاندے سنبر طی، باتا نچہ من اس حال کوں انپڑی، گمان جو
اسے تھا سخت۔ پاؤں سوں پڑنے کا آیا وقت، عشق عاجز، عشق توانا، عشق
دانا، عشق دیوانا، عشق لینے رنگ میں آپ ہی کھلتا، عشق اپس پر آپی بھلتا،
عشق کے چلے کوں سنبھالے، عشق جیند، عشق بھان عشق دین عشق ایمان، عشق
حاکم عشق سلطان، عشق تی روشن زمین عشق تی روشن آسمان، عشق تی روشن ہر دو جہان
عشق تی عاشق مغرور، عشق تی معشوق نے پکڑی ظہور، عشق روشن سب میں بھرپور
عشق اجالا عشق تھے عاشق ہور معشوق کے من کا مایا سو عشق۔ اس دونوں کوں دھندلایا
سوں عشق، ہلاک ہو کر غم سوں، جسکوں ایک بھلاتے ہم سوں۔ کیا رس، کیا نار، عشق
میانے میان آیا بچھیں کہاں کا قرار، عشق لگے بغیر دل لگتا نیں، عشق کا لذت ایسا ہے
جو ہرگز دل بھکتا نیں، عشق میں جتنا دکھ عاشق کوں اتنا سکھ، جاں دو جیو
ہوتے ہیں راضی واں دل کی کھلتی ہے بازی، جیو کے دریا میں پیار کا طوفان ماریا
کنے دل جیتیا کنے دل ہاریا، عاشق اپنے کوں سنوارتا کہ تا معشوق دیکھے معشوق
کوں خوش آوے، معشوق کوں بھاوے۔ معشوق اپس کو سنوارتی کہ تا عاشق
کوں رجھاوے عاشق کا دل بہلاوے، عاشق کو اپنے پھندے میں پھاوے
معشوق ناؤں ہے، وے معشوق میں بی تمام عاشق کی صفت ہے، عاشق ناؤں
ہے وے عاشق میں بھی تمام معشوق کی گت ہے، عاشق معشوق دو نام وے
دونوں کا ایک کام سب کوں ایک وضا سوں گھڑے، وے ناؤں جدا پڑے
عشق ایکچ ہے جو دونوں جاگا جلوا دیا ہے، کیں ناز کی صورت پکڑیا کیں اپس
کو نیاز کیا ہے۔ ایک عشق ہے جو دونوں کوں بے آرام کیا ہے، ایک عشق ہے جو
دونوں کوں بدنام کیا ہے۔ ایک عشق جو اتنے کام کیا ہے دونوں بی عشق پر عاشق ہیں
یوں کوں تمام کیا ہے، عاشق روتا معشوق بی روتی۔ عشق کی بات گھر گھر ہوتی

معشوق اپنی مشتاقی دل میں چھپاتی، عاشق کی بے تابی ظاہر ہو آتی۔ عاشق اقبالا بہت گرم، معشوق کوں حائل ہوتی شرم، اپس کوں ایچ بھاتا، اسکوں ایچ لگ جاتا۔ فارسی میں کتا ہے کہ بیت :۔

عشق است بسکہ در دو جہاں جلوہ میکند
گہ از لباس شاہ گہ از کسوت گدا

عشق کدھیں صاحب کدھیں غلام، ایک شخص کے یو دو نام، عاجزی اور مستغنائی، یو ایک صفت ہے عشق کی جو دو صفت ہو آئی، اگر تو بی عاشق ہے تو یو صفت سمجھ رے بھائی، بارے حسن رہن جیو کا جیون عجائب رتن گرد غنچہ دہن، نظر کوں خلوت کر گھر میں بلائی۔ نزدیک بسلائی، عشق سوں سینا جالی، انکھیاں میں انجوں ڈھالی، سبحان اللہ یو عشق ہے اگر یکیکے دل کوز یر و زبر کرے گا۔ پانی کوں خون جگر کرے گا تو آخر دسرے کے دل میں بی گھر کریگا۔ آگ ہے جالیگا اثر کریگا، ہستی بخشیگا بے خبر کرے گا۔ بیت۔

عشق تی عاشقاں مراداں پائے!
عشق آخر مراد کوں انپڑائے

رموز راز ہوے گا۔ ناز نیاز ہوئے گا۔ کھوے بغیر بھلا یا نہ جائے ڈھونڈے بغیر پایا نہ جاتے۔ بات ایکیچ کتا کنا۔ جکچھ ہے سو ثابت پنا، بیت :۔ ادھر تی ناز توں کرتا ادھر دو کرتی ناز

دو ناز خوب نہیں دونوں کبھی ہونگے دانا

معشوق نے ناز کرے تو عاشق نے نیاز جوڑنا، نہ کہ عاشق بی ناز کرکر معشوق کا دل توڑنا۔ دو نازاں بلا ہے، دو نازاں میں بڑا غلبلا ہے، سارا بھانڈا نکو پھوٹے، جاں دو نازاں واں توڑا توڑ، معشوق کا نا منگنا بی ایک

بیمار ہے، دل توڑیا تو نہ منگنا ہی کیا درکار ہے۔ جو لگن نا منگنا ہے، میانے میاں تو لگن اسی میں منگنا ہی ہے تحقیق جان معشوق نیں منگتا تو بھیگی نکو کر دل نکو توڑ جتنا وہ توڑیگا اتنا توجوڑ عشق در زور رگیا سو جیتا کیوں، توں نیں توڑتا سو تتا کیوں، معشوق کا نیں منگنا عین ناز ہے، اس ٹھار عاشق کا کام نیاز ہے اس کے نیں منگتے تی تو اپنا کی داز ہے، عاشق ہے تو معشوق کا ناز سوس، تو نیں سو سیا یو نیں سمجھا تو ہزار افسوس۔ کہ آخر استغنائی عاجزی کا پہنے گی لباس، نا امیدی امید تی ہوئے گی خاص، معشوق کا ناز دھات دھات ہے، اگر کوئی عاشق سمجھیگا تو یاں بات ہے، القصہ حسن دھن موہن جگ جیون دل کھولی دل پر جو عاشق ہوئی تھی سو نظر کئے سب اپنا احوال بولی، سمجھائی کہ اے بھائی جیوں تیوں دل کی صفت کر۔ مجھے دل پر عاشق کیا ہے، تو تجھ اتال اس کے ملنے کی بی فکر کر خدا تجے فرصت دیا ہے، مجھے دل پر عاشق کرنے تجھے آتا۔ دل کوں مجھ پر عاشق کیا تو تیرا کیا جاتا بیت

جو دل کا یارا چھے کوئی تو کئیوں میں بات اسے دل کی
کہ آسانی کچھ اندیشے گرم کر میرے مشکل کی

جکوئی جیتر ہے جکوئی جان ہے سو تجے پہچانتا ہے، توں یوں کیا سو ودل بی نے جانتا ہے، تو تجہے مجے دل کوں لانے کا ضمان، تو تجہے میرے، ہور دل کے میانے میاں۔ اتنا کیا سو تو تجہے ہے، یو کام سب تجھ سو تجہہ ہے۔ محبوب خوب نیں کہیں ایسے دنیا منے، سورج چاند دو نو بل اس تا لیے کوں بنے۔ نظر بولیلا حسن وھن، جگ جیون من ہرن، من موہن، محبوبی کی رد شناسی، نازاں کی صفائی جیواں کی پیاری، دلاں کوں آرام دیتہا کی ری دیدے عشاق تیرے دیدار کے عاشقاں امیدوار تیرے پیار کے، یو ہور کچھ نہیں

دل ہے، دل ہات لینا بہوت مشکل ہے۔ دل بادشاہ۔ دل آپ بہاتا۔ دل سوں
دل بغیر ملے ہاتھ نہیں آتا۔ بیت

کرے کوئی دل کو کیوں اپنا سینے میں چھپ کے یو دل ہے
تجے آسان دستا ہے مجھے یو بہوت مشکل ہے ا

دل تو ملے جو دل کوں دل ملا جانے، جکوئی دل سوں دل ملاوے
دل کو پچھانے، او دل تی دل کسی سوں جوڑ نکو۔ دو توڑے گا تو توں توڑ نکو عشق
کرتے سو دیوانے ہیچ ہوڑ۔ دل لگا توڑتے سو سخت دل بجر کوڑ، عشق میں معشوق
کے جفا فی کچوانا ناں، دل میں اپنے دریغ لیانا ناں، عشق کا وضا چ یوں ہے
تضاچ یوں ہے، یاں اپس کوں بے دل نہ کرنا۔ کام اپس پر مشکل نہ کرنا، عشق اینیچ
چالیاں تی پایا رواج، عاشق کوں سو سے بغیر کیا علاج، ہر جفا کوں وفا کرنا کو خدمت
ہے، ہر رنج کوں راحت ہے، کیا واسطہ کہ یو عشق ہے، عاشق کا یو حال کرتا
ہے۔ تو کیا معشوق تی گزرتا ہے، معشوق میں عشق نہیں سنپڑتا، معشوق کوں عشق دیوانے
نیں کرتا، معشوق ڈانواں ڈول نیں ہوتے۔ معشوق گھانگرا گیوں نہیں ہوتے معشوق بی عشق کا سودا
سودا لیتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر جیو دیتے ہیں۔ معشوق بی خاطر زار زار روتے ہیں
آہ بھرتے ہیں، معشوق بی عاشق خاطر لئی کچھ کرتے ہیں، اتی طاقت کاں ہے
اس ہیں جو بچھڑ رہ سکیں: بچھڑنے کا دکھ سہہ سکے، معشوق کا دل بے دل ہو کر کال
عشق آ پچھے لٹ پکڑ زوراں سوں کھینچ لیاتا۔ عاشق کے عشق کوں پا کر معشوق
پاواں پڑتے آکر معشوق بے پروا صاحب ذات، عاشق کا جو عشق پورا دیکھتے
تو وہ عاجز ہو کرتے بات، اگر وہ اپنی بے پروائی پر آ ٹھنتے، تو عاشق کا گھڑی
میں جیو جاوے، توں عاشق تجھ میں کیتا ناز اچھنا۔ کیتا امتیاز اچھنا، توں تو یوں
آنا بیٹی، جیوں بادشاہ انگے درویش، جیوں صاحب انگے غلام، ہزار ہزار تسلیم

ہزار ہزار سلام، اس کا حسن تیرے دل کا اجالا، اس کا عشق تیرے پینے کا پیالہ، معشوق کا جفا سو سنے عاشق کو عار نیں، عاشق کوں معشوق بغیر آرام کی ٹھار نیں، عاشق کوں معشوق بغیر سرنا ج نیں، عاشق معشوق کی بے رضائی کرنا ج نیں عاشق اپس کوں کیا خاطر میانے لاوے، وہی خوب جو معشوق کوں بھاوے، عاشق جو ثابت ہوا اپنے ٹھار معشوق آپیچ آتی ہے بے اختیار معشوق جکچھ کرے تو عاشق کے چار، تجھے معشوق کی کیا پڑی تو عاشق ہے اپنی نبار۔ بیت:

معشوق بے نیاز اہے پادشاہ پری

معشوق سوں نکو کرو ہر گز برابری

معشوق بے نیاز صاحب ہے وو جکچھ کرے گا سو اسے سہاتا۔ توں عاشق خریدی بندا تجے دل توڑلینا کیا کام آتا۔ دل توڑتا تو کیا دل جوڑا جاتا ہے، دل توڑیا جوں کر جیب موں میں تی بول آتا ہے۔ پو عشق ہے اس تی جیو کیا بکے گا۔ جتنا توڑنے جائے گا آتا لگے گا۔ اگر عاشق میں ہے عشق کی نشانی تو عاشق پو معشوق آپ ہی ہوتی دیوانی، یوسن، ایک عشق اس میں لیتے گن۔ یارے اے من موہن تو جو کتی ہے کہ میں دل پر عاشق ہوئی تجے دل سوں ملا، میرا دل غنچہ ہوا ہے، دل پھول کر کھلا ہے۔ دل بہوت بڑا دل پر کوئی رہ سکتا کھڑا، دل بہوت آلا کہ کہیں ہیں قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ دل، یعنی خدا کا عرش مسلماناں کا دل، جکوئی دل کوں انتر یاد خدا واصل، بعض کتے ہیں کہ حضرت کوں بی معراج دنیچ پر ہوا تھا، یو دراج کا ج دنیچ پر ہوا تھا۔ دیدار کوں دنیچ ہیں دیکھے، پروردگار کوں دنیچ میں دیکھے۔ جو باتاں خدا کوں بھاتیاں تھیاں، سو باتاں دنیچ میں تی آتیاں تھیاں۔ بعضے کتے جو روح جسم سو آسمان پر جاتا اس جسم کوں روح سوں مفارقت لازم نیں آتا۔ جو جسم روح ہو کر آسمان پر چڑھے، اس جسم

کوں شکست ترکیب نیں۔ نہ کہیں ناک میں پڑے، حضرت جو دل پر اُنے سکے جو خطرا دل میں تی آتا تھا اس خطرے کا ناؤں جبرئیل رکھے۔ بعضے کہتے کہ یوں نیں بزرگاں کہے تھے، کہ حضرت روح سوں آسمان پر گئے تھے، انوں نے تحقیق یوں کہتے ہیں، ہمنا خبر یوں دیئے ہیں، شرع کے لوگاں کہتے کہ نا یوں نہیں حضرت اسی جسم سوں آسمان پہ گئے تھے۔ اسی قسم سوں آسمان پر گئے تھے جو جبرئیل خدا کے پاس تی خبر لیاتا تھا تو آدمی کی صورت ہو کر آتا تھا۔ جاں اسلرح جاں راز کی ٹھار اس تی بیشتر حضرت جانے ہور پروردگار، یو بات عقل کی حد انگے ہے، نقل کی حد تی آگے ہے، جتنا ہے اس ہر دو جہاں کی منزل ہیں، اتنا ہر سب دل ہیں، وہی ہوا عاشق ہور وہی بھلیا، جس پر پردا کھلیا، دل میں جانے ہور دل کوں پانے کی بات جدا ہے، دل میں خدا ہے، یہی دیدے، یہاں دیکھتے سو دیدے، ..... دل میں جاویں تو دل کا دیدار پاویں، دیدار ہور دل دونوں ایک ہویں حل۔ دل دیدا دیدا دِل۔ یوہی من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کام مقام ہے، ایس کوں دیکھنا، ایس کوں سمجنا، عارف ہور عاشق کا کام ہے لیا اپنا بیکھنا ہے، یہاں اپ کوں اپے دیکھنا ہے، یو حضور کا جلوہ ہے، یو اپنے غرور کا جلوہ ہے، جکوئی یہاں آتا ہے وو کچھ خدا کوں پاتا ہے، کیس کوں کنے پوچھیا کہ توں خدا کوں کیوں جانیا، کہا دیکھیا دنے نین کھاتیا دیدا ہوئے تو دل میں جانیا، جیو ہوئے تو پیر کو پاتا۔ جیو کے جیو کوں پاتا دل کوں دیکھنا عجب تماشہ ہے، سرتے پاؤں تلک سب تماشہ ہے، باپ کے صلب میں تی جو قطرے ماں کی رحم میں آیا تھا، ہور جیو اس میں سمایا تھا، ہور اپیں کھینچ ہے، دنے یہاں سمجنے میں پیچ ہے۔ وہی قطرا جو وجود کر بھار نکلیا، وہی قطرا یو عمارت ایس پر سنوار نکلیا، وہی قطرا ہے جو رجھتار جھاتا۔ وہی قطرا ہے جو بھنا بھلاتا

وو قطرا جیو کا وجود جس جیو میں معبود، وو قطرا اجھوں انکھیاں میں تازا۔ یہاں دم مارنے کیسے انداز ا، عارف کی شناس وو نجہ ہے۔ اجھوں اس قطرے کی باس وو نجہ ہے۔ ایک قطرا ولے ہزار دریا اس میں، خدا نے قدرت عجائب کچھ کریا اس میں، اس قطرے کا کون پایا مایا، آسمان زمین ہیں قطرے میں سمایا خوبی دیکھا انکھیاں ہور دل کا ترکیب سٹل انکھیاں ہور دل، اسے سمجنے عاشق ہونا یا بہوت عاقل۔ یو بات بہوت باریک بہوت مشکل، اس بات کے معنے نعوذ باللہ نادان کچھ کا کچھ جانے داناکوں فکر سے سر چڑے، نادان ہنس پڑے، اتنے پر بی کیا جیب پینگے کیا جانے کیا کیا کہیں گے۔ یو رمز نکات بولتا ہوں خدا کے راز کی بات بولتا ہوں یو عاشق ہور عارف کے سنکات بولتا ہوں کہ عارف عاشق عارف ہے بالذات، وو پاوے گا یو بات، اس قطرے میں جیو ہور۔ جیو تو مرتا نہیں، وو قطرا تا قیامت جیا کا وسیلہ ہے اس قطرے کوں کوئی تحقیق کرتا نیں، کیتا کہوں اس بات کے مانے، اس تی آنگے خدا جانے۔ غرض یو جیو ہور سب دل میں ہے، ہزار ہزار عالم ہر ایک منزل میں ہے۔ اے جیو پہچان، انسان کوں نکو جان، اگر خدا کوں پچھانے منگتا ہے۔ تو انسان کوں پچھان جند کا جسم سو بند ہے۔ بند میں جند ہے جا اپنے باپ کے بند کوں دیکھیا، اونے اپنے جند کوں دیکھیا، ایس تین جانے گا تو الیس کوں دیکھے گا، اپنی ماہیت معلوم ہوئیگی اپنے نفس کوں دیکھے گا یو تن جانہار ہے اسے اتا لیچ تی کر جدا، جیوں سون کوں جاناں سو خدا، اپتی جو یو خدائی ہے، انسان کوں خدا نے ایسا بڑا پیدا کیا ہے کہ یو خدائی سب اس میں سمائی ہے۔ ادھر ادھر دیکھ کر کیا ہوتا عجب، اپس میں دیکھ کر تجھ مینچ ہے سب۔ یوں دیکھے تو سب ٹھار خدا ہے، ہر یک ٹھار یک لذت جدا ہے، اگر کوئی سمجنہار ہے تو جان خدا نیں وو کون ٹھار ہے، اگر خدا آفتاب ہو آیا تو کہنا کیا خط، اگر چاند ہو کر دیکھلایا تو کہنا

کیا حظ، آدم کی صورت میں اگر کوئی خدا کوں پاوے تو سواد ہے، آدم میں جکچھ ہے سو دیکھیا جلوے تو سواد ہے، یہاں خوب اندیش کر اگر تجھے ہور نظر تجھے ہے نگاہ کر خدا اپے بولیا ہے کہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ، ایک راز کی بات کتا ہوں سن کہ وہ بات جدا یچ ہے، اس آیت کے معنے یوں جدھر توں دیکھتا ہے ادھر خدا بچ ہے، اگر تجھ میں کچھ شناس ہے اگر تجھ میں ہے کچھ دید تو مصحف میں یوں بھی آیا ہے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ خدا شہ رگ تی نزدیک تر ہے، دے کیا فائدہ کہ آدمی بے خبر ہے، آدمی جس کام میں جیو لاتا ہے، خدا ناامید نیں کرتا کچھ بی پاتا ہے، بے خبری دور کر خبردار اچھ، دنیا میں دیس کی ہے ہشیار اچھ، انے ہمنا اس خاطر پیدا کیا ہے کہ اسے سمجیں اسے یاد کریں، اس کے ہوتیں نہ کہ غفلت سوں جیو میں غفلت سوں کھا دیں، غفلت سوں ہو تیں، جنم اپنا غفلت سوں کھو دیں۔ جکوئی اسے بجیا ہور اس کی یاد میں رہیا د وانسان۔ جکوئی یو دو کام نیں کیا د حیوان حیوان بی کھاتا پیتا ہے، حیوان بی جیتا ہے، اگر لہو لعب سوں جیئے، پس ہزار حیف ہے کچھ نیں کئے، خالی ہات آنا خالی ہات جانا، واں خدا ہور رسول کوں کیا موں دکھلانا، بحسب ظاہری پانچ وقت کا نماز پڑھنے کا جو شرط ہے، تیوں نماز کے پیچھے بی ہزار جنس کی عبادت ہے، دون عبادت کئے تو خدا کا دیدار رسول کی شفاعت ہے، لاکھ لاکھ عنایت ہے، نماز کوں کھڑے رہے تو دل کوں پاک کر کھڑے رہنا دل پر ہور کچھ نہ لیانا جو لگن نماز کرتے ہیں تو لگن خدا یچ یاد آنا۔ اگر یو بھید کوئی پایا ہے، تو لاصلوٰۃ الا بحضور القلب، بی آیا ہے۔ نماز میں جکچھ پڑنا ہے سوں جانو۔ خدا سوں باتاں کرنا ہے یو ادب کی جاگا ہے یہاں زیاستی کا مان سب بسرنا ہے، نماز یوں کرنا

کہ نماز کرتے وقت یو دنیا اس کے وہم میں نا گزرنا۔ الحمداللہ ہو تلفظ ہوا سٹ جکچھ
پڑھے سو اس کا معنا سمجکر پڑھے تو بہوت حاصل ہوتا ہے۔ دل ادھر
اودھر نہیں جاتا اس کے معنے میں اچپتا ہے، دل خدا سوں واصل ہوتا ہے
اس وقت یوں جاننا کہ وحدہ لاشریک لہٗ خدا ایک ہے، حاضر ہے۔ دیکھتا
ہے میں اس کی عبادت کرنے آیا ہوں، بندہ ہوں، عاجز ہوں اس کی درگاہ
اپنی عاجزی لے آیا ہوں، کہ وو دل کا مالک ہے، دل تی خبردار ہے، بے
عیب پاک پروردگار ہے، جتنا سکتا، اتنا دل کوں اس باتاں میں رکھنا اوس
چیز پہ جو مقصود کا خطرا دل پر آتا بے اختیار، آخر اس خطرے کا علاج ہونا
ہے اسی ٹھار۔ تو اس ٹھار خاطر خوب خوب اچھنا کہ سب مقصوداں بر آ دیں،
بلکہ اس میں دسرے کچھ مقصوداں پا دیں، اگر او وقت تجے دنیا کو بسرنے کی نہ ملے
ٹھار، تو یاد کر گور کا عذاب، قیامت کی پوچھ بچار، ادھر ادھر نکو
جا، دوزخ ہور بہشت تو بی خاطر میں لیا، ماں یا باپ مرتے وقت دیکھا اچھے
گا وو وقت تو بی یاد کر کہ اس وقت یو دنیا کیا دستی تھی ہور کیا گزرتا تھا
تیرے اوپر، شاید یوں تو بی نماز کے وقت دنیا تک فراموش ہوے، بیہوشی
تیری جاے، صاحب ہوش ہوئے۔ جنے خدا کوں تحقیق جانیا، ہور رسول کوں برحق
مانیا، نماز کرنا اس کا کام ہے نہیں تو جبیں پر سر رکھنا ہور آیت پڑھنا یو ایک
رسم عام ہے۔ یعنے نماز کرنے میں نماز کرتا ہے، خدا کوں واز کرتا ہے، اگر اوس
وو باتاں پر کوئی استقامت پکڑتا ہے تو نماز میں اس کا خاطر قرار اچھے گا نہیں
تو دل تمام خطرا خطرا ہو کر سو ٹھار لچھے گا۔ کچھ ہے سو خدا ایک ہے کر جاننا سچ
ہور رسول کوں رسول برحق ہے کر ماننا نچ ہے، نا رسول کوں سمجھے نا خدا کوں پچھانے، یو
کیسی مسلمانی ہے کوں جانے، ایک گھڑی دنیا کا دھندا چھوڑ خدا کی عبادت میں

رہیا نہیں جاتا۔ وو کیسے جو تمام عمر چھوڑتے ہیں، اجھوں بی چھوڑنا چ دل پر آتا، جکوئی صاحب ہے، دینا دلاتا ہے اس سوں دل جوڑنا، اسے ہرگز نا چھوڑنا جس تی سب کچھ پانا، اس کی عبادت ہیں ہور خطرے کوں میانے میان لاتا۔ جکوئی صاحب دل ہے، انوں کے دل اس گل ہیں: بھانسیں، انوں کے دلاں پر ایسے خطرے ہرگز نا آسیں، خدا بغیر دل میں تی سب کاڑے، پچیں خطرے کیوں آتے آڑے، اگر اس کے دل پر کچھ باقی اچھے گا تو ہور خطرا آوے گا، اس کی مشغولیت میں خلل بھادیگا انسان نے اتنا تو حاصل کرنا ہے کہ بارے نماز کئے تگن اسے خدا بن کچھ یاد نا آوتے اس دنیا میں آنے کوں کچھ بی اپنا کام کرنے یاد دیتے، جیب نا چیز، ہونا جاوے کھانے پینیچ کا لگیا ہے، مرنا بسر کے جینیچ کا لگیا ہے، اگر بہتر یو تو مر چھوڑیگا تو بی کوئی تجے جیوتے نہ چھوڑے گا۔ جیوتا ہے تگن مرنے کا کام کر، کچھ کرنے کا کام کر۔ جیونے تی کچھ حاصل کرنے منگتا ہے اگر۔ تو آخر مرنا ہے مرنے کوں نکو بسر بلکہ جیو تیچ مر۔ خدا ہچ کا یاد خدا ہچ کا ذکر۔ جکوئی جیوتیچ موا اسے مرنے کا کیا فکر، اس دنیا میں مر رہنا، اپنا کام کر رہنا، اپنا کام آپ سوں کیتا بچارے کیا حاجت ہے جو اسے ہور کوئی انارے، جکوئی جیونے خاطر بیکار رے گا عزرائیل اسے آکر مارے گا، بوڑے کوں کنے پکاریا نیں، موے کوں کوئی ماریا نیں سو موتوا قبل انت موتو، حدیث بی یوں آئی ہے، اس جیو نے کے معنے سمجائی ہے، کہ نے کا سوں نیں کرتے ہور نیں کرنے کا سوں کرتے، بسرنے کا سوں یاد رکھتے، ہور یاد رکھنے کا سوں بسر کرے، یک ساعت تو بی دل صاف رکھنا دنیا کا کچاٹ دل تی دھونا، تقوے قرار رکھ خاطر جمع کرنا، گھا برے نہ ہونا آئینہ صاف اچھے گا تو خدا کے نور کا جھلک ادس میں پڑیگا۔ دل روشن ہو یگا بھوت بلندی پر چڑے گا۔ خدا کے حضور کھڑے رہ کر ایک جیوں سوں اپنا

دل کھولنا جکچھ اپنا دعا اچھے گا سو نماز میں خدا سوں بولنا۔ نماز میں خدا چ سنگات اچھنا، خدا چ سوں بات اچھنا خدا سوں اختیاری کرنا، خدا کوں انچھ بے کسی دکھلانا نزاری کرنا، جو نماز کوں جائے تو یو جاننا کہ اپے خدا کے حضور جاتا ہوں، اُنے فرمایا سو دس کی فرمودگی بجالیا تا ہوں۔ خدا کوں حاضر ناظر جان آفرینندہ قادر کر جاننا۔ کہ اُنے پیدا کیا ہے، جیو دیا ہے، اسے سمجکر جنے اسکی عبادت کیا وو بہوت بڑا، ایسے سمجکے گنج میں تی کچھ لیا وہ بہوت بڑا اول اس دنیا کے بود کی یک ذرا خاطر میں نالیانا، پچھیں عبادت کرنے خدا کے حضور جانا، تو دیکھنا کہ دل کہاں جاتا ہے، ہور کیا صفا پاتا ہے، دل پر کیا کیا خدا کا تجلیات آتا ہے، اس پانچ وقت ظاہری نماز کے خارج جو عبادت ہے سو شغل ہور ذکر ہو بہوت دور اندیشی یو بڑی فکر، یو مرداں کا کام ہے یو صاحب دردان کا کام ہے یو خدا کے خاصے عین خدا کے خلوت میں محرم بے یاد ہرگز خالی نیں انو کا آتا جاتا دم، اپے ہور اپنا خدا، باقی دل تی سب کئے جدا، انو کا ہمراز انو کا محرم اللہ، چڑتا دم لا الہ اُترتا دم الا اللہ جو لا الہ الا اللہ کا بیج دل میں ثبوت پایا، خاطر میں بی خوب آیا، خدا نے یاں کچھ سمجایا پچھیں چڑتا دم اُترتا دم بی اللہ اللہ کہتا آتا ہے، بندا خدا سوں یار ہوتا ہے بندا خدا کوں بھاتا ہے، جیوں شراب کی مستی چڑتی تیوں محبت کی مستی چڑتی، بندہ ہور خدا میں یاری بڑتی بڑتی عاشقیت ہور معشوقیت آ کر کھڑے۔ جتی ناز ہور نیاز کیا باتاں کتی، محبت زور ہوتا، کام کچھ ہور ہوتا، جکوتی اس ٹھار محبت کا بیج بوتا ہے، او ہتے رہتے بھنگے ہور اس گیڑے کا قصا ہوتا ہے، منصور بیا پنچ اگر بولیا مطلق، کہ میں ہوں میچ ہوں انا الحق۔ یو بندے ہور خدا کا وصال ہے، یو عشق کی کمالیت کا وصال ہے، عشق ایسا ہے کہ عشق تی ایسے

کاداں بھوت ہو آتے، بعضے عاشقاں دکھلاتے، بعضے عاشقاں چھپاتے، بعضے کتے دکھلانے میں سواد ہے، بعضے کتے چھپانے میں، ہر ایک کوں ایک قسم کا ذوق تھا ہر ایک زمانے میں، بعضے عاشقاں یا عارفاں، عشق یا عرفان کے زور سوں خدا کہواتے۔ بہوت خوب بجے عاشق تھے عارف تھے یہاتے، یو نچہ ہے تو کہوایا جائے انا انا اللہ یعنے مینچ خدا ہوں، یو بی وصال تو ہوے، یو بی کمال تو ہوے یو بی حال تو ہوئے۔ دے میں ہور خدا یو دو ہوئے اس نہایت یگانگی سوں یو بی کا مقام ہے، دوئی تو داں لازم نیں آتی جاں عشق تمام ہے، دوئی دور کرنا یو تو عشق کا عین کام ہے، ان اللہ کا معنی عشق کتا سو عاشق کوں خام ہے جو عشق انلہ کہنے پر آتا، تو عاشق پورا مقصود پاتا، سب آپیچ ہوتا، انا اللہ میں کا دوئی پنا دور ہو جاتا، یہاں اپنا اپیچ یار ہے، وحدہٗ لاشریک لہ کی ٹھار ہے یہاں اپنا عشق اپیں سوں دھرتا، یہاں اپنی پرستش آپے کرتا، یہاں نور اً علیٰ نور ہو یہاں آپیچ سب جاگا بھر پور ہے، حضرت جو خدا سوں ملنے گئے تھے معراج کی رات، تو پردے میں تی یوں آئی بات، کہ صبور کر و خدا نماز کرتا ہے، یعنی اپنا شغل اپیں سوں دھرتا ہے، نہ و نماز کتے سو یو نماز ہے اگر کوئی پچھانے گا، جکوئی محرم راز ہے سو جانے گا، جو تحقیق ہوا اپیں آپ، نہ اسے ماں نہ اسے باپ احد ہوا، لم یلد ہوا، ولم یولد ہوا۔ احد تی گزر یا بے حد ہوا، جکوئی اپنا عشق اپیں سوں دھرتا، وو دوسرے کی نماز کیوں کرتا، اسے اپنی عبادت سے فرصت نیں یک تل، یو اپیں سوں آپی گیا ہے مل۔ تحقیق یو نچہ ہے جیوں کہا گیا تیو نچہ ہے، انا ایک انا اللہ واں عشق ہے وو ایک انا اللہ واں عرفانی ہے اگر یو دونوں حاصل ہیں تو ز ہے سعادت تمام شادمانی ہے، اگر چہ عشق ہور عرفاں ذکر ایک ہے دلے ہوئے دو ٹھار، عاشق مست ہے عارف ہشیار۔

انا اللہ کے مقام پر ہم عشق ہیں ہم عرفاں میں جکوئی کامل ہے وہ ہمیشہ کھڑا ہے وے انا پر آنا ہور بشریت بالکل اس تی جانا یو مشکل یو کام بہوت بڑا ہے۔ اگر کوئی عاشق یا عارف اس شعار کو سمجکر کرتا ہے کچھ فرق تو انا پر آنا یکھادیکر وقت بے اختیار میسر ہوتا ہے، انحال کالبرق، تمام بشریت کس تی نکہی ہور کس تی جاتی، نہایت دور ہوتی، یک وقت یک تل اس حد لگن آتی۔ تو یو انا پر آنا ہور یو انا کہوانا یو اپس تے آپیچ کچھ آتا ہے، نہ یہاں اپس کا بھاتا ہے۔ اگر یو آپ میانے آدے اور اپس کوں یوں کہولے، نعوذ باللہ کافر ہوئے یا مردود ہو جائے۔ انا پر آنا بہوت مشکل ہے، انا کا تمام علم کسے حاصل ہے واللہ باللہ تا اللہ محمد (ص) نے یہاں پچ کہیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں تو کیا محمد کوں یو حال نہ تھا، یو وصال نہ تھا یو قال نہ تھا، بشریت مطلق جا پنہاری پہنچ، یو درست ہیں کہ پہنچ انا کے مقام بغیر جتنے مقام ہیں وہ سب حال ہے، یو وصال ہے، قرب کا انداز ہے، معشوق کا ناز ہے، ہمت کا امداد ہے، عشق کا تحاد ہے، جو لگن بشریت اس میں باقی ہے، تو لگن انا اللہ کہنے کی مشتاقی ہے بشریت کی دھن، آنا اللہ لگن، اللہ کا عشق یاں لگ ابھرتا ہے کہ یو انا اللہ کہتا ہے، بجیں رہتے رہتے یوں یکھادے وقت انا کے مقام پر آتا تو انا اللہ بی کہتا رہتا ہے۔ انا کے مقام پر جو آتا ہے سو لی مع اللہ کے وقت کا ماتا ہے، یاراں ہوا لغاف کرو، دل کوں صاف کرو بہوت نکو لاف کرو۔ کہیا انو اپس کوں پچھانو یا پہچان کرو، یا مستی سوں یا دیوانگی سوں نئی کچھ کہیا جاتا ہے، وے جکوئی سمجیا وہ بی اپنی جاگا پر آتا ہے، عربی میں یوں دیکھے ہیں خبر کلام المجانین لا تعتبر۔ اما جمل ابتدائی، رسول خدائی، ذکر اشغال کا قاعدہ آتا ہے، تیوں بیان کیا جاتا ہے کہ انسان انا اللہ ہوا اچھہ یا انا ہوا اچھو ازل

تو واجب ہے اپس کوں یہاں بسر نا، وے بلا اختیار خدا خدا بولیا جاتا ہے اسے کیا کرنا، پس معلوم ہوتا ہے کہ انا بی معشوقیت کی کمالیت کا مقام ہے، جس سمجھ میں سمجھ ہے، جس کو فام میں خام ہے اسے یو خام ہے، اگرچہ خدا سوں مل خدا ہوا ہے عشق رکھیا نیں جدائی، اما اتنا ہوے پر بی بشریت سوں مل جلتی ہے خدائی انا اللہ دا ما کا تو لگیا ہے دھندا۔ وے جو بشریت کی احتیاج میانے میاں آوے تو دو خدا سو خدا یو بندا سو بندا بیت

گشتم تمام جمع دپراگندگی کجاست
سرتا بپا خدا شدم و بندگی کجاست

اما جو ابتدائی رسول خدائی ہوا ہے، سو ردا ہے۔ بندا اگر خدا ہوا تو خدا کے کام کرنا، خدا کے کام اگر بات نیں ہوئے تو اسے بندا ہوں کر فام کرنا۔ قطرا دریاتی واصل ہوا دریا قطرے کوں حاصل ہوا۔ وے یو کیا اپے بالذات دریا ہے۔ دریا قطرے میں بھر یا ہے۔ عجب قطرا ہے دو جس میں دریا بھرتا۔ قدرت دیکھو قطرے کوں دریا کرتا، تو دریا میں دریا سماتا، قطرے میں دریا کیوں آتا، جنوں پان گھڑے میں انوں بھوت بڑی ہیں انسان جو اس مقام پر آتا ہے، تو نئی کچھ کہیا جاتا ہے، یو سب عشق ہور عرفان کا زور ہے، مبادا توں جانے کچھ ہور ہے، یو بات تحقیق سب دنچہ ہے جو یاراں جانے، اما تک، زرے ہے ورمیانے، ایکچ تھا سواد کی خاطر ایک کے دو ہوئے یعنے یو تھے سو دو ہوئے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اول چند روز زبان سوں کرتے ہیں خاطر قرار رکھ دل کوں ٹھار رکھ بہوت دھیان سوں کرتے ہیں۔ جو یو ذکر اسے خوب صفا سوں بھیدے۔ یو فکر اسے خوب صفا سوں بھیدے۔ اس ٹھار پر آیا، محبت حاصل ہوی یہاں کا لذت پایا بعد ازاں اللہ کے اسم کے، اس قسم کا ذکر کرتے ہیں کہ زبان کوں اس ذکر

کا اثر نیں انپڑتا، زبان کہاں ہے کہ زبان کوں خبر نیں انپڑتا، جاں اس ذکر کوں ٹھار ہے، واں زبان بیکار ہے، اس جاگا پر فکر کر نہ کہ یو بے زبان ذکر کرتا سو کون ہے، اپس ہیں اپے ہزار فکر کرتا ہے سو کون ہے۔ یو ذکر اس حد لگن انپڑتی ہے کہ ذاکر مذکور ہوتا ہے، ظلمات سب نور ہوتا ہے۔ لطافت آتے ہی کثافت سب دور ہوتا ہے، غائب حضور ہوتا ہے، خالی سب بھرپور ہوتا ہے، جو بے زبان بولتا وو تو بیچون بے چگون ہے، بے شبہ بے نمون ہو، سنتا ہے ہور کان نیں، بولتا ہے ہور زبان نیں، جکچہ وو دستا ہے سو ہمیں کرتے اگر وو کرتا ہے تو مرتے۔ دوڑتے ہیں جد ہر وو دوڑاتا، آتے ہیں جد ہر وو لیاتا، ہمنا چارہ نیں ہمیں بیچارے، جکچہ وو فرماتا سو کرن ہارے، وے کدھیں ہماری بی بات سنتا ہے، ہمارا بی دل ہات لیتا ہے، ہمنا سوں بی مل چلتا، ہمنا بی دلاسا دیتا ہے، غم کے وقت یاری کرتا، خوشی وقت دلداری کرتا۔ آپڑے کوں کام کرتا، مرنے کی جاگاتی بچالیاتا۔ خوش دل کرتا ہے۔ مراد حاصل کرتا ہے وو بے چون بے چگون بے زبان بات کرتا ہے۔ سو اسے بی بے صورتی سوں نور کی صورت ہے، بھوت پاک بھوت لطیف مورت ہے، اتنی نازکی ہے جو دکھلائی نیں جاتی، جیتا کہے بی کہنے میں نیں آتی۔ اگر کہے تو بی کوئی بچا یک تیاسی نا، یو دریا کسی قطرے میں آسی نا، بیج میں جاکر جھاڑ کوں کون دیکھیا ہے۔ کنکر میں گھوس کر پہاڑ کوں کون دیکھیا ہے، تارے میں آسمان کیوں سماتا، ذرے میں آفتاب کیوں دیکھیا جاتا۔ محال یو حال خدا کرے توجہ ہو وے، اس حال وصال خدا کرے توجہ ہو وے، یو بات جو آتی سو خداتی آتی، جاں تی آتی وو خدا۔ یو خوب پچھان جاں تی بات آتی وہاں جاتی، باتیچہ میں جو بات دھونڈیا سو ہوا سرگرداں، ہور عام خاص سب ہور

عالم سب یاں حیران۔ ہور جس پردے تی بات بھار پر آتی، سو روح "قل الروح من امر ربی" جسے امر خدا کتے یو روح کا مکان۔ تو جہ روح تی بات ہمنا پر آتی تو ہمیں بولتے کہ ہمیں انسان، بعضے وقت یوں ہوتا ہے کہ عالم غیب کا مدد ہوا، روح ہور انسان آپس میں آپے بات کتے ہیں مل۔ دے یو بھید کوں سمجنا بہوت مشکل، کیسے ہے دل، کون ایسا کامل واصل۔ اس غیب کی ہویت میں تی بات ہزار ہزار جنس کی آتی، انسان کوں خدا عقل دیا ہے تو ہر ایک بات ہر ایک جاگا سمجکر کہی جاتی، دہاں تی جو کچھ آیا ہور اُنے بھار بھایا، تو مجذوب ہوا دیوانہ کہوایا، بے سدبے ہوش ہوا، کیا کتا کیا نیں کتا فراموش ہوا سے بند ہوا بند چھٹیا، آ دمیاں میں تی اٹھیا۔ یو لاابالی درگاہ، یاں کیا فقیر کیا بادشاہ گناہ ہور ثواب سب بھار ہے، دل میں خدا ہچ کی ٹھار ہے۔ وے عارف کوں ضرور ہے یو تحقیق کر جانے، نفسانی خطرا ہور رحمانی خطرے کوں سو پچھانے۔ نفسانی شیطانی خطرے کوں سر بھار کاڑنے نا دینا، اس خطریاں کوں بہوت قید سور کھنا، جاگا نازک ہے پردا پھاڑنے نا دینا۔ نعوذ باللہ اگر یو نفسانی خطرے بھار نکلے، نڑری برباد دے کر گلا چلے، گنہ گار یو خطرے کرتے ہیں، شرمسار یو خطرے کرتے ہیں، اگر مرد ہے توں صاحب حال، تو اس نفسانی خطریاں کوں سنبھال، تیرے رہزن سو یو چچ ہیں، تیرے دشمن سو چچہ ہیں، دشمن کوں تیا نا خوب نیں، انو میں مل جانا خوب نیں، یو پچ بچار کے وقت بلا تجھ پر بھائیں گے آپے میانے تی نروالے ہو جائیں گے اس وقت کیا توں انو کوں پکڑنے پاوے گا۔ کدھر ڈھونڈے گا کہاں تی لیانے جاویگا کام بہوت کبی، اگر توں عاقل ہے تو دیکھ چل، جھاڑ پہاڑ خاک بارا آتش آب چاند تارا، اجال آسمان آفتاب، یو چھپے نیں حجاب۔ اگر

کس پر کھلے ہیں ہور کس تی دیکھیا جاتا ہے، تو دانش کے انکھیاں سوں خدا سب ہی ہے۔ بے چونی بے چگونگی کی وضا سوں دس آتا ہے۔ دیکھن ہارا ہوے تو دس آتے ڈھونڈھن ہارا ہوے تو پادے، پیر و مرشد تو بولنے کا بولتا ہے، دے اس کا طلب اس پر کھولتا ہے، جس طالب کا مطلب کمال ہے دو خالی نیں البتہ اس پو کچھ حال ہے، اگر بہتر سو برس پانی ہیں اچھے گا پھوڑے تو پھر سو کھا، کوڑا آدمی اد پر چکنا دستا دردنے ہیں سب رد کھا۔ جنے دیکھیا وو بھتر بھیجیا۔ جس طالب کوں طلب کا ذدر ہیں، پیر مرشد کا صحبت اثر کرتا ہو جس طالب کوں طلب کا ذور نیں، پیر مرشد کیتا بی کہو کیا فائدا اچھتا سب لبسرتا ہے۔ جوں حافظ کتا ہے بہیت :۔

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ و درد لو لوء مرجان نشود

جو طالب جس کھار ہے سب اس کی طلب کا یاد ہے، طلب باندیا دروازہ کھولتا۔ طلب بلاتا طلب بولتا۔ طلب طلب کوں انپڑاتی۔ تہی طالب جیبر طلب تمام آتی۔ لا الہ اللہ کا ذکر یوں ہے اللہ کے ہے، جو لا کتے ہیں تو زمین ہور کوں فنا کر جانتا۔ اپنا وجود جملہ جہان کوں فنا کر جانتا۔ جو طالب اس شغل کے دخیال ہوا، یو تصور اس کا کمال ہوا، پیچھے اسے دستا سو اوپر کا چھلتا سب دور ہوا۔ بھیتر یو بے زبان بولتا ہو رہا، جو لیجی اس لا کے سنگات فنا ہوا بعد ازاں اس بولتے کوں جو بلاتا دو رہا۔ الا اللہ کے کتے سو دو چہ ہے، طالب کوں اتنی مشقت اس کھار تو جہ ہے، عشق عشق کرعاشقاں کو بچے کوچے پکارتے منصور انا الحق کہا اگر انا العشق کتا تو ہرگز اسے نہ مارتے۔ خدا شاہد کھا صنا داحد کھا، بندا جو اپس کوں تمام دور کیا، نور کیا، پچھیں بندے میں خدا بچ رہتا

ہے نہیں جانتا سو کچھ کا کچھو کتا ہے خدا اپس کوں خدا ہوں کر بولتا۔ خدا ہوں کر
بولنے بندے کوں کاں ہے سکت، یو بولتا سو ہور کوئی ہے، کون سمجتا یو گت
کیسے قدرت ہے جو یہاں لگن آوے، ہور خدا بندے کا بھید پاوے، یو
"الانسان سری و انا سرہٗ" کا ٹھاؤں ہے، یہاں جدائی کی جاگا نیں، خدا ہور
بندے کا ناؤں ہے، ایک جھاڑ ایک ڈالی، سمج آگر دوئی ڈالی۔ جھاڑ ڈالی کوں
جدا کر نکو جانو۔ ڈالی تی جھاڑ سہاتا ہے پچھانو۔ پھول پھل سب ڈالیاں کوں
آتے بار، پھول ہور پھل ہور ڈالی جھاڑ کا سنگھار۔ عارفاں جیتے نشانیاں دیتا دانا ں
جب اپس کوں جدا کر لیتے، دل میں دوئی آتی۔ ڈالی نے جھاڑ تی جدا کر جانی، ایک
جھاڑ ہے کیتاں ڈالیاں سن، ہر ایک ڈالی میں جنس جنس کے گن، اس ڈالی میں بھی
رنگ رنگ کے پھلے ہیں پھول۔ پھول کتا میں ڈالی تی آیا۔ ڈالی کہتی ہیں جھاڑ میں تی
آئی، سب جھاڑ ہے نکو بھول، بندے کوں اگر خدا کوں اپڑتے کا طلب ہے تو اس کر
بی پیر مرشد ہی یک سبب ہے۔ جنے جاں اپڑیا ہے سو یک سبب سوں اپڑیا
ہے، اپنے طلب سوں اپڑیا ہے، انسان کے دل میں جو خطرہ آکر دوئی پاڑتا ہے
وہ خطرا اگر دور کرے تو تمام اپس کوں نور کرے، ذات کوں اپڑے، بات
کوں اپڑے، کل کائنات کوں اپڑے، بندگی تی جدا ہوئے، آخر یچ خدا ہو کر
اول دود یچ تھا دود کا دہیں ہوا دہیں کا چھاچ ہوا تمام۔ چھاچ میں مشقت
کرتے کرتے کچھ نکلیا اسے مسکا رکھے نام، جو مسکا آگ کی آنچ کھایا ہور صورت
پایا گھیو ہوایا۔ دودھ اپس کوں گنوایا، بندا یو نکتہ اپس کو گنوائے تو خدا کہواوے
اگر خدا میں فنا ہونا منگتا ہے تو توں آتا جان، آپے تا اچھنا میانے میان۔ آخر دود یچ
جمے دہیں ہوتا ہے، دود یچ چھاچ مسکا گھیو ہو کر کام کیں کا کیں ہوتا ہے
پچھیں اس گھیو میں ایک باس ہے کہ اسے دودھ کہتے ہیں۔ بندے میں خدا

نوچہ کتے ہیں۔ اپس کوں پاک خدا سوں انیٹرنے ہیں ہنرہے، نہ لوگاں سوں لڑنے ہور جھگڑنے میں ہنرہے۔ اگر مرد ہے تو اپس سوں جھگڑ۔ دسریاں کا دنبال نکو پکڑ، اپس سوں جھگڑیگا تو ہات میں آئیگا دل۔ کسی سوں جھگڑیگا تو کیا حاصل ہر کس کوں ایک جاگا رکھے ہیں تجھے جھگڑنے سوں کیا غرض، یو خدا کے کاماں ہیں لڑنے سوں کیا غرض۔ اسے کوئی واں رکھیا ہے تو وو واں رہیا، تجھے اس سوں لڑ دیگر کون کہیا۔ خدائی کے دعوا کرتا نہیں ڈرتا، آدمی نے خدا کوں کاماں سمجھ کر چپ رہنا، کسے کچھ نا کہنا۔ بیچ اپنے خدا کے ادھر ڈھلے ہیں، برے کوئی نیں سب بھلے ہیں، سب میں عشق ہے، سب میں عشق کی مستی ابلتی ہے۔ خدا کی خدائی یوں چلتی ہے، جو آیا سو کچھ کچھ برلیاچ آخر پر دکھلیاچ۔ بشریت کے منزلاں جتیاں یو چل کر آیا خدائیت کے منزل تلک، دل تلک۔ اتے منزلاں پو بھی کبھا دے وقت اسے گذر بی ہوتا ہے، خدائیت آئی تو کیا ہوا بشریت بی اس میں چھپتی ہے، جاتی نہیں، بشریت بی ایک قسم کی خدائیت ہے، دل کا طلب کدھیں اس پر بھی ہوتا ہے، یو راج ہی اس کا تمام کاج، اس سوں آج نہیں اچھتا، خیدان بشریت کا محتاج نہیں اچھتا، یو ہور ہے اس کا خاصا منزل ہے کنیں، یو اگر ہے تو ہے کنیں تو نیں بادشاہاں رات دیس تخت پر پرتیچ نہیں بیٹھتے اچھتے ہیں۔ اپنے محلاں میں بی سیر کرتے ہیں۔ سب اوجہ کا ہے۔ ایو دل منگیا تو ادھر بھی رغبت دھرتے ہیں، وصل پہ کال پر اس بات تی کچھ تصور نہیں آتا، بعضے لوگاں اندھلے ہوتے ہیں، یو تماشہ انوں تی دیکھیا نہیں جاتا، یو ناداں ابیچ رہیں گے بیکار بیکار، اندلیاں ہور احمقاں کے باتاں کوں کیا اعتبار۔ اپنی خاطر کوں بیکار رتے، جھک مارتے۔ یوں بادشاہاں کے باتاں کا داب ہے، مفلوکاں۔۔۔ کوں سننے کا کاں تاب ہے، کبھا دے وقت

چار حرام خوراں حرام خوری پر آتے ہیں تو بادشاہاں بی آزار پاتے ہیں، ذرے بھی
پادشاہ سو پادشاہ سرزد رہ مفلوک سو مفلوک حرام خورہ۔ جو عاشق کوں عشق جوش،
میں اگر خرد دشس میں آکر جاتا ہے اچھالتا ہے، اگر جوں عشق کماں کوں انیچر پال ٹیوں
عرفاں بھی کماں کوں انیٹرے، تو ہزار شقت سوں جوں تیوں سنبھالتا ہے۔ عاشق،
بدمست ہو کر بھرے شیشے کوں نیں پھوڑتا، جتیا مست اچھو جتیا بے خبر اچھو
ہوشیاری کوں نیٹ نہیں چھوڑتا، ہم ہوشیار اچھتا ہم مست، یو حال ہر کسی،
نہیں دیتا دست مستی اپنی اپس میں سما کر رہنا، نہیں کنے کی بات جاں نیں کہنا نداں
نہیں کہنا، عشق چھپتا نیچ، یو خلاصہ ہے اس کی ہستی کا دے فرق اس میں مستی
ہور بدمستی کا، جو بستی آتی جیو پر لیاتی، جو عشق ہور عرفاں میں یاری ہوتی، تو مستی
اس کوں عین ہوشیاری ہوتی، جاں عشق ہور عرفاں ہوتے یک وجود، واں عالم آگر
کرتا سجود، یو عشق ہور عرفاں کا وصال ہے، اما محال در محال ہے، بڑے نصیب
اس کے جس پر یو حال ہے، اتنے پر بی عشق پادشاہ ہے اگر جوش میں آیاچ تو
آیاچ، نیں سمایا تو نیں سمایاچ، جو یو اپنی دادی[1] پر آتا ہے۔ تو سب علم اس میں سماتا
ہے۔ غرض ایسے مست کوں عرفاں کماں درکار ہے۔ نیں تو ایسے مست کوں کچھ کا
کچھ کرنا کیا بار ہے۔ عشق میں اتناچ منا، محرمت کی بات نا محرماں سکنے نا کنا نہیں
تو عشق ہے، عشق کا سخن کہیا جاتا ہے، نہیں کہے تو کیا رہیا جاتا ہے؟ اگر یو
بات جسے کتا ہے اسے فام ہے، تو اس بات کہنے میں بہوت آرام ہے۔ یکیں
کے درد دل کوں یک انیٹرتا ہے، یکیں کی بات کا اثر یک کوں چڑتا ہے۔ دونوں
مست، دونوں ڈلتے، رازاں کے پردے کھلتے۔ یکیں تی یک فیض پاتا، خدا
خوش رسول کوں بھاتا، زاہد کوں نکو یو شراب، نہیں تو توں ہوئیگا خراب
خلوت میں جو کوئی آتے ہیں، ایسی باتاں سو نچہ مارے جاتے ہیں۔

---

[1] داد

خلوت میں جو کوئی آئے ہیں ایسی باتاں سو نچہ مارے جاتے ہیں، خلوت میں کا پیالہ بھار کے لوگاں کوں بلانے جاتے، چھپیں جیا کرنا آپی کرتے دنیا پاتے۔ اس مستی میں آکر آپے سدنا دھرے، تو کوئی کرے ہر ایک بات سمجھ کر کہنا ہے۔ آپس میں اپے گرج کر کنا ہے، منصور محبّت میں مست ہو "انا الحق" اس کی مستی کا ابال ہے، نہ کہ جوں یو ناداناں سمجھتے ہیں کہ منصور کوں کچھ دو خیال تھا، انے حق بولیا، لوکاں اسے ناحق مارے جھک مارے، دنیا میں احمق بہت ہیں، ناسمجھ کر ایسے کام کرنہارے، یو محبّت کے پیالے کے جلے تھے، یو محبّت کی بے خودی کے الٹائے تھے۔ بندہ اگر ایس کوں سمجھ کر خدا کہے تو بتیانے کی بات ہے، یا جھوٹ ہے یا دیوانہ ہے یا مستی کی دھات ہے، دیوانے کوں، جھوٹے کوں، مست کوں سمجھا جاتا ہے، نہ کہ دیوانے پر جھوٹے پر خون لازم آتا ہے، بھوتاں نے اس محبّت کی باٹ میں اپنا سر بھائے اپنی جرارت دکھاتے، دے قبول پڑیا سو منصور کا سر اس سر میں تھا کچھ سر۔ یو دو درگاہ نہیں کہ یہاں کسی کا سر قبول پڑے، سر اپنا بلند ہوتے تو اس بلندی پر چڑھے۔ بیت

تاکہ از جانبِ معشوق نباشد کششے ∴ کوششِ عاشق بیچارہ بجائے نرسد

کتے ہیں کتیک طالباں اپنے مرشد کوں پوچھے، اپنے سد کوں پوچھے، کہ ظاہر کی صورت تماری دیکھتے ہیں اپنی باطن کی صورت ہمنا کوں دکھلاؤ دو مرشد کامل تھا، واصل تھا، صاحبِ دل تھا، بولیا کہ جہیں جاں عاشق ہوتے ہیں وہاں دو لوں میں جو عشق ہور محبت ہے، ناز و نیاز ہور لذت ہور راحت ہور مشقت ہے دو میں ہوں، منجے دیکھو، منجے سمجھو، منجے پاؤ۔ وے ہر ایک ناداں تی ہر ایک ناقص تی یو بات تک چھپاؤ۔ یو دو "انا العشق" کا مقام، عاشق جانتا ہے، عابد کوں یو کاں فام، توں جانتا اس کا دو جانتا کہ تیرے پر عاشق

ہیں، تمہیں دو نوں بی میرے پر عاشق ہیں، میں ترساتا، میں تپاتا، میں آگ لاتا
میں جلاتا، اس جلنے میں کیا ہے سو دیکھ، اس تلملنے میں کیا ہے سو دیکھ۔ وو جلنے میں
ہے ہور جلتا نہیں۔ وو تلملنے میں ہور تلملتا نہیں۔ اے عاشق! اے رہ رو! اے نیک
تو کنیں دیکھتا ہے تو اس دیکھنے میں بی ایک شخص دیکھتا تو کسے خبر کچھ نہیں، سب
یہاں کچھ بیخبر ہو جاتے ہیں، دہاں کا کسی میں اثر کچھ نہیں، وو ودچ ہے، جیکچھ ہے
سو یو چھپے ہے، بعضے سب کوں ذات چ کر جانتے، سب کوں ذات چ کر پچھانتے۔
دے یہاں بات ہے، یہاں بر دو یہاں ست بات ہے۔ جوں ہمارا وجود ہی ہمار کی
سنگھات، تیوں ہے یو ذات ہور صفات، انکھی کوں دیکھ کتے تو دیکھتی، ہات کوں
کچھ لیا کتے تو لیاتا، پاؤں کوں بیٹھ کتے تو بیٹھتا، اٹھ کتے تو اٹھتا جدہر جا کتے ادہر
جاتا۔ ہات ہور پاؤں ہمارے ہیں، ہمنا سوں ہیں دے دو ہمیں نیں۔ یو سب ہمارے
فرماں بردار ہیں ہمارے حکم باج کنیں جا سکتے نہیں، اس دضا سوں، صفات تابع
ذات ہے، جو ہمیں ہور ہمارا ہات ہے، یوں کتے ہیں سب کہ الانسان بنیان الرب
جدہر ذات لے جاتا، ادہر صفات بی آتا۔ بندہ سو صفات خدا سو ذات۔ عشق
کوں خدا نزدیک عقل خدا کوں خدا بجو جود عقل غائب ہے کر جانتی ہے، عشق جانتا ہے
کہ حاضر حضور ہے جو عشق کا غنچہ پھول ہو کر کھلیگا، تو اس پھول میں باس ہے سو خدا
البتہ ملے گا۔ بات کا عالم بہوت بڑا عالم ہے، کور باطن کوں اس عالم میں گزر کم
ہے، یو اپنے دل کا ریش دیکھنے کی جاگا ہے، یو خوب اندیش دیکھنے کا جاگا
ہے، اگر کوئی جیپ دیکھے گا آسمان، کیا سمجھے گا بچارا، جو بات نا آسی میانے بیان
بات خدا کی ذات میں ہے، ظاہر باطن سب بات میں ہے، جو کوئی بات میں آیا
انے خدا کوں پایا۔ یو زبان سوں بولتے سو بی بات کچھ ہے، ہور دل پر جو خطرہ
آتا ہے وو بھی بات کچھ ہے۔ یو بات ہور جاگا انیچ ہے۔ جو بات نہیں آئی کچھیں

چھپی سب خدا خدائی ۔ حیوان کا بھی یو چہ حال ہے، دے وہاں خطرے کا چال ہے ۔ ہور جتنی بھیتر کی ہے ذات، وہاں خطرا ہے نہ بات، بھیتر ہے جال لگن، دو تمام سن، زمین بہت بڑی اس میں نبی ہور ولی سمائے ہیں، جائیں گے بھی خاکیچہ میں ہور خاکیچہ میں تی آئے ہیں، اُسیچ میں تی نکلے ہور اسیچ کا بکلایا کھاتے، آخر جانگے دہانچہ ہی نہ کہیں آتے نہ کہیں جاتے ۔ اما خدا کی شان ہور شوکت عدل ہور انصاف کی جاگا سو آسمان، اگر ایس کوں کچھ مشکل پڑے تو دل سوں آسمان پر جانا، اگر خدا سوں عشق بازی ہے، ہم رازی ہے، خدا باج ہور طالب نہیں ہے ۔ خدا سوں محفوظ ہونے منگتا ہے، تو خلوت دل ہے ۔ دل میں آتا سب چھوڑے باج دل میں رہیا نہیں جاتا، یو اسرار ہر کسی کنے کہیا نہیں جاتا، اس بات میں جیاں کو یادوں کو پڑے ہیں گھٹے، دیکھ میں اچھنے خاطر یو عالم سب سٹے ۔ کہتے ہیں کہ بات میں بات آتی ہے تو بات کہی جاتی ہے ۔ وہی حسن ہور دل کا گفتار، جو بات کتے کتے چھوڑی تھی اس ٹھار ۔ القصہ:۔

نظر بولیا کہ اے بن کی پری، اے نادر سندری، اے دنیا کے سرگ کی ابچھر اے گنونتی گن بھری! توں دل لائی، تجھے بھوت بڑی ہوس آئی ۔ توں جس بے دل کوں ان سہانگے ہے، دل کو ان بھی حسن بھوت بھاتا، دے ۔ دے میں کیوں تجے دل سے ملاؤں، ہیں دل کوں کیوں تیرے کنے لیاؤں ۔ میں تجے کیوں دکھلاؤں ۔ یکایک کیوں لیایا جاتا ہے، کیوں ملایا جاتا ہے، فرد:۔

میرے کہنے تی آتا ہے جو میں لیاوں
دو دل کیا اپنی بھاتا ہو جو میں لیاوں

دل کوں تیری کنے لیاتا ہے، سو خون جگر کھاتا ہے، یک پادشاہی

سلہ گھٹے ۔

کوں اٹھاتا ہے، یک پادشاہی میں ظلل بھاتا ہے، کچھ عقل، کچھ تدبیر، کچھ ہنر کرتا ہے، عالم عالم کوں زیر و زبر کرتا ہے، سر کا خطرہ ہے، جیو کا ڈر ہے، عقل پادشاہ، عالم پناہ، ظل اللہ، صاحب سپاہ۔ حقیقت آگاہ، جو دل پادشاہ صاحب سپاہ کا باپ، انے دل بادشاہ کوں تن کے کوٹے میں اسیر کیا ہے کہیں نا جاوے کر تدبیر کیا ہے، نہ کدہر جان دیتا نہ کدہر آن دیتا۔ کہ دل عاشق ہے، جان ہے، کیا جانے کیا کرے گا کر دل میں گمان ہے۔ دل کوں تو اس باپ جتا ہے وے بڑے جو کچھ کرتے ہیں اس میں بہت نفلہ ہے۔ فرد:۔

جو کوئی بندیاں نے کس کے سنپڑے

خدا بن حال کوں کون اسکے انپڑے

اس باپ کے حکم میں گرفتار ہے، اپنے بھاتے میں نہیں بے اختیار ہے۔ دل ہزار ہزار جاگا پھرنے تلملتا، دے و دباپ ہے کیا کرے گا باپ سوں کچھ نہیں چلتا ما، باپ، مجازی خدا انو کے حکم سوں کیوں ہونا جدا۔ انو دنیا میں لے آئے، انو پرورش کئے، انو بڑھائے، اور سوں بے ادبی کیوں کر یا جائے۔ انو خوش تو خدا رسول راضی، انو خوش تو ہر دو جہان میں فتح بازی۔ انو کوں اپس نے راضی رکھنا، انو کی دعا لینا، انوں سوں ادب سوں چلنا، انوں کوں دعا دینا، یو بہوت ادب کی ٹھاؤں ہے۔ تو بچہ لگی خوبی ہے جو نگن سر پر انو کی چھاؤں ہے۔ ماں باپ کی مہر دوسرے میں نا آسی، یو مہر کوئی دوسرے میں نا پاسی، محمد مکہ بڑا مدینہ سو ماں باپ، صبا اٹھ انو کا موں دیکھے جھڑتے سب پاپ۔ اگر خدمت میں اپنا جنم کھوئیگا تو بی ماں باپ کا ترانی کوئی کیا ہووے گا، ماں باپ کی رضا میں چلتا ہے سو وہ ادب دار، بہوت نیک بخت برخوردار، وے اے نادان تمہارا بھی ایک بات ہے دو تیر بچہ ساتھ ہے، اس درد کا دارو سو

تو تجہ ہے ، اس دریا کا اتار دسو تو تجہ ہے ، اس زخم کے مرہم کا مایا تیرے پاس ہے ۔ اس داغ کے ریش کا پھایا تیرے پاس ہے ۔ اس بیمار کوں شفا تجتے آنا ہے یو نقصان نفع تجتے پانا ہے ۔ اس امید وار کی امید تو بر لیانا ، اس اس غم کش کوں خوشی توں دکھلانا ۔ وقت پڑیا کیس کوں کام آنا بھوت بڑا ثواب ، پیاسے کوں پانی پلانا بہت بجا ثواب ہو ۔ پڑے کوں اٹھا کر کھڑا کرنا بڑا دھرم ہے ، ہے ۔ نیچے کوں بڑا کرنا عین کرم ہے ۔ ایسا کوئی تگ ہے جسے نیکی پیاری نہیں نیکی دنیا میں ضائع ہونہاری نہیں ۔ نیکی جس ٹھار پڑیں گی ، اس ٹھار نکلیں گی نمکی پھتر پڑیں گے تو پھوٹ کر بھار نکلیں گی ۔ سب ٹھار کرتی یاری ، نیکی قیامت کی چھڑانہاری ، نیکی دشمن کوں دوست دار کرتی ۔ نیکی سوں جن نے بدی کیا تو نگیچ اسے خوار کرتی ، جتے دنیا میں آکر گئے ، سو نگیچ کر گئے نیکاں نے نیکی کرنا ، دنیا میں نیکی نا بسرنا ۔ مجے یو فام ہوتا ۔

کرتی ہے تو سب کام ہوتا ہے ۔ کیا داسطہ کہ آج برساں ہوتے ہیں قرناگزرے ہیں جو دل کوں آب حیات کی پیاس لگی ہے ، پیاس پکڑیا ہے محبت دامنگ راس پکڑیا ہے ، بہت آس لگی ہے ، اس آب حیات کی خاطر بہت حیران ہے ، پریشان ہے ، سرگرداں ہے ، نشان پوچھتا ٹھاریں ٹھار ، کوئی نیں ہے اس آب حیات کا نشان دینہار ۔ جو کوئی غم میں سٹر کر اسیر ہوتا ، خدا جہ اسو قت آ دستگیر ہوتا ہے ۔ اگر کوئی توں نزدیک کا آدمی دیوے گی میرے سنگھات ، ہور دو جیوں آب حیات کاں ہے سو بوے گی بات ۔ تو میں جا کر سمجھا کر ، دل کوں تل میں رام کروں گا ۔ تیری خاطر یو کام کردں گا ۔ تیرا بی کام ہوتا ہے ، اسے بی آرام ہوتا ہے ، میرا بی نام ہوتا ہے ۔

---

۵۸ کوں ہے

کیسے ہے عقل اپنی ہور کیسے ہے اپنا نام
بھوت عقل سوں کیا ہے نظر ہو دل کا کام

حسن دھن من موہن جگ جیون، اک غلام دھرتی تھی کہ غلام اک پل میں مشرق ہور مغرب میں پھر آوئے، آسمان زمین عرش و کرسی کی خبر لیا دے۔ بیگی میں بھوت مشہور، باد اس کی شرم حضور صورت نویسی کے کام میں تمام۔ خیال اس کا نام چتر چوسار، حسن کا آئینہ دار ہر ایک کام میں اس کا آڑ تھا، تعریف تھی کچھ بیلاڑ تھا۔ بیت:۔

دل کوں کوتی جا کو بیگ بولو بات
دل ملیا ہے اتال آب حیات

بارے حسن دھن، من موہن کنے ایک یاقوت کی انگشتری تھی، او س آبحیات کے چشمے پر مہر کری تھی۔ حسن حور نے انکھیاں کے نور نے، دل کوں بلانے خاطر دو انگشتری دی خیال ہور نظر کے ہات، اپنے جیو کی جو کچھ تھی سو بولی بات، کہ آب حیات کا یو مہر نشان ہے، لے کر جاؤ، دکھلاؤ ہور دل کو مجھ لگ جیوں تیوں لے کر آؤ۔ کہ وہ طالب ہے، آب حیات کا اشتیاق اسے غالب ہے۔ آب حیات کی یو بات سن بہوت آرام پا دے گا۔ البتہ البتہ آوے گا۔ بیت:۔

حسن یوں منگتی ہے جو دل کوں بھلاوے
دل بھولا بھولیا سو کیوں نا آوے

خیال ہور نظر حسن کنے تی رضا لے کر، دعا دے کر تن کے شہر کوں چلے، دونوں عاشق، دونوں چلے۔ کیتک دلیاں کوں چلتے چلتے تن کے شہر میں آئے، دل بادشاہ صاحب سپاہ، ظل اللہ کا دیدار پائے۔ نظر یو خوش خبر لیا، تسلیم کر گزریا۔ سو قصا بیان کیا، حال حقیقت جو کچھ تھا سو

سب عیاں کیا۔ فرد:۔

دل خوشی میانے آج بہوت آیا
دل نے مقصود آپ نے پایا

دل نظر کوں اپنا ہم راز کیا بہوت سرفراز کیا، ہزار ہزار شاباشی دیا۔ گلے لایا۔ کہیا کہ مرداں جو ہیں سو ہمت کرتے ہیں، جیوں بولتے تیوں کرتے ہیں، ہمت دھرے تو یوں دھرنا، کچھ کام کرے تو یوں کرنا۔ فرد:

خبر معشوق کا جو کوئی لیا دے
وہی معشوق آدھا کیوں نہ بھاوے

دل رو رو کر، ہنس ہنس کر پوچھ پوچھ بات پوچھیا۔ کیتک وقت لگ پوچھ پھیر پھیر کر پوچھ بات پوچھیا۔ اس کا بس ہوتے تو سارا دیس ساری رات، پوچھتا اچھے پوچھ بات۔ جیسا نقل کہے کھول کھول، دل کہے کیوں کیوں پھرا بول پھرا بول۔ عاشق کنے جو معشوق کے موں کی بات آتی ہے، وہ ایک بات لاکھاں پاتی ہے، اس کی لذتکیاں کہوں کہی نہیں جاتی ہے۔ من ذاق عرف یعنی جا چکھی سو جانے، نہیں چاکھیا سو کیا پہچانے۔ نظر سوں اس دھات بول بول بات بول، حسن دھن، من موہن، محبوبی کا گلشن، جگ جیون کے خیال کوں، اس خبر دہندہ وصال کوں، اگے بلایا بہت خاطر داشتی کیا، بہت سمجھایا، تقوا دیا آخر خیال ہور نظر دونوں مل کر، یک دل کر، وہ یاقوت کی انگشتری کا نشان کر اس پری نے اس حور تی عالی استری نے ان گنونتی گن بھری نے دی تھی سو دل کے ہاتھ میں دیئے، خدمت اپنا مجرا کئے۔ دل وہ انگوٹی دیکھ چوم چاٹ سر چڑایا، کہیا بارے کام یہاں لگ آیا، میں اتال اپنی امید پایا۔ یو باتاں ہوتے پچھیں

عہ نگینہ۔

یو حکایتاں ہو نے پچھیں، نظر نے، صاحب ہنر نے، جیو کے جگر نے، خوش خبر نے بولیا کہ اے دل بادشاہ، صاحب سپاہ، عالم پناہ ظل اللہ حقیقت آگاہ اپنی شفقت اپنی محنت میں اس خاطر کیا کہ توں، پچھانے، توں مجھے مانے، میرا اکھا سو میں کیا، اتال تیرا توں جانے، آصف نے ایسا کام سلیمان کی خاطر نہیں کیا بلقیس کے باب، تو صاحب تھا، اس عشق میں بڑی بے تابی دیکھ میں ایس پر قبول کیا یو عذاب۔ اے دل بادشاہ، عالم پناہ توں جس کی خاطر تلملیا، میں تجھے دیکھ جلیا، توں اتھاہ بے تاب، بے دل، بے آرام، میں نفر بختاب مجھے آسودگی ہوئی حرام۔ نفر کہنے تو کیا سب نفر ہو گئے، سیچے اصیل سیچے معتبر ہوئے، نفر ہونا کچھ جدا ہے، جو کوئی نفر ہے انوں کوں سمجھے گا انگے خدا ہر نفر نفر فرق ہے سب کوں برابر نکو دیکھ، ہر ایک بندگاں خدا سے سیر نکو دیکھ، جس نفر تی کچھ خوبی ہو آئی، ظاہر نفر، باطن دو بھائی۔ خوب نفر کوں کہاں ہے جوڑا، جتنا اسے دیئے اتنا تھوڑا۔ مال خوب نفر کوں دینا خوش حال کر۔ کتیا کوئی رکھے گا صندوق میں گھال کر۔ جس نفر کی خدمت بادشاہ کے دل میں جمی، اس نفر کوں مال کی کیا کمی؟ کہاں اگ کا شعلہ کہاں برق، میرے کام کوں ہور دسریاں کے کام کوں زمین آسمان کا فرق۔ صاحب سمجھ کر نفر کوں ہاتھ پکڑے تو نفر کا ہووے نام، کون چاکر کس بادشاہ خاطر کیا ایسا کام، ساری پادشاہی تھی وے یو کام کوئی قبول نیں کیا، میں قدم انگے رکھیا، جیو پر ہور کھیلیا، میں یو کام اپنے سر لیا۔ مرد وو جہاں سب ڈرتے وہاں نہ ڈرے، مرد وو جو کوئی نہ کر سکے سو کرے۔ دل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے بولیا کہ اے نظر اے پُر ہنر، جو کچھ بولتا ہے سو خوب بولتا ہے، بہوت خوب بولتا ہے، دل کی کھڑکیاں کھولتا ہے۔ یو نچہ ہے، جوں

توں کتا ہے سو سچ ہے۔ میں بی جانتا ہوں، نفر کوں پچھانتا ہوں، جیوں تیرا منگتا ہے دل دو وو دیکھ تیری مراد ہوئیگی حاصل۔ تو دانش مند دانا دور اندیش بہوت راست ہے، مال کیا تجتے زیاست ہے، سچ کتا ہے مال خرچ کرنے کوں ہے نہ کہ خالی صندوق میں بھرنے کوں ہے۔ مرد وو جو خدا دیا سو مال اپے خرچے، اپنا ناؤں جگا دے، نہ کہ یو مال چھوڑ آدے تا ہور کوئی آ دے۔ ہور کوئی کھایا ہور کوئی اپنا ناؤں کیا تو اسے کیا حاصل۔ میں سمجھتا ہوں اتنا اس بات سنے نئیں ہوں غافل۔ خدا دیا سو مال اپنا آپے کھانا۔ ہور اپنا ناؤں آپے جگانا۔ جو کوئی چھوڑتا ہے سو ہور کیس کی خاطر چھوڑتا ہے، گناہ گار ہور بدنام ہوتا ہے۔ مال سو میانے میان ہور کوئی کھاتا۔ کھانہارے کھا کر جاتے، خدا کے پوچ بچار سب اس پر آتے۔ کدھر کدھر کا حساب۔ کاں کاں کا بچارا دینگا جواب، اپنا اپے ناکرنا نقصان۔ شرم حضوری خود رازیان۔ حساب کا بدل سب کسے بجھاتا، ملاحظہ کام نیں آتا۔ کس مفلو کاں کا تو کیا نیوے گا، تیرا جواب کیا خدا کوں ہور کوئی دیوے گا۔ یہاں سب پھسلا کر کھانے آئیں گے، وہاں کوئی کیا میانے آئیں گے؟ نفسا نفسی کھڑے گی، اپنی اپنی پڑے گی، میں پوست کندہ کتا ہوں فاش، جاں ایسے دوست ابھنگے، وہاں دشمن کیا قماش یو بات سن آدمی جھلے، ایسے دوستاں تی دشمن بھلے۔ دشمن تو نہ پیچھے ہے راستہ پاک ہے۔ دوست ہو کر دشمن تی زیاست کرتے ہلاک۔ توں اگر اپنا دوست ہے تو دشمن سوں پچھان۔ گمان کیا خاطر رکھنا میانے بیان، توں اپنی حد پہ چل جو دوسرے بھی اپنی حد پر آ دیں۔ اتنے بی میٹھا نہ ہونا جو مکھیاں توڑ توڑ کھا دیں۔ بھلا آدمی کچھ کرتا تو یو کچھ کوں کچھ پاتا۔ کرتیاں کوں سکے نہیں تو موں چاٹتے آتے۔ جو کوئی ہیں ملوک، جیاں سوں دیسے کرتے سلوک، نفر ہزار ہزار بار

ہو تو بی صاحب نے اپنا داب رکھنا اپنا حساب رکھنا۔ توں حساب کو چھوڑ، یہاں تکو جا طرہ کہ خدا بولیا۔ دمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ۔ جاں صاحبی تیری ہے جان دھرمے ہے کتاب ہے، وہاں تو ذرے ذرے کا حساب ہے، لوکاں کھا کھا کر جاتے تغادے اس پر آتے۔ یو عشق میں دیوانگی، یو عقل میں نادانگی ہے۔ عاقل ہو کر کوئی دغا کھاتا ہے، جان کر کوئی اپس پر بلا لیاتا ہے۔ اپنے مال کی خبر لینیا فرشتہ ہوا بھی حق تی زیاست نہ کھانے دیتا۔ نفراں کھا جائیں گے نفراں کا کیا جاتا، خدا رسول کا بول صاحب پر آتا، جیوں خدا دیا تیوں لینیا بھی جانتا ہے، کسے کچھ دیتے بھی جانتا ہے۔ اگر ایک نہیں دیتا تو دوسرا آگر دیتا، اپے عقل میں کم جانا اپنا، اپس کوں بی خدا اچرا کیا ہے، بھوت کچھ دیا ہے۔ اے بی بھوت کچھ دینا بھوت لینا۔ خدا کیا ہے کہ دنیا میں دس آخر کون کتر، یہ خدا کی بات ہے اسے تو تکو کتر۔ تجہ میں بھوت ہے گن، کسی کا یو بی بول سن دنیا دو دیس کی مہمان، ٹھیک پچھان۔ نام کرلے، کچھ کام کرلے۔ بی کیا فر پاوے گا، بی کیا تو کرنے آدے گا۔ دہیا سو انگن ہور کا ڈیرا، جو کچھ تو لیا سو تیرا۔

بارے القصہ نظر نے حسن کو دیا تھا خوش خبر، دل کا دل تازا ہوا بلکہ تا تا تر۔ دل کی دل میں بھری تھی آس۔ اس یاقوت کی انگشتری تی آنے لگی آب حیات کی باس۔ دل کے دل میں جیو آیا۔ خیال کو نزدیک پایا۔ پوچھا کہ توں کیا کام کرتا ہے، کیا ہنر دھرتا ہے۔ بیت:-

اے یار آدمی آئے اگر یار پاس تی
پھر پھر کے بات اُس سوں کرے عاشق اُس تی

دو بات بھوت سوادبھری، جو بات دو نار کری۔ جیوں جیوں سنتی

لہ صاحب۔

تیوں تیوں بھاتی، جیو میں ہزار ہزار خوشی لیاتی۔ معشوق کنے کا جو آدمی آتا، وو بہوت بھاتا، اس پر بی بہوت پیار آتا۔ معشوق بول بھیجے سو باتاں دل کا دلاسا ہے، یو باتا پھر پھر پوچھتا، پھر پھر سنتا عاشق کا فعل خاصا ہو جہاں جیو لگتا وہاں ان باتاں تی جیوں نہیں بھگتا۔ بارے خیال بولیا کہ میں نقاش ہوں، صورت نویسی میں میرا ناؤں ہے۔ بچتر ہوں، چتر چتر نا میرا کام ہے۔ ایسا چتر چتر چتروں جو دیکھے سدنا رہے، جو کوئی دیکھے۔ شاباش شاباش کہے۔ بیت :-

خوش خیال نے ایس کے ہنر کی صفت کیا

عاقل انھا تو جیو بھلانے یو گت کیا!

دل کہیا کیا چتر نا سو چتر، دیکھیں تیرا ہنر۔ خیال خوش حال ہو کر ہات میں لے قلم، اسی دم، من موہن کی صورت، جگ جیون کی صورت حسن دھن کی کی صورت، لکھ کر دکھلایا، دل دیکھتیچ اس حسن کی عجائب صورت پر من ہر مورت پر عاشق ہوا وو نقش بھایا۔ اس نقش کوں جیو لایا سدھ کھویا بدھ کھویا آہ نالے بھرنے لگیا دیوانی دیوانی چالے کرنے لگیا۔ عقل سٹیا ہچہ ہوا، کچھ تھا سو کچھ ہوا۔ طاقت گئی، صبوری نہ رہی، بے خواب ہوا، بے تاب ہوا۔ معشوق میں ایتی دوری عاشق میں کاں کی صبوری نیندن کہے حسن حسن بوجھ لگی تھی اس کو دھن

بیت :-

بہت بے تاب ہے دل، دل منے کچھ تاب نیں اُبریا

جگر میں لہو کہاں کا لہو کی جا گا آب نیں اُبریا

بارے آخر خیال ہور نظر سوں بچار کر دل شہر دیدار کا عزم کیا عزم جزم کیا۔ اس وقت دل پاس ایک وزیر تھا وہم اس کا نام، وہم

اس کا کام، برہم اس کا قام۔ فرد:

نزدیک دل کے تو دل کا مراد سب آیا
یو دل کے کام منے دہم آخلل بجایا

ان نے سنیا کہ دل اتال جاتا ہے، آپ دل بجاتا ہے، ایسا اندیشا اندیشا اپی مارتا لیے پاؤں پر تمنیا۔ خیال ہور نظر کی بات کوں لگے گا، تو کیا ہمارے ہات کوں لگے گا۔ بہوتیچ بگڑیا ہے اضطراب، آخر ملک سب کریگا خراب۔ پروا نہیں کرتا تاج ہور تخت کا، کیا جانے کیا لکھا ہے بخت کا، بیگ بیگیں عقل بادشاہ عالم پناہ، ظل اللہ صاحب سپاہ کنے جا کر جیولا کر ان چور نے ان حرام خور نے چاڑی کھایا، بچپاڑی کھایا۔ انکھیاں ہیں پانی لیایا، سب کھول کر کہا مایا کہ نظر جو تن کے شہر میں تی تائب ہو گیا تھا، غائب ہو گیا تھا کیا جانے کاں رہیا تھا سو اتال آیا ہے، فتنہ اچایا ہے۔ عشق بادشاہ عالم پناہ کی بادشاہی میں تی ایک گھر گھالو دغاباز خیال نام نقاش کوں سنگھات لیایا ہے۔ یو دو نے جنے مل کر منگتے ہیں۔ جو دل کوں دیدار کے شہر کے ادھر لیجاویں، اس بھرے شہر میں کچھ فتنہ اُچاویں۔ تن کے ملک کوں خراب کریں ایک بلا لیا دیں، لشکر سب بے خبر، کون جانتا ہے کس ہیں کیا ہے مکر، مبادا کی بلا آوے۔ یو ملک ہمارے ہات تی جاوے۔ اس بات کوں نکو تاخیر کر، بیگیچ کچھ اس کی تدبیر کر۔ جو کرتا ہے سو کر آج، کچھ کھلا بڑا ہوا تو پچھیں کیا علاج۔ نیئں تو وہیچ مرہٹی مثلا ہوتا، بھوت جھیلیا جھیل جھیلیا، بیل کی لا مکھی زمیوں یا کیلاہ ہور فارسی میں بھی بولیا ہے، سمجھایا ہے مرد (مصرع) کہ علاج واقعہ پیش و قوع باید کرد۔ ایسیاں تی بہتیاں کا گھر گیا زر گیا۔ نہ ناؤں نہ نشاں تو رہیا۔ اگر کچھ دل میں برائی لیا وے تو

کیا عجب ، ہمارے نو کاں کو ہمارے تی پھر تو کیا عجب۔ جو کوئی اس مکر سوں جا کر اس مکر سوں پھر آدے گا وو کیا ایسے کا ماں تی پچھیں جاوے گا۔ میں کتا ہوں تجے ، توں تو عقل ہے ، دے مجھے یوں دِستا کہ آخر کچھ خلل ہے یوں نظر کا آنا جانا ، یو خیال کوں سنگات لیانا ، یوں دل کوں پھسلانا ، بولر یو زمانہ ، خدا خیر کرے ، کسی سوں نہ بیر کرے مجھے کچھ دھرکت نیں دستا کچھ گت نیں دِستا۔ میری فکر میں یو درست نیں آتا ، مجھے نہیں بھاتا۔ میرے بول بہت تتے ، دے دانایاں کے دل میں رہتے۔ باقی سب ٹکڑے کے گتے ، جو صاحب کہے تو ہوئے صاحب ہوئے صاحب کتے خوش آمدی کا ایک بد ، اے عقل بادشاہ میری بات جان پچھان کر عشق بادشاہ آخر تجھ سوں لڑے گا ، تجھ میں ہور عشق میں کچھ قصہ کھڑ یگا کام مشکل پڑے گا۔ توں راجوٹ کر عشق سوں صلح کیا ہے۔ عشق نے تجھے بھاگ بھروسا دیا ہے۔ قول و قرار ہے کرتا ہے ، تمہارے میانی میان پروردگار ہے کر کتا ہے ، اپنی محبت اپنی ہمت کر دکھلایا ہے۔ بہت اخلاص میں آیا ہے۔ بادشاہاں میں یو بی ایک جنس کا مکر اچھتا ہے اس شکر میں زہر اچھتا ہے۔ خوب اگر یو قول قرار ہے اس قول میں ہول نہیں تو واہ واہ اس تی کیا خوب ، اس تی کیا بہتر ، دا اگر اس میں کچھ ہور فکر ہے تو نعوذ باللہ خدا پناہ دیوے۔ آدمی بچیا کدھر کدھر۔ خدا کرے جو یو قول و قرار اچھو اس کا یو تجہ پیار اچھو ، یو تجہ دوست اچھو ، دائم دوستدار اچھو۔ غرض نامراد کیا منگتا ہے مراد۔ اڑیا کیا منگتا ہے امداد۔ جس پر مشکل ہے اسے کیا ہونا ہے آسانی بقول اہل ہند پیاسا کیا منگتا ، پانی۔ دانا کی تدبیر بہت دور جاتی ہے۔ مجے یہاں بڑی فکر آتی ہے۔ مقصود دل محبت لانے کیا ہے ، خدا جانے کیا ہے ، ڈھنگی دانش کا ادتھل بد کوں جانے کہاں دِستا ہے۔ اجھوں مقصود نا بین

خوف ورجا دستا ہے۔ دانا اپنا دور دیکھتا ہے کہ ہر کسی کی عقل کی نظر وہاں کام نہیں کرتی، ایکیچہ بات میں ہزار منزل ہے فام نہیں کرتی۔ کہے ہیں اہل فہم کر دل میں بادشاہاں کا بہت اچھنا سہم۔ بولے ہیں اہل سلوک کہ "لا وفا للملوک" جیوں شراب کا اثر تیوں بادشاہ کا پیار، ایسے پیار کوں کیا اعتبار، تل میں اترے تل میں چڑھے، ایسی جاگا ہوشیار اچھو گئے ہیں بڑے۔ ایسے پیار کوں نہ پتیانا، ایسے پر مغرور ہونا جانا۔ چڑھتے وقت وو خوشی ہور اترتے وقت یو جفا، نعوذ باللہ آدمی کی ذات تل میں سینا ہوئے خفا۔ آدمی کا دل سو کتنا، جو سو سے جفا اتنا۔ آدمی ہوریک دم، اس پر بھی ہزار ہزار غم، بادشاہاں کوں کس کے غم کا کیا خبر بلکہ عالم کا کیا خبر چوں حافظ کتا ہے۔ بیت

خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے را چہ غم
کز خار و خارہ سازد بستر و بالیں غریب

جو کچھ بادشاہاں کے دل پر آتا، وو کس تی رکھیا نہیں جاتا۔ جو آگ پر بارا چلتا تو سو کا ہور گیلا مل جلتا، شراب کا نتیجہ آخر خماری ہے، ہلاکی ہور خواری ہے۔ اس مستی کا وقت توبی میسر نہیں آتا، پچھیں خماری کے کھینچا کھینچی تی جیو جاتا۔ جو کوئی نیک ہے، اسے سمجنا واجب ہے دنیا کا بد، جو فارسی میں کہیا ہے کہ ایں محنت بآں راحت نمی ارزد۔ ایسی مستی سوں ضرور ڈرنا لگتا ہے، بھوت حذر کرنا لگتا ہے۔ آسودگی سوں جینا ہور تھوڑا کھانا بھوت غنیمت ہے، اگر کوئی سمجھے گا تو اس بات کا مانا بھوت غنیمت ہے۔ بھوت کھا کر یو دکھ بسانا، آدیچہ تی تھوڑا نا کھانا۔ توں بھوت کھائے کر بھوت مرتا ہے، دے بھوت کھانا کسے جرتا ہے مست ہتی پادشاہ ہور باگ، یو تینو بھی ایک جنس کی آگ۔ اس آگ میں پڑے سو تھوڑے کوئی سلامت بھار آئے، بھوت جل راگ ہوئے اس ایکچہ میں سمائے۔ آگ کی جنس تک غافل

ہوئے تو جا لیچ گی، راک کر کر اچھا لیچ گی۔ زور آور کا پیار، گھڑی میں پھرتے میں بار۔ پادشاہاں اس دنیا کی خاطر اپنے باپ ہور بھائی تی نیں گزرتے، اتال دسریاں کا انوں کوں کیا ملاحظہ دوسریاں سوں قول و قرار کیوں کرتے، دانش منداں اندیشہ اندیشتے بھوت دور، ہور حدیث یوں ہے کہ "الدنیا کذب لایحصل الا بالزور"، یعنی دنیا جھوٹ ہے ہور جھوٹ بغیر ہاتھ نیں آتی، یو حدیث تو فکر کوں کہیں کا کہیں لے جاتی۔ اس ٹھار عاقل کو عقل کوں قرار نہیں ہے، یو امین رہنے کی ٹھار نہیں ہے۔ خدا یو کام راست لادے، کسے کسی کے پھاندے میں نا پھادے۔ جیتی دوستی جیتی یاری اچھے تو بی، جیتی محبّت، جیتی مرّوت جیتی دوستی جیتی یاری اچھے تو بی جیتی محبّت، جیتی مروت جیتی دل داری اچھے تو بی سب اپنی جاگا بھوت ساو چیت رہنا۔ جو کوئی اپنی دوستی دکھلا دے تو اپے بی دوستیچ ہی کہنا۔ جوں حافظ کتا ہے سگھڑ جیتر سجان غیب کی بات بولن ہارا، "با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا" سوں پر ہیچ دوستی دھرنا، موں پر اس تی بھی محبت کیاں چار باتاں زیادیچ کرنا اس کے اودھر تی خوب آتا، تو ہمارے ادھر تی بی خوب آتا، نہیں تو چار باتاں کرتے ہمارا کیا جاتا۔ فرد:۔

دل را بدل رہے ست دریں گنبد سپہر
از سوئے کینہ کینہ داز سو مہر مہر!

مقصود جاں اچھوتاں، دسے موں پر اہاں کوں ہاں۔ غرض اپی اپنی سمجھ سوں اچھے تو برا نیں ہے، اپنا تمام کام سمج سوں اچھے تو کچھ برا نیں ہو ہوشیاری مرداں کو بھوت پیاری جوں دکھن میں چلیا ہے کہ میاں منے دنیا میں رہتے، ہاں کوں ہاں کی نیں سکتے۔ اس گردش فلک میں کیا جانے کیا ہوتا، ایک پلک میں کیا جانے کیا ہوتا ہے۔ یو بھی بات سنی اچھے گی شاید، شب حاملہ

است فرداچہ نمی آید۔ نفر کیا منگتا۔ صاحب کا ظفر، صاحب کا فتح ہوئے تو
مراد کوں اپڑے۔ جتی فکر صاحب کوں ہے اُس تی زیاست فکر نفر کوں اچھنا
ایسا نفر گھر کی نگہ داشتی کرنے کوں اچھنا۔ گھر کی خاطر صاحب کوں غم کیا مانا
گھر کے دھندے بدل صاحب پر کم کیا مانا۔ بھار کے بڑے کام کوں اچھنا ہے
صاحب کوں فکر کچھ زیاستی مال ملک ننگ و نام کوں اچھنا ہے۔ صاحب کوں جو گھر کے دھندے
کا ذکر ہچ ہیں ننگ و نام کی کورن کرتا فکر صاحب اے آسودہ اچھنے نفر کوں ملاتا صاحب ہچ
دھندے میں پڑیا تو نفر کیا کام آتا۔ بھگٹ کھا، نہیں سو تغا دے لیاتا۔ ایسے نفر بی کے
ستر عیاری نفر ایسے نفر بغیر سرے گا نہیں اچھتا تو بلا کے کوئی کیا کریگا۔ ایسے نفر کوں جوے
میں بھاؤ۔ ایسے نفر کوں آگ لا جلاؤ۔ نفر کوں کچھ فرا اچھنا۔ نفر کوں ہر ایک کام میں
ظفر اچھنا۔ نفر تی کام کا نیک کام، نفر تی صاحب بدنام، جو نفر نفرائی نیں
سمجھیا اس نفر تی کیا ہووے کام۔ صاحب کوں صاحبی سہانا بہت مشکل ہے، نفر
کوں نفرائی آنا بہت مشکل ہے، صاحب دریچ جیسے صاحبی کرنی آتی، نفر بیچ
ہو کر جانتا نفرائی ـــ "دور رام" جیسا صاحب آوے تو مہوقت جیسا نفر پیدا
ہووئے، دریا ہو کر بیٹھے کوئی تو وہاں آنے گوہر پیدا ہووے۔ صاحب نے صاحبی
پر کوئی بول نہ دھرے۔ بی نفرائی کی جھڑتی لینا۔ جو صاحب ہے دویوں چلنا
جو اپنی صاحبی پر کوئی بول نہ دھرے۔ صاحب جو صاحبی کرنا نا جانے تو نفر
کیا کرے۔ صاحب نے نفر کا دل ہات لینا ہے، جوں جوں نفرائی دسے تیوں
تیوں کچھ دینا ہے۔ تا نفر کچھ اُس بکٹے۔ ہر ایک کام کا ہوس پکڑے،
نفر تی کچھ کام ہو آوے، صاحب کا بی نام ہو آوے۔ جو اتنے پر بھی نفر
نفرائی پر نا کرے قرار، تو ایسے نفر کوں جاں پانی نہ ملے واں گردن مار۔
القصہ عشق بادشاہ سوں صلح صلاح کئے ہیں کرنے غم نہ اچھنا، ہر چند

بھاگ بھروسا کہتے ہیں گر ے غم نہ اچھنا، اپے اپنی جاگا گم نہ اچھنا بہت ہشیار اچھنا، در ہم نا اچھنا، تیرے پاس بی صبر و شکیب طاقت و قرار، آرام راحت، نشاط آسودگی، فراغت، آسائش، خوشدلی خوش خرمی، عیش عشرت، بہجت، شادمانی، بے غمی بہت خوب و زیراں ہیں۔ صاحب ہمّت، صاحب دانش۔ صاحب رائے، صاحب شمشیر صاحب تدبیراں ہیں۔ اینوں کا دل ہاتھ ے، انوں کی منہ کی بات ے۔ انوں سوں قول و قرار اچھے۔[۱] اینو کو یک وقت کر کے یاد آچ،[۲] جو تیرے دل میں ہے اس پر ایس کوں اختیار کر اچھ، عشق بادشاہ بہت ہے ور زور۔ تیرا عالم کچھ ہور۔ ہوتا ہے تقدیر کا کرنا۔ وے مرد تدبیر نا بسرنا۔ جیتے دنیا میں آئے انوں میں دو جنیاں نے خیفی کھائے۔ جنے جان کر غفلت میں پڑیا کچھ نہیں کریا، جنے اچھ کر نہیں کھایا کسے کچھ نہیں دیا۔ یو دنیا ہے سو عین لینا ہے لوگاں کہتے عین دیتے ہیں، دینے میں لیتے ہیں، دنیا دو دیس کی کچھ دنیا لیناچ کام آوے گا۔ کسی کوں تم کچھ دیناچ کام آوے گا۔

حدیث بی یوں آئی ہے کہ "السخی حبیب اللہ و لو کان فاسقا والبخیل عدو اللہ و لو کان زاہدا"، یعنی سخی اگر فاسق ہے تو بھی خدا کا اس پر پیار ہے، ہور بخیل اگر عابد ہے تو بی اس تی بیزار ہے۔ جھاڑ کوں پھل ہونا پھول کوں باس، جس جھاڑ کوں پھول نہ پھل اس جھاڑ کی کسے کیا آس۔ وو جھاڑ اپیچ نراس۔ کون آویگا اس جھاڑ پاس۔ وو جھاڑ کسے نیں کام آتا کیا تو جلانے کام آتا۔ آگ لانے کام آتا۔ جس ہات میں سخاوت نیں سو ہات ہے، نہ وو ہات ہے۔ جس دل میں ہمت نیں سو وو رگ ہے، نہ وو دل ہے۔ جس نظر میں اثر نیں سو پتھر ہے، نہ وو نظر ہے۔ فلانے کی فلانے پر نظر ہوئی کہتے وو نظر کا

۱؎ اچھے ۲؎ آج

ہے۔ ہر کسی اس نظر کی جزِ کاں ہے۔ دل کوں دریا کتے ہور قطرہ جوش نئیں کھایا
کھاتا۔ بات کوں بادل کتے ہور بند بہار نیں آتا۔ بات کوں موتی کتے ہور
کوڑی کا کام نہیں کرتی، وہ ایچ بات موتی جو موتی کا قیمت دھرتی۔ کیے
کچھ دینا کتے سو اول بائیچ دینا ہے۔ اس بائیچ میں مانک موتی لینا
ہے جس بائیچ میں دریا ہے، اس میں سب بھریا ہے۔ سامری نے موسیٰ
کا دین پھرایا، مسلمان ہوئے تھے سو لوگاں کوں کفر میں لیایا، تو اسوقت
موسیٰ نے سامری کوں بد دعا کیا، خدا کوں خوش نہیں لگیا۔ خدا نے موسیٰ
کوں منع کیا، کہ وہ سخی ہے اسے بد دعا مت کر، اس بد دعا کرنے اگرچہ
ان خطا کیا توں اسے خطا مت کر، درگزر، یہاں تی معلوم ہوتا ہے کہ سخی پر
کسی کی بد دعا چلیسی نا، سخی دشمن کے ہلائے ہلسی نا، سخی سخاوت کی دریا میں
ہے کسی کی آگ سوں جلیسی نا۔ سب میں بڑی عبادت سو سخاوت ہی جس
میں سخاوت ہے اسیچ میں شجاعت ہے۔ سخاوت نا اچھکر اگر کوئی شجاعت
کی بات کرے تو غلط جاننا ہے، شجاعت سخاوت سوں پچھاننا ہے۔ شوم
کو سخاوت کا لذت معلوم نیں اچھتا، شجاع ہرگز شوم نیں اچھتا۔ شجاع جیو پر
نیں نظر کرتا سو زر پر کیا نظر کرےگا، شجاع اپنے ناؤں کا عاشق ہے وو سیم و
زر کا کیا کریگا۔ دنیا مہمان ہے کیا قماش سیم و زر، یو سیم ہور زر صدقہ ہو ایک
تل کی خوشی پر۔ اپے گئے پچھیں ہیکا جانے گا وہے ناؤں جاسی نا، ناؤں
کام لوے گا ہیکا کام آسی نا۔ سخاوت بہت بڑی نسبت ہے کر جان سخاوت
ہر دو جہان کا بہشتی وان، سخاوت میں دین، سخاوت میں دنیا، سخاوت
میں ایمان، اس دنیا میں وو دیس خاطر اپنی سورات دھرتا۔ کچھ آخرت کی
فکر نیں کرتا۔ وہ ابدالآباد کی ٹھار ہے، یہاں تی وہاں جانے کیا بار ہے

یو بات ہے۔ جیوں لوگاں آتے ہیں تیوں چل جاتے ہیں۔ جیسا یہاں کرتے ہیں ویسا وہاں پاتے ہیں۔ یہاں اچھکر تچ اپنا گھر واں بندھنا ہے۔ ایک دیس تحقیق یہاں تی وہاں جانا ہے، ہمیں یہاں آئے ہیں وہاں کے کچھ کام کرنے خاطر۔ یاں اچھ کر وہاں کے کام فام کرنے خاطر۔ جنے یو فام کیا انے کچھ کام کیا۔ عاقل پر اتیا سمجھ کر کچھ نا کرنے نئیں، بہت کچھ لازم آیا ہے یا جاہل ہے یا شیطان بات ماریا ہے۔ یا دیوانہ ہے یا حضرت پر ایمان نہیں لیایا ہے۔ نہیں تو کیا معنی دھرتا ہے اتنا عقل دھرے سمجھے ہور نہ کرے۔ جو کوئی عین جاگا پر دغا کھائے، جیتا عقل اچھے تو بھی اسے عاقل کہیا نہ جائے۔ اگر تجھ میں کچھ پہچان ہے تو تیرا نفس یچ تیرا شیطان ہے۔ سینے میں شیطان، کیوں آوے یا در رحمٰن۔ اگر انسان ہے تو ایس کوں ہور اپنے شیطان کوں پچھانے، یو دشمن اسے دوست کر نہ جانے۔

القصہ زور آور سوں لگیا ہے کام، اتال یہاں بہت ہونا عقل بہت ہونا قام۔ زور آور کوں زور سوں ناہنکارنا، زور آور کوں ہنر سوں مارنا۔ اتا لیچتی کچھ سمجھ کر اپنا لشکر سج کر کیا ہوا جو یا نچہ لاک جوڑے۔ کام کے لوگاں بہت تھوڑے۔ کام کے لوگاں کیا بات بڑے ہیں، کام کے لوگاں کیا بازار میں پڑے ہیں۔ کام کا آدمی ہزار میں ڈھونڈے تو ایک ملتا۔ اصیل یک بڑے پانچ پرملتا، وے عزت بہت منگتا۔ حرمت بہت منگتا۔ جو اہل ہے اسکے انگے یو کھانا پینا سہل ہے، بھلے لوگاں کی بوجھ ہے گت۔ فارسی موں کہتے، اول عزت دوئم نعمت۔ اصیل ہور محبت کا بھوکا، اصیل شفقت ہور مروت کا بھوکا۔ جو بادشاہ اصیلاں کوں منگتا اسے کچھ جفا نہیں، کہ بولے ہیں اصل تی کچھ خطا نہیں۔ کم ذات تی وفا نہیں۔ کام پڑے بغیر کسی کا ذات دِس

نہیں آتا۔ بھلا ہور برا اصیل ہور کم ذات دس نئیں آتا۔ پیچ بڑیاں تاباں کرتے، یک بات کوں حکایتاں کرتے، جیں آدمی ہیں بہت اچھے گا گیان، اسیچ میں کچھ ہے بھلے برے کی پچھان۔ آدمی بہت بڑا گوہر۔ اس گوہر کوں پرکنا ہر کسی کا کام نیں ہر کسی ہیں یو دوربینی یو نازک فام ہیں۔ یو خدا کا دینا ہے، یاں کیا کچھ نِدراں سوں لینا ہے۔ اصیل کی بلا دور اصیل تی صاحب شرم حضور، اصیل لوگ بادشاہاں کوں بہت ہیں ضرور۔ اصیل بیگاں پر نظر نہیں کرتا۔ اصیل اپنی شرم کوں مرتا اپنے نیم دھرم کوں مرتا۔ جو کچھ ہوتا خدا سو کا بھاتا۔ بر اوقت کیا پوچھ کر آتا۔ تو عقل بادشاہ، تو صاحب سپاہ، تجے واجب ہے چن چن کر خوب لوگاں ملانا ایک جاگا کانیں بل پھبیا تو ایک جاگا کا دھندا اچانا۔ دشمن تی منکھ نا موڑنا، ٹھوا ہات کا نا چھوڑنا۔ ٹھوے پیچ بادشاہی آتی۔ لنگے بھی ٹھوا چ کر یگا رہنمائی۔ ٹھوے کوں دے سٹ پچھیں کیوں نرتی جھٹ دل گھٹے اچھنا۔ مرد کوں لوہے کی جیٹ اچھنا۔ یکھا دے وقت خدا نہ کرے اگر راجوٹ اڑے، پچھیں تو ہوے سو تجے کام آپڑے۔ ٹھوے کوں زور لچھے گا تو راجوٹ چلے گی، نہیں تو چلے گھڑی نا رہسی آخر ٹلے گی اگر راجو تجہ تی بادشاہی آتی تو سب کوئی کرتا۔ کوئی نا گزرتا۔ ٹھوے کے سر سہرا۔ ہوے تی عزت تیرا جیکیچہ دلے سو دلا، دلاور لوگ ملا۔ بادشاہاں کو نہاٹنے کا نیں پھبتا بل۔ چھوڑتا کوں کدھر جائیں گے نکل۔ یہاں تو واجب ہے کچھ کرنا عقل۔ بادشاہاں کا کام دل جوڑنا ہے دل سوں پر دل توڑنا ہے۔ یو دو دیس کی دنیا۔ کوئی دیکھیا کوئی سنیا۔ یاں کچھ کرنا ہے۔ اگر ہزار برس جیوے تو بی آخر مرنا ہے، دنیا میں آنا ہے ناؤں چھوڑ جانا ہے۔ انگے کے لوگاں آنہارے ناؤں تجہ پوچھتے آتے مرد کے ناؤں تیچ مرد کوں پاتے۔ بڑا کر جانتے اعتقاد لیاتے، مرد اپنے ناؤں پر بہت گرم اچھنا نہ سرد۔ فارسی ہیں

بھی کہتے ہیں کہ نام مرد بہ از مرد ایسے زندہ دلاں کوں موئے نہیں کہتے ہیں خراب ہوئے نئیں کہتے ہیں یو دائم جیے سو لوگاں کہتے ہیں یو دائم ہے سو لوگاں، یو کام کئے سو لوگاں لوگوں خدا جانیا خلق خدا جانتا، نہیں تو جیب کسی کوئی مانتا۔ لیتے دیتے انوکوں خوب نہیں کہتے۔ یہاں دیئے لئے بغیر بندے ہور ہتے مشقت ہور ہمت تی ہوتا نام، یو نام بہت بڑا کچھ ہے کام، اول نام آخر نام سب کموں نام سوں نجہ ہے کام۔ خدا بی نامیچہ دھرتا ہے، عالم بھی اس نامیچہ سوں کام کرتا ہے۔ جن نے جو کچھ پایا سو ہمت ہور تدبیر سوں پایا، دولت کوئی ماں کے پیٹ میں تی نہیں لیا یا۔ بڑا ہونے منگتا ہے تو بڑے لوگاں کو پیدا کر بڑے لوگاں تی کیا ہوئیگا گھر سے لوگاں کموں پیدا کر۔ بڑی لوگاں کی بڑی فکر بڑی دھاتوں، بڑے لوگاں کی عقل اس حد لگن دوڑتی جاں لگ خدا کا ناؤں نھنے لوگاں کے ہاتھ تی کیوں ہوتے گا بڑا کام، تو عقل بادشاہ یو تجھے بہتر ہے نام۔ تجی روشن ہے تمام۔ یو بولا لوگاں رکھے ہیں جن جن، اسکلاتی بد دلیر تک۔ گھر گھٹ کی دوڑ باڑی لگن، بگولا ہزار پر دھرے گا، تو کیا بھری کا کام کرے گا۔ جیتا تیز ہووے سوئی تو کیا شمشیر کے برابر ہوئی، بلی کوں باگ کا کس آئے گا، لانڈ کا چیتے کی جھانپ بھانے گا۔ کھلگا ہتی کے کام سارے گا سیاہ گوش شرزے کے ابھالے مارے گا۔ بڑے آدمی کوں بڑا کام فرمانا نھنے آدمی کا کام گھر میں آنا جانا بخرے لانا لے جانا نھنے آدمی تے کچھ مختصر کام لینا، نھنے آدمی کے ہاتھ بڑا کام نہ دینا، آدمی کی ذات سے جیوں تیوں کام چلاتا ہے، وے کام کے وقت جاں کام پڑتا ہے وہاں دغا کھاتا ہے، گھابرا ہوتا ہے، گنوانا جاتا ہے۔ تقوا قرار میں اچھنا، ہمت نکل جاتی دل یک ٹھار نہیں اچھنا۔ دیکھا نہ عجمی تقلیدی کام سرانجام کوں انپڑنا مشکل۔ ننگ نام کوں نگ ڑنا بھی

له کرے

کام ناتمام ہے اد نتری سکھیا سو کام۔ آدمی ہی بات کرتا ہے۔ ہر ایک کام کوں سو رات کرتا ہے۔ پاپچ ہور کاچ دو نو برے ہیں، نے دانش مندان یہاں فرق کرے ہیں۔ کاچ میں کیا پاچ کا جھلک جھلکے گا۔ کنکے میں موتی کا ڈھلک ڈھلکے گا۔ اگرچہ ہر رنگ ہیں کنکا ہور موتی، دے موتی کی جوت کنکے میں نیں ہوتی۔ پانی سب ایکیچ جنس ہے، سب جاگا بہتا بارا پیئے تو معلوم ہوتا کتیں میٹھا کتیں کھارا۔

القصہ اگر تجھیں کچھ زور اچھے گا تو عشق تجھ سوں صلح پر ہوئے گا راضی دگر زور تجھ ہیں نہ اچھسی تو عشق البتہ تجھ پر کریگا دست درازی، ہشیار ہو کر تو تجھ کا کچھ ہوئے گا اتنا لیچہ تی کر کچھ کارسازی۔ جان تی دشمن نے مطلق زبوں پایا، تجھیں دگدا یا۔ دسرا اگر دشمن ہوا تو سہل ہے، دے اپنا دشمن اپے ہونا بہت جہل ہے۔ لوگاں تھوڑے ہوئے تو ہوئے دے خوب اچھنا، بہت کام کے دلاور اپرو پ اچھنا۔ جو ایک ہزاراں پر اُٹھے۔ ایسے لوگاں ملے تو دشمن کا منہ ٹٹے، دشمن کا لشکر پھٹے۔ بہوتاں میں تھوڑے بڑے چل جاتے تھوڑیاں میں بھوت بڑے کام میں آتے، بھوت بڑا وقت لیاتے۔ بجہیں تھوڑیاں میں بھوتیچ تھوڑے ہوتے۔ کام مشکل ہوتا، بات کے روڑے ہوتے۔ جو کوئی ہمت کے میدان میں رہے کھڑا، اس کے لنگے خداچ بڑا۔ خدا بی ہمناکوں ہماری ہمت آزماتا ہے۔ خداکوں بی ہمت کا بھوت کام بھاتا ہے۔ ہر ایک کام اپے سنبھالتا آتا ہے نیں تو کیا ہمنا کو سنبھالیا جاتا ہے۔ اگر دو جیو ہے سنبھالنہارا، تو مرداں کو ہمت بغیر کیا چارا۔ اگر ہمیں دشمن پر ہمت کرنیں نہ جسے، تو ہمنا یو ڈھیلے نکہ خدا ہنسے۔ دو بیٹھیا ہے آزمانے ہور ہمنا ہیں لیتے بہانے۔ ہمیں بی عجب مرد ہیں، بھوت کوئی بڑے فرزے

ہیں۔ کسی کی بات کوں یہاں ٹھان نا دھر، اپنی تعریف اپیچ کرنا۔ راجوٹ بی
درصل عاجزی کی نشانی ہے، قوت کچھ اور ہے، قوت کی کچھ ہور عالی نشانی
ہے۔ راجوٹاں ضرورت کی حکایتاں ہیں، آخر ھوا جہ کام آوے گا باتی باتاں
ہیں۔ جدہر چلیا، ادھر اوّل پانوں اٹھتا، آخر ہوتیچ پر تال ٹٹنا۔ لوگاں
خوب جوہردار لوگاں کوں بسرتے، بھتر ے ہور کنکرے سوجا کرتے جنوں
میں ایسے کاماں ہوئے دخل، انن میں کیا ماٹی لیچھے کی عقل۔ جوہردار لوگاں
بات تی جاتے ہیں تو وقت پر کیا کنکر بھتر کام آتے ہیں۔ خوب لوگاں جائینگے
پچھیں کیا برے کام آئیں گے۔ خوب لوگاں تی ملتا ہے ملک ہور مال، خوب لوگاں
رکھتے ہیں ملک کوں سنبھال جسے توں کچھ محبت سوں دیا، اسے توں اپنا
کیا مشہور ہے کہ جدہر ہنڈی ڈنڈی، ادھر سب کوئی۔ جسے توا اپنا کیا۔ دوجے
تیرا۔ ہر کسی کو تجکو جان کہ یو وقت پر ہے میرا۔ عاقل ایکیچ جانتا، نادان تجھے
تی پچھانتا۔ اپنیاں کوں اپنے کرنا۔ اپنیاں تی مال دریغ نا دھرنا۔ اپنے سو
اپنے، پرائے سو پرائے۔ پرایاں کوں اپنیاں میں کیوں لیا جانے، اپنیاں میں
بھوت تواضع بھوت تعظیم، نوے سو نوے، قدیم سو قدیم۔ کہیچ ہیں کہ اول
خویش بعدہ درویش۔ اتال سب خوب دستے۔ وے سن رے جیوا۔ گھر
کوں دیوا تو مسجد کوں دیوا۔ یو وو قصہ کہ چار لائی چودہ آئے سنو گھر کی ریت
بھار کے آکر کھا گئے گھر کے گائیں گیت۔ آشنا کوں جاننا، بیگانے کوں
پچھانتا۔ دنیا میں اپنایت خوب ہے۔ اپنایت غایت خوب ہے۔ مال
ملانے منگتا تو مال ملاتیاں کوں منگ، دلبر لوگ ماتے ہتیاں کوں منگ، خدا
ہور رسول کے بھاتیاں کوں منگ، اریکھتے ہور ریکھاتیاں کوں منگ کچھ مشکل

ڑے بغیر خوب لوگاں پچھانے نہیں جاتے۔ وقت پر سب کوں کام نیں آتے
پادشاہ نے ہر ایک ملک میں تدبیر پڑ کر لینا، تدبیر نہ پھبے تو لڑ کر لینا جھگڑ کر
لینا۔ سال میں یک گز زمین تو بھی فکر کرنا جو بات آوے، کچھ بھی لینا تا
سال خالی نہ جاوے۔ جن نے چار تھنیاں کوں سمبٹا وو بڑا ہوا، چار بڑیاں
میں اپے بھی کھڑا ہو۔ بڑے ہوئے ہیں سو سعی کرتے کرتے ہوئے ہیں، ہمت دھرتے
دھرتے ہوئے ہیں۔ گڑ کوٹ لینا ملک لینا ایک کا ملک ایک کوں دینا یو پادشاہاں
کا کام ہے، اس خوشی کی لذت دسریاں پر حرام ہے، کون انسان اس خوشی
پر ہے، کیسے یو خوشی میسر ہے۔ خوب عورت خوب کھانا، خوب طعوا خوب
گھوڑا، یو سب کیسے میسر ہے تھوڑا تھوڑا۔ پادشاہاں نے اپنی خوشی،
نا بسرنا، اپنی خوشی کی کچھ فکر کرنا۔ تو پادشاہ، تو عالم پناہ، تو ظل اللہ تو صاحب
سپاہ۔ پادشاہاں سب تی بڑے سب تی بڑے معتبر، انو کی خوشی ہور دسریاں
کی خوشی کیوں ہوتی برابر۔ پادشاہاں تیر ترکش کماں طعوا سپر اپنے سنگھات لیکر
مستعد ہو کر، سب کوں دلاسے دے کر، مہابت سوں، صلابت سوں،
جیوں ترکش بندی کا قاعدہ ہے جب بات میں ترکش بنداں کوں فائدہ
ہے۔ خوب نمائش سوں، خوب آرائش سوں بھار آنا۔ بھار آتے تو غافل نہ
ہونا ہشیار آنا۔ اپنی مردی کا سنگھار اپے دیکھنا، اپنے لشکر کوں دکھلانا
تا دسریاں کو دیکھ ہوس آوے ترکش بندی کا ہوس آوے۔ ترکش
بند ترکش بندی کرے۔ نرجوت لیچے وہ بی جوت دھرے۔ ترکش بندی
کا عالم خدا بو لیچر ہیں کہ الناس علی دین ملوکھم۔ بادشاہ بڑے ترکش بنداں ترکش
بندی کوں اینوں بات دکھلانا، اینوں کو ترکش بنداں پر لیانا، اینوں دینا

۱؎ قدم

ہنداں تو ترکش بند کا دل تورت پکڑتا ہے تو ترکش بند لڑتا ہے، ہمت باری
دیتی ہے آگ میں پڑتا ہے۔ جو پادشا پنچ پرورش چھوڑے، تو کدھر نئی ترکش
بندی کریں گے تنگوڑے۔ جو کام پادشاہاں کوں بھاتا ہے، عالم سب ایسیچ
کام آتا ہے۔ جو کوئی جو کام کرتا ہے سو پادشاہاں کوں رجھانے خاطر کرتا ہے
پادشاہاں کوں خوش آتے خاطر کرتا ہے، اپنی مراد پانے خاطر کرتا ہے، پادشاہاں
مظہر اعظم ہے۔ خدا سب کچھ دیا ہے کیا کم ہے۔ جس کام پر قصد دھرتا ہو دو
کام کرتا ہے کہ یاں جسے خدا دیا اسے کوئی نیں لیا اجارہ عربی میں کہے ہیں
کہ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ اس بات میں کہی وہی ہمارت تو دکھنی میں بھی
بولے ہیں کہ ٹٹو کوں ٹومنی تیزی کوں اشارت۔ جن نے خوب فکر کیا اس کا
کام ہوا خوب، کہاوت ہے طالب را مطلوب۔ یوں کچھ ہوتے تو پادشاہی
کا سودا ہے۔ اپنا حکم اپنی دراہی کا سودا ہے۔ جن نے یوں کیا اس کا نام
ہوا، جاں عشق تمام لگیا وہاں کام ہوا۔ جیو اس کام پر دھرتے، فرصت
ہے کئیں کچھ کرے۔ عشق پادشاہ بھوت مست، بھوت زبردست ہمت
کوں پتیا کرا چھپنا عقل کا کام نیں۔ بھروسا اس پر بھاگرا چھنا عقل کا کام نہیں
پھر یا تو اسے منا کرنے ہارا کون ہے، بڑے کوں کھنا کرن ہارا کون ہے۔ دتیا
ہے ڈرتا کچھ فکر کرنا۔ ہر کوئی کھاٹ کر پادشاہاں پاس آتا۔ پادشاہ کھاس
کر کدھر جاتا۔ یک دقت ٹوٹیا تو جوڑتا کون۔ پادشاہ کھاٹیا تو چھوڑتا کون،
غنیم لگن کیا کام جاتے اپنیچ لوگاں تو دشمن ہو آتے۔ لوٹتے ننگاتے ہزاراں ہزار
بلایاں لیاتے۔ اول اپنے لوگاں تیچ ڈرنا۔ پچھیں دشمن کی فکر کرنا۔ کون پادشاہ
مال دھن سوں کھاٹ کر سلامت گیا۔ جیوں نکلیا تھا تیوں امانت گیا۔ البتہ
ننگاے ہیں، یا مفلس ہو کر گیا یا پکڑ لیاے ہیں۔ پادشاہاں کوں جتی خوشی احتاج

ڈکھ بی ہے، جتا نیک اتناچ بد بی ہے۔ پادشاہ تو یگیچ جو لشکر گھوڑے ہتی ہے، سب نہانے بچھیں کیا بادشاہاں کی عزت رہتی ہے۔ مالی جیتا جیتا ہے، تے جھاڑ بیڑتی اکھڑے بچھیں کیا پنپتا ہے۔ شیشہ پھوٹے بچھیں جڑتا نہیں، پرکٹ ہوئے بچھیں جنا ور اُڑتا نہیں۔ یو بات دانش کا معمّا اس بات کوں کھلتا کون، آسمان ٹٹ پڑیا بچھیں تھامتا کون۔ حوض کی پال ٹوٹے تو یکایک باندھی جاتی ہے، ولایت گئے بچھیں بی ہات آتی ہے۔ جیوں کمان کا تیر جو بیجے سو بات یو دونوں گئے تو مشکل ہے پھر آنا ہات۔ عقل دیا ہے خدا نے آدمی کوں ٹرا ننگ۔ بادشاہاں کو تدبیر کرنا واجب ہے ولایت ہات میں ہے لگ۔ عشق کے انگھے عقل کوں گیتا گمان، وہیچ تھا کہ ہتی کوں چڑھی عنوان، عشق کوں کون بتیایا ہے۔ بھوتاکوں کوں لوٹیا بہوتاں کو ننگایا ہے۔ دنیا تماشے کی ٹھار ہے، وہی بھلا جو اپنے ٹھار ہشیار ہے۔ لوگاں اتال بھوت پھسلا کھانے لے ہیں اوا سو والے وقت کوں کام آن ہارا ہے سو اپنا خدا، اپنی عقل اپنی ہمت اپنا ٹھوا۔ یو صحف کی آیت ہے سن، اسیچ ہور دل میں رکھ جتن، کم من فیئة قلیلة غلبت فیئة کثیرة یعنی جکوئی مرد ہیں جیو کوں عزت پر وارے ہیں، تھوڑیاں نے بھوتاں کوں مارے ہیں۔ کیا کروں بولیا دل ہوا داغ کر کئے ہیں وما علی الرسول الا البلاغ یعنی حاجب کا یو کام ہے جو بولے رتا سک راس۔ بیلاڑ اس پر عمل کرنا ہے سن ہارے پاس۔ اتا بیچتی اپس کوں سنبھال رکھ۔ خوب لوگاں ملانے پر خیال رکھ خوب لوگاں کیا ایکیچ بار ملیں گے، چنتے چنتے کتیک دیساں کوں دو چار ہزار ملیں گے۔ اگر فتح ہے تو بی دشمن کو موں پر تی ٹالنے کوں کوئی ہونا نچ، و اگر خدا نا کرے شکست ہوئی تو بی سنبھالنے کوں کوئی ہونا نچ۔ اگر ایک جاگا ہوڑ ہارتا تو دسری جاگا جا کر ٹھوا مارتا۔ اگر دشمن کی فتح ہور شکست تی دل ندہم

نہیں، تو کیا اپنے گھر کا بھی غم نہیں۔ اپس کوں ہور اپنے ملک کوں سنبھالنے
تو اچھنا۔ یو آگ گھر کی بلا کوں جالنے تو اچھنا۔ جیوں تیوں دلاوراں کوں جما کرنا
ضرور ہے۔ بہادراں کوں جا کرنا ضرور ہے۔ بادشاہ وو خوب جو لشکری کوں
خوب کر جانے، خوب لشکری کوں محبوب کر جانے۔ مانگ موتی النوں پرتی وائے
یو غازی مرداں جیو دین ہارے۔ اگر کوئی منگتا کسی کا جیو ہارے۔ جیو کوں
جیو نہیں تو جیو کے بدل پیکا توبی دیوے۔ پیکا ہاتھتی نہیں دیا جاتا جیو کسی کا
کیوں لیا جاتا۔ جیو لینے کا بھوت دل، ہور پیکاں لینا اتا مشکل۔ اگر تو منگتا ہے کہ
خلق تجے منگے تو توں پیکاں کوں نکو منگ، جو تو پیکاں کو منگتا تو تج میں ہرگز نا رہی
رنگ، کام سب ہوئے گا بھنگ۔ بادشاہاں کوں لشکر بچہ بڑا مال۔ جس بادشا
کے خزانے میں یو مال، وو بادشاہ دائم خوش حال۔ اس بادشاہ کوں دائم
فتح جا کے تروار، خاطر قرار۔ زیاستی کام رنج کر لشکر اپنا سچ کر لشکر کے دل
سوں دل ساندنا۔ کھتریاں کا کوٹ کیا کام آتا خوب دلاں کا کوٹ باندنا
جس بادشاہ کو خوب دلاں کا کوٹ نہیں، اس بادشاہ کوں اوٹ نہیں۔
کھتریاں کا کوٹ گھڑی میں اوڑ جاتا، اس کے آسرے کون آتا۔ بچار کوئی
چھیڑ انہار دے تو وو دیس کوٹ میں جاتا، نہیں جیب کوٹ میں جانا کیا مانا
غبث دل میں فکر ایسی نالیانا۔ لشکر میں سو کوٹ، جا لنو ہات میں دیتے باند
کر موٹ۔ جو سر یا پانی ہور دانہ، تو وو بچہ ہوا بندی خانہ۔ جیں کام ہوتا
سخت، قول منگنے کا آتا وقت۔ کسی کا نہیں سنیا کہا، کدھر نکل جانے تی بھی
رہیا، دشمن کے لوگاں آتے، باند پکڑ کر لے جاتے۔ وو عاجزی وو شرمساری
تو ہیا الٹی یو بڑی خواری۔ اس واقع (ن) سوں جو کوئی جینے کی ہوس کرتا ہے،

ن۔ گو یچہ۔ (ن)؛ دلے خ۔

اس جیونے پر یو مرنا ہزار جاگا شرف دھرتا ہے۔ لوگاں اڑ کر مریا بولیں گے
مرد تھا، شاباش خوب کریا بولیں گے۔ اگر دل میں ہے مردی کا ہوس، تو
مرد کوں دنیا میں ناؤں چ بس۔ پادشاہی کا کیا سوا د عاجز ہو کیں کے بند میں
جانا، جان پادشاہی کا رنج ہے وہاں یو کیا مانا۔ خدا ایسا وقت کسی پر نا لیانا
مرد کوں عار پر نظر کرنا ضرور ہے جو کام عزت پر نا آوے۔ مرداں کوں
یو جائے محک ہے اس میں کیا شک ہے۔ وو تو سب ہوا اتال یو کہنا، یو
فکر کیا سو قائم کر رہنا۔ توں تو جیوں جیوں بگڑ رہیا ہے تن، یو بی ماٹی
کا کوٹ ہے کو لگ کرے گا جتن۔ عشق نے بھوتاں کے ایسے کوٹ لیا ہے
لیا سوں انجھوں کے بھرا نہیں دیا ہے۔ توں عقل پادشاہ ہور ان کوٹ پر
بھروسا کیا ہے، کیا مست ہے۔ اپے کیاں کا شراب پیا ہے۔ کوٹ سو دلاں
کا چلتا کوٹ، جس کوٹ پر دشمن نہ کرسی چوٹ۔ جس کوٹ کوں کوٹ کہیا
جلے سو یہ کوٹ ہے۔ جس کوٹ میں رہیا جائے سو یو کوٹ ہے۔ یو کوٹ
ہوئے تو وو کوٹ سہارے۔ یو کوٹ نہیں تو وو کوٹ کیا کام آوے۔
کوٹ کوں ہور ملک کوں طوا سنبھالتا ہے۔ جیسی بلا آتی ویسی بلا کوں طوا ٹالتا
ہے۔ طوے تی لوگاں ڈرتے ہیں۔ تو آکر ایکیں کی طاعت کرتے ہیں۔ طوا
غازی۔ جن نے طوا ہات پکڑیا اس کی دائم پیش بازی۔ خدا کا رسول خدا کا
قبول مقبول اسے یوں بھایا ہے اُن نے بھی یوں ہے۔ یو حدیث آیا ہے
اس میں کچھ نیں شک ہے کہ رزق تحت ظل رمحی یعنی میرا رزق میرے نیزے
کی چھاؤں تل ہے۔ جو کوئی مرداں ہیں، انو کوں یو بل ہے۔ مرد نے روٹی
لہو کے زور سوں کھانا، چار مرداں میں اپس کوں مرد کہوانا، اپنے
ناؤں کا علم اچانا۔ جو عالم میں یو بات ہوی فاش۔ جو کوئی سنے سو کہے

شاباش شاباش - جوں حضرت گئے تے یک دیس یکس کے گھر گئے تھے مہمان، وہاں ٹھو تیں دیکھے تو نیں اس کے گھر میں ہرگز کھلائے کھان - کہ تیرے دل میں غزا کا نیت نہیں، خدا کی رضا کا نیت ہیں - مرتضیٰ کوں ذو الفقار آیا تو مرتضیٰ اس جاگا کوں اتیرے - تو سب انو کے زیر ہوئے تو سب انو کے ہاتھ تلے سنیٹرے - ٹھوے کا مراتب بہت بڑا ہے ٹھوا عرش پر کھڑا ہے - پیغمبر کہ خدا کے رسول تھے انو لے لڑے تھے اصحاب تڑے - ان کا دانت مبارک شہید ہوا تو دین کا دولت مزید ہوا - کفر کوں اسلام کیا خدا فرمایا تھا سو کام کئے، یو محنت یو جفا کے بھاتی، بیٹھے بیٹھے ولایت آتی تو توانو کوں آتی - وو نامی ہور خدا اچھیا حامی - اپنا اچھ کر اپنے دکھیں تڑے، ٹھوا کر میدان میں کھڑے - کافراں کے خون ہوئے تو کافراں زبون میں پڑے خراج دیئے - دین قبول کئے - یو تیغ تو ہوی تھی جو مال پر نظر نہ تھی، دلاور لوگاں پر نظر تھی - انوں بڑے تھے انو کوں اول آخر کی سب خبر تھی - اول یاراں تھوڑی رہتے رہتے بہوت جوڑے - تربیت ہور تدبیر کے ساتھ تھے - شمشیر ہور تدبیر کے ساتھ تھے - قول و قرار تھا، وعدہ استوار تھا - بات میں خطا نہ تھا، یک بات تی دوسرا کوئی کتا نہ تھا - اتال بی اگر کسی میں پاک نیت ہور ہمت ہے، تو انو ہچ کے فرزنداں انو ہچ کی اُمت ہے - اتال کیا خدا جُدا ہے، اتال بی وہیچ خدا ہے اتال بی بہوتاں نے تھوڑیاں تی بہوت کچھ لائے ہیں، ہمت کئے ہیں میدان میں آئے محنت دیکھے ہیں، اپنی مراد پائے ہیں - گنج کیا بے رنج ملتا ہے، رنج دیکھتے ہیں تو گنج ملتا ہے - خدا پر توکل کرنا، دل پر خوشی دھرنا، ہمت کوں نابسرنا - کو لگ صبا اٹھ چاروں طرف کا غم کھانا - دنیا دو دیس یہاں غم کھانا کیا مانا - مرد یو بات یاد رکھتا ہے، نہیں بسرتا ہے - مرد کا یقین پورا ہوا تو خدا کی مدد کرتا ہے، ہر روز خوشی کر ہور اپنا شکر سچ، سمجھ باز دھڑ سے ہور با دل ہو کر گرج، مرد کہل رج ہو رج

یو بات نکو بسر، جتنا سکے گا اتنا اپنا لشکر درست کر۔ جس ٹھوے تی جُدائی پائی، اس ٹھوے کوں بسر یا کیوں جائے۔ اہوے تی یو ملک یو راج آیا، ٹھوے تی یو تخت تاج آیا۔ ٹھوے نے سایۂ خدا خلیفہ خدا کہواتے، اہوے تی اس مراتب کوں۔ آتے پادشاہاں کوں ٹھوے بغیر دا جیچ نیں، آخر نی ٹھوے بغیر علاجیچ نیں۔ جیتی فکر جیتی عقل آئے، بات تو ٹھوا نہ ستیا جلئے۔ آدمی جب یو دھیان رکھتا ہے تو کچھ بی ہوتا ہے خالی نہیں جاتا، خدا کی درگاہ تے ناامیدی فضول ہے۔ ناامید ہونا خدا کوں نہیں بھاتا۔ آیا اگر کوئی پادشاہ اپنا ملک چھوڑ ضرور کوں ہور ایک پادشاہ کے ملک میں میں جا دے گا۔ تو اپنے ملک میں جا رہے یا دے گا۔ جیو نہ بھادے گا۔ پادشاہی چھوڑ یا سو تل ہل آ دیگی یاد، اس میں کیا ہے سواد۔ کچھ نہیں رجہ نہیں۔ جو کوئی پادشاہ ہے اسے ضرور ہے جو اپنی عاقبت کی فکر کرے۔ فرصت کا وقت غنیمت کر جان تدبیر پر من دھرے۔ پادشاہاں کی یکیلی نہیں ذات، عالم عالم اچھتا پادشاہ کے سنگھات۔ پادشاں کوں بہت اُچاٹ خوب نہیں، پادشاہاں کوں بسراٹ خوب نہیں۔ مثلاً ہے دکھن میں۔ اگر کوئی سمجھے من میں۔ لوٹ میں لوٹ کا کلوٹ، لت میں لت غفلت۔ جیونا تو بیچ ہے جو لگ ہے نیم دھرم ست۔ تو بھی عقل پادشاہ ہے، عالم پناہ ہے، صاحب سپاہ ہے۔ فرصت دھرتا ہے، جو کچھ کرنے منگتا سو کرتا ہے۔ تیرا فہم، تیری دانش تیری دانائی مشہور ہے، میں تیرا دولت خواہ ہوں کیا کروں مجھے یو بولنا ضرور ہے، اس جاگا چپ رہنا نمک حلالی تی دور ہے۔ بیت

خردمند باشد بود دولت بادشاہ   کہ ہنگام فرصت ندارد نگاہ

وقت پہ دشمن چپ رہتا، دوست جو کچھ جانتا سو کہتا۔ جس کا دل صاحب خاطر جلے گا، سو بولے گا جس کا دل صاحب خاطر تلملیگا سو بولے گا۔ ابی تو

یک بار بوجھنا میانے، مجھیں صاحب کا کام صاحب جانے۔ جان کر چپ اچھنا بمنک برحرامی ہے، یو تمام خامی ہے۔ تجے ہیں چھوڑنا کس گھاٹ، جو کچھ تجے باٹ سو بجے باٹ، جو کوئی صاحب سوں یو اختیار اچھے اس کا دل صاحب خاطر کیوں نا پکڑے اچاٹ۔

عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ نے یو سب سخن وہم کوں گن لایا وہم کا اندیشہ بہت بھایا۔ کیا شاباش وہم تیرا بہت خوب ہے فہم۔ تیری فکر بیری خاطر آئی۔ تجے ہم وزیری دینا ہم پیشوائی۔ اگر فلاطون اچھتا تو تیرے فہم کا داد دیتا، بلکہ خدمت کرتا کچھ فیض حاصل کرتا۔ خدا کے عالم میں ایسے بھی خردمند کامل ہیں، صاحب ہمت، صاحب دانش صاحب دل ہیں جوں فارسی میں کتا ہے خرد:۔

حریفاں بادہ با خوردند و رفتند تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

خدا کی خدائی اتال بی ندرنجے ہے جیوں ادل تی آئی وہی خم ہے وہی شراب وہیچ مستاں ہیں وہیچ دانا، وہیچ عاقل وہیچ زبردستاں ہیں۔ جاں خدائی کی بات آئی داں نہیں کرنا کہیا جائے۔ فارسی میں بھی کتا ہے۔ بیت

دیدہ را بکشا ببیں دل را میفگن در گماں

مرد نیست در ہر پیرہن مغز نیست در ہر استخواں

اے وہم، تجہ پر مجھے بہت آتا ہے رحم۔ دل نے تجے نیں جانیا، تیری قدر نیں پچھانیا۔ توں بہت دور اندیش، تجے ہم بادشاہ منگنے ہم درویش، تو کیا یو بات کیا ہے، تمام کرامات کیا ہے۔ دانشمنداں نے طاق بلند پر ہاتھ رکھے۔ لوگاں نے اس کا ناؤں کرامات رکھے۔ دانایاں میں یو چلی ہے بات، العقل نصف الکرامات وہم کیا سو باتیں بہت خوب ہیں بہت معقول ہیں کر دل میں لایا، فی الحال لشکر بھیج

کر دل کوں ہور نظر کوں بند کرنے فرمایا۔ کہ ہمارے شہر میں آنے کیا متا ہے۔ جو کچھ
وہم کتا سو خوب کتا ہے۔ وہم کی باتاں کا اثر چڑیا جو کچھ وہم کیا سو سو اس کا ماں کے
کے خیال میں پڑیا۔ دائم اس کام میں جتنا چ اچھے تو کام رہیا، یک تل بسریا تو کام
کیا۔ جو کام بگڑے بھی گھٹ بگڑتا۔ خوب ڈٹ بگڑنا۔ مرد دانائی کا ہٹ بگڑنا
نہیں تو ان نے آیا کچھ بولیا انے آیا کچھ بولیا۔ دل میں گانٹ باندیا تھا سو کھولیا
اپنی فکر بھوی دانادان، لوگاں کی فکر آئی میانے میان پادشاہاں روشن دل ہیں،
خدا کے خلیفے ہیں خداسوں مل ہیں۔ معلوم ہوتا آخر تا اول، یو لوگاں انو کے
بڑتے انو کی عقل۔ ہر ایک بات سرچرتی۔ بچھیں عادت دہی پڑتی۔ اپنی عقل کا سواد
کیا، اپنی عقل کا امداد کیا۔ اپنی عقل ہوئی ہوائی۔ جانو لوکا پچ کرتے پادشاہی
اس کی کچھ نہیں تدبیر، یو جانو ایک ہما شگیر۔ لوکاں کی عقل تی اگر خوب ہوا تو
بھی سہل امداد ہے۔ اپنی عقل تی جو کچھ خوب ہوا اس میں سواد ہے۔ دانا کی
عقل دغا نہیں کھاتی دانا کی عقل بھوت کام آتی، دل تازہ اچھتا، اپنے کنے
اپنا اندازہ۔ اپنا مدعا اپے پاسکتا، بکارے وقت خدا ناکرے کام گیا تو
بھی لیا سکتا۔ اس دنیا کی دیکھ دہات، کیا ہوں ایک بات، جیو تمیز کل
عاقل اپنا کام کرلیتا، عاقل اپنا کام جان کیوں دیتا۔ اپنی عقل سوں اگر دسرے
کی عقل ملے تو واہ واہ اس تی بھی کیا خوب، عاقل لوگاں بہت ہیں مطلوب
بلند عقل دل کا اجالا، بھو نتیجہ خوب بھو نتیجہ آلا۔ یو بات سمجھایا، ہر بھی
قصہ کتے تھے سو آیا۔ کہ وو یاقوت کی انگشتری جو دل نے حسن دھن من پن
تی عاشق ہو لیا تھا، وو انگشتری کچھ مصلحت دیکھ نظر کوں دیا تھا، دے
سناراں اس انگشتری کوں ایسے وقت گھڑے کہ جو کوئی وو انگوٹھی موں
میں رکھے تو کسی کی نظر نہ پڑے۔ ہور دسری خاصیت اس میں یو تھی جو

کوئی وو انگوٹی رکھے اپے سنگھات اس کی نظر تلے دسے چشمۂ آب آبِ حیات۔ نظر وو انگوٹی موں میں لے کر۔ سب کی نظراں کوں دغا دے کر ہنستا کھیلتا اُس عقل پادشاہ کی بند میں تی بھار آیا خیال کا دہانچہ خیال لایا۔ بھی ہزار شوق سوں ہزار ذوق سوں، دیکھنے اُس حسنِ نار کوں، دیدیاں کے سنگھار کوں، دل کے آدھار کوں، شہرِ دیدار کوں۔ جانے اختیار ہوا، پانوں سار ہوا۔ نظر تھا طالب، طلب تی غالب۔ بیگیچہ شہرِ دیدار ہیں، رخسار کے گل زار ہیں آیا۔ سیر کرتے کرتے دَھن کا چشمہ، شہد ہور لبن کا چشمہ جسے ابلوج نبات کہتے ہیں، جسے آبِ حیات کہتے ہیں سو اس رخسار کے گل زار میں پایا۔ نظر لالچی لالچ بھریا خام طبعی کریا غلط قصد دھریا۔ اس شیریں چشمہ تی آبِ حیات کا سواد دیکھے، ایک گھونٹ پیوے، ہور لے بھی دنیا منے دائم جیوے۔ جینا کوئی ڈھونڈے جیتا کوئی دھاوے۔ بختا میں لکھیا سو پاوے بارے جیوں آبِ حیات پینے کوں موں پساریا، اپنا ست اپنا پت سب ہاریا چوری کیا، تنا خوری کیا۔ قضا اس وقت یوں گھڑی کہ وہ انگوٹی موں میں تی نکل اس آبِ حیات کے چشمے میں پڑی۔ فرد:۔

امانت میں خیانت کیا ہے ذرکار
جو کوئی یوں ہوے اسے کیوں ہوئی بھلی ذکار

دغا کھا کر، بہت پچھتا کر جیفی کھانے لگیا۔ دل پر کچھ کچھ لیانے لگیا لتی ترسیا لتی پیا، آبِ حیات کا چشمہ نظر تلے تی چھپیا، نظر جیروں ڈانواڈول کسے کہے کھول یموں میں تی باہر نہیں نکلتا ہوں۔ فرد:۔

گنوالیا چ توں اب کیا گماتے پچھتا دے — یو بست دو نہیں جو گئی سو ہات پھر آئے

نظر نڈھال، نظر کا یو حال، جو یکایک رقیب کین دیکھیا سو نظر کے لگیا ڈنبال۔ پکڑیا جکڑیا، آزار دیا مار دیا۔ وندر سار یا جالیا۔ اپنے گھر لیجا کر بندی خانے میں گھالیا، کیتک دیس یو نچہ ٹالیا۔ نظر دہاں نیت بدلایا یہاں اسکا اجر پایا۔ اس بات کا اس بات دہاں کا دو ہانچہ خدانے دکھلایا۔ بہت دیکھیا خواری، بدبختی کی تاثیر ماری۔ خدا کوں نہیں ڈرتا۔ کیس کے مال پر کیوں نظر کرتا۔ پریشان درہم۔ جدہر دیکھتا ادھر اندیشہ ہور غم۔ کوئی دستگیر نہیں، کچھ تدبیر نہیں یکایک یک رات زُلف نے جو اس دیس اپنے بالاں دیتے تھے اس کے ہات وقت پر یاد آیا سو اس وقت دو وقت آیا۔ فی الحال یک دو بال لے کر بیگ بیگ آگ پر جلایا۔ تو کا تو بچہ دیکھتا ہے جو زُلف حاضر ہو آئی۔ پوچھی کہ کیا حال ہے رے بھائی۔ کیا کیا پوچھیں گی میرا حال، میں کیا بولوں احوال، زُلف ہی غم نکو کر۔ ہمت کم نکو کر۔ ہر ایک بلا ہے سو مرد انچہ پر ہے۔ صاحب درد انچہ پر ہے۔ فرد:۔

ہمت دینا مردنے عاجز ہو کر اڑے کوں
رکھنا نظر دقت پر ہر ایک وقت پڑی کوں

مرد انچہ پر ہے قناعت ہو فاقہ۔ مرد انچہ پر گزرتا ہے یک آدے وقت واقا۔ جیسے دنیا میں غم ہیں دو نادرے ہے۔ خوشی غم سب مرد انچہ کے سر ہے۔ چلتا سو چہ اڑتا ہے۔ چڑتا سو چہ پڑتا ہے۔ طوار کا کھیل جو آگ سوں ہے تو یکا دے وقت جلتا ہے، تیرا لو جو دائم پانی میں غوطہ مارتا کدھیں دم کو نڈبا جا گھلتا ہے۔ پادشاہاں جو پادشاہی کرتے ہیں، ہور حکومت کا دعوے کرتے ہیں انو بھی کدھیں غمگین کدھیں خوش حال ایسا کل بھی یو حال۔ دکھ دسیا سو مرد غم کے وقت خوش حال رہیا سو مرد۔ گنگا بھی دھوپ کاٹے میں کھنی بر نکلے

میں بڑی جنگل کا جھاڑ اسے کدھیں پھول کدھیں پت جھڑی۔ اگر دائم اچھے یک وضا تو عبث ہے یو قدر قضا۔ یو اس کا چہ ذات ہے، جو دائم یک دھات ہے، مرد دو جو اپنے وقت کرے کل وقت، ابو الوقت اچھے نہ ابن الوقت ایسی جا گا نکوا چہ کھڑا جو کدھیں نھنا ہوئے کدھیں بڑا۔ واصل اسے کہتے ہیں، صاحب حاصل اسے کہتے ہیں۔ گھر گھر نکو پھرا آس، اے ہور اپنی بھوک پیاس۔ جنے بھوک پیاس میں باندیا گھر، وو نڈر اسے کیا ڈر۔ دولت نے بے زوال سو یوچہ ہے۔ مرداں کا دھن مال سو یوچہ ہے بیت :۔

دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال

بے تکلف بشنو دولت درویشاں است

اول بھوک پیاس پر کھڑے رہنا، پچہیں مرداں میں بزرگی کی بات کہنا باڑ کے جھاڑتی کوئی پھل لیا ہے۔ بھیں چھوڑ کر کوئی سادھنا کیا ہے۔ بولیچہ ہیں کہ بھوک ہور پیاس، نبیاں ہور ولیاں کی میراث، کھانا بھوک کے نوالے ہور پینا پیاس کے گھونٹ، اگر مرد ہے تو یوں چل باقی سب بات جھوٹ بڑائی جو پکیاں سوں آتی، بکے گئے تو وو لڑائی بھی جاتی۔ نکو کر تو ایسی خام طما، بو بڑائی کس بڑائی میں جما۔ شرم نہیں آتی ایسی بڑائی کرتے۔ اس بڑائی پر بھی اینٹ اینٹ مرتے، وو دیس ہوتے جاں وزیر، بھی آخر فقیر کے فقیر۔ وو بڑائی منغز میں تی نکل جاتی، جو پھر خواب میں بھی نہیں آتی۔ بڑائی سو فقر و فاقہ کی بڑائی۔ جو بڑا خدا ہور رسول کوں بھاتی۔ حدیث نبوی صلعم الفقر فخری والفقر منی۔ دنیا کی بڑائی کنے تو کرنا، وے اپنا فقر و فاقہ نا بسرنا۔ ایسی بڑائی پر بتیا مغرور ہو جلتے۔ جو دسرے کسی کوں خاطر نہیں لیاتے۔ اقل کیا نکتے اتال کیا ہوئے اپس کوں پچھانتا، اپنے درد جیا دسرے کا درد جانتا۔ دنیا کی بڑائی

بادشاہانچہ کوں سہاتی ۔ بعضے جو عدتی بڑاتی ریاست کرتے سوانو کی عقل
جاتی ۔ مدمستی چڑتی بے خبر لگی آتی ۔ انوں بڑائی کی خوشیاں سوں مارتے تالیاں
لوگاں پس غیبت کھڑے کھڑے دیتے گالیاں ۔ یو بے ایماناں لوگاں کا حق
اڑاتے ، شرع پر حکم گالیاں کھاتے ۔ دنیا کا حرص دنیا کی بلا میں گھالنا ، بلکہ
آخرت کوں کی بھی دوزخ میں جالنا ۔ دنیا کی بندگی دین سوں کرنا خلق کوں سمجھنا
خدائی ڈرنا ۔ عالم کوں سب دنیا کا شغل لگیا ۔ آخر اس دنیاتی کس کا دل
نہیں بھگیا ۔ جیسے سب پکڑے ہیں اسے توں چھوڑ ، توں خدا چہ کوں پکڑ کر
تجھے کھینچہ نہیں چھوڑ ۔ جہاں استقامت ، وہاں امامت ، دنیا کا دھندا اگر
کریگا تو کر دے اپنی بھوک پیاس نکو بسر ، جسے نیٹ نہیں اسے بھیٹ نہیں
محبت سوں دل کوں معمور کر ، جتنا سکے گا اتنا احتیاج ہور عاجزی دور کر ۔
سبحان اللہ جو کچھ ہے استغنائی دے یو استغنائی ہر کسی نہیں آتی ۔ یہاں جفا کوں مارنا ہے ۔ یہاں کر
خوشی سے کوں سنگھارنا ۔ یو بہت مشکل ہے ٹھار ، جو بارا آگ بعد یاد قائم انا
دنیا کی بڑائی کو لگن جلے گی ، یو گھانس کی جھونپڑی بغیر آگ دھو پیچہ سوں جلے گی
یو سونے کی ٹھار نہیں جاگ کے سوت پر کو لگ لگے گا لاگ ۔ حیات کا باؤ
کا ہلنا چلنا ، اس حیات پر اتنا کیا اچھلنا ۔ کچھ نہ تھا سو کچھ ہوا ہے ، کچھ
سمجھ کے ہیچہ بھولے ہے ۔ دنیا جیون دوپہر کی چھانوں ، اس دنیا کوں سر ہے
نہ پانوں ۔ دنیا دو دیس کی مہمان ، یو تحقیق ہے کر جان ۔ یو جیونا سب یکدم ،
اگر خوشی اچھو دگر غم ۔ دنیا کا کام جیوں تیوں گزرتا ہے ، وہے وہی بھلا
جو فرصت ہے لگن کچھ کرتا ہے ۔ جتنی راحت منگے اتنی محنت پر کھڑے تو
تو نبی تو ولی تو بڑے ۔ انو نے ہوا حرص تی نہیں پائی بڑائی ، انو کوں بھوک
پیاس نے یاں لگن انبڑائی ۔ اگر توں سمجھے گا یو عالی شانی ، تو عربی میں کہے ہیں

لہ جوڑ

تجو ع ترانی۔ یعنی کچھ دیکھنے منگتا ہے تو بھوکا اچھ، یو چکنائی ست ٹک رد کھا اچھ۔ جو کچھ ہے سو اپنے نیم دھرم ہور ست ہیں، جو کچھ ہے سو غریبی ہور غربت ہیں ہے۔ غریب فقیراں کا کھانا، سو فقیر فاقہ تمام حاصل کا مانا سو فقیر ہور فاقہ، خدا کچھ نہیں کھاتا۔ جو کوئی خدا کا عاشق ہو اسے کھانا کیوں بھاتا۔ عاشق وو جس میں معشوق کی صفت آوے۔ نہ کہ معشوق کوں کچھ بھاتا عاشق کوں کچھ ہور بھاوے۔ خسرو دہلوی یو بات کہیا بہت نوی۔ فرد

ہر کہ جوید مراد از معشوق
گوئی او عاشق مراد خود است

معشوق کنے معشوقیچہ کوں منگ عاشق کموں اس بات کا بہت ہے ننگ یو بخت لوگاں ہیں خامی ہے، یو عشق ہیں ناتمامی ہے۔ یک ٹھار نظر ہور سو ٹھار دل، ایسی عاشقی تی کیا حاصل۔ یہاں دل کوں سنبھالنا ہے۔ جیو تھی اپین کوں جوں فارسی میں اس مقام پر آریا ہے اور کہیا ہے۔

در عشق زفتادہ می باید امید بباد دادہ می باید
آنجا کہ ہمہ درد دل خورد گوہند دنداں بجگر نہادہ می باید

الماس تی ہونا سخت، جو اپنی مراد کا ہووے وقت۔ غم تی اپی عاجز ہونا جانا۔ غم آیا تو غم دو دوں بھی کھانا۔ دوہرہ جو ہگن تو ہس بل جو بھر جن تو ماس۔ اے سینہ کھکھیا۔ کیوں لکھے ست تن کا گھاس۔ مرد گردھیں پھول تی نازک کدھیں فولاد توں سخت اچھنا۔ ہر ایک جاگا ہمت سوں رہنے مرد کوں بخت اچھنا۔ جس میں کچھ غم ہے جس میں کچھ دھرم ہے۔ جیوں سنا جیسا چہ سخت ویسا چہ نرم۔ دوہرہ :۔

سیو ست نہ چھاڈیے ست چھوڑیں پت جائے
یچی ست کی داس ہو پگ لاگے تجھ گھر آتے

ابراہیم کی نیت ثابت تھی تو کا فراں آگ میں سٹے ۔ انگارے پھول ہو پاؤں نہیں آتے ، یوسف کا کوتے میں تقو اقرار تھا تو بھار نکلے پیغمبری ہو پادشاہی پاتے ۔ مرد کوں قرار عجب کچھ ہے ، ہر ایک کام پر اختیار عجب کچھ ہے ۔ ایک تل میں سو جنس سوں پھرتا ہو عالم ، نہ دائم خوشی اچھتی کے نہ دائم غم سر پر چہ رخ پھرتا ہے ، آدمی کدھیں اٹھتا کدھیں گرتا ہے ۔ آدمی نہ اپنے بھاتے آیا ہے نہ اپنے بھاتے جائے گا ۔ ہور ایکس کا بھاتا ہوتا ہے اپنا بھاتا کہاں تی لیائے گا ۔ جوں مرتضیٰ فرماتے ہیں جوں کی بات دائم قائم ، عرفت ربی بفسخ العزائم ، یعنی جیوں میں منگتا تھا تیوں نہیں ہوا تو میں خدا کوں پچھانیا ۔ میرے ہاتھ میں نہیں ہے کام ہور ایک کے ہات میں ہے کر تحقیق جانیا ۔ عارفاں بات بات میں دیکھتے جاتے ، ایک بات میں ہزار بات پاتے ۔ ذرے ذرے کوں تحقیق کرتے ، ایک تل اس کی معرفت کوں نہیں بسرتے ۔ عارف دو ہیچ ہے جو کوئی خدا کی معرفت کو سمجھے ۔ حق شناس اُسے کتے ہیں جو کوئی طریقت میں آپچہ حقیقت سمجھے ۔ خودشناسی ، خداشناسی عارفاں کا کام ہے ۔ جو کوئی عارف تمام اسرار ہے اسے کون فام ہے ۔ کدھیں کوئی ہنستا ہے ، کدھیں کوئی روتا ہے ۔ یو دنیا ہے یوں ہوتا ہے ۔ دنیا کا کام بہت ہے سخت ، اپنے نہیں ساتوں وقت ۔ آدمی کوں پریشانگی ہے باو بیں اپال ، خدا چہ ہے جو دو رہنا یک حال ۔

القصہ بارے زلف نے دھرم کری ، بہت کرم کری ۔ اس بندی خانے میں تی ، اُس بلا آشیانے میں تی ، کچھ[1] فن کر ، دست بند کر ،

---

[1] فن کر دست بند ن کر

بھار کاڑی، اس رقیب کوں اُس بدبخت بدنصیب کوں بجھاوے ہیں باڑی نظر کوں لگے لاتی، رخسار کے گلزار ہور شہر دیدار کی باٹ دکھلاتی۔ کہی ایتال جا، اپنا تدعا پا۔ بیت :-

مروت بہت کی لٹ چوٹی کی جاتی

بلاتی بھار کاڑی باٹ دکھلائی

نظر زلف سوں وداع ہو کر چلیا سو دیدار کے شہر میں رخسار کے گلزار میں آیا، حسن دھن کا من موہن جگ جیون کا ملاقات پایا۔ بیت

دل کا حسن کے دل میں بہت انتظار تھا

دیدار دیکھنے کوں دل امیدوار تھا

گھڑی ایک آہ بھریا گھڑی اساس۔ گذریا تھا سو قصہ کہیا حسن چھند بھری استری پاس۔ حسن نار کوں، خوبی کی جگ نار کوں، محبوبی کی نوبہار کوں حیرانگی لگی، پریشانگی لگی۔ کہیں جانتی تھی کہ دل جیوں تیوں آوے گا، یارے دیدار دکھلاویگا میرا دل دل تی آرام پاوے گا۔ یوں نہیں جانتی تھی کہ یو قصہ یوں کھڑے گا، یی ایسا وقت پڑے گا۔ ہر اپنی سمجھ پر گمان دھرتا، بندہ کچھ سمجھتا خدا کچھ کرتا۔ غلبہ کیا اشتیاق، بھی وقت بجڑیا فراق، دل میں کچھ لیاتی، اپنے غمزے کوں نزدیک بلاتی، اپنے عشق کی جو بات تھی سو اسے سمجاتی۔ فرد :-

کرنے آسان اپنی مشکل کا

راز غمزے سوں بولی سب دل کا

کہی اتال اس کا علاج یو ہے کہ توں ہور نظر دونوں مل کر ایک دل کر تن کے شہر کو جاؤ، ہور دل کوں کچھ تدبیر کر تسخیر کر کچھ فن کر سحر ٹونا ٹامن کر جیوں تیوں مجھ لگ لے آؤ۔ فرد :-

بار نا لگ سی دل کوں آنے کوں
غمزے کوں بھیجی ہے بلانے کوں

حسن دمن من موہن جگ جیون کے فرمائے پو غمزہ ہور نظر، لوگاں چنے چنے، چلے چلے بجنے بجنے، اپنی سنگھات لے کر شہر دیدار تی تن کے شہر اُدھر رخ دھرے یوں چلے سو منزل کی ایک منزل کرے۔ دو نو چست دو نو چالاک دو نو روشن ضمیر دو نو دل کے پاک۔ دو نو چڑ بڑے اپنے کام میں بجوت کھرے۔ اما روایت یوں آئی ہے کہ نظر جسوقت عقل کے منڈریں تی بھار آیا تھا، عقل تو کچہ بھید پایا تھا کہ جہاں نظر تی جو جاوے گا، البتہ کچھ فتنہ اچاوے گا۔ کام کیں ہوئیگا کچھ خلل ہوئیگا بلا کچھ لیا وے گا۔ فرد:۔

عاشق کی بات توڑنے کو اس ہیں لوٹ نہیں
عاشق کے دل اوپر جو گزرتا سو جھوٹ نہیں

دل میں رچ کر، او بچہ تی سمجھ کر، لکھیا تھا اپنے سرحد کے سرداراں کوں کہ چاروں طرف مستعد رکھو بہادراں کوں، اس نندر کوں اس نڈر کوں۔ اس ملک میں تی بھار جان نکو دیو، ہشیار اچھو خلل اچان نکو دیو۔ بیت:۔

امر ہو تا سنبھال کر اپتا
جانتے کوں کہتی جتن رکھے کیتا

زہد دریا کا کوہ کر تھا ایک مقام، ہور زرق کا ایک بیٹا تھا توبہ اس کا نام، اسے فرمایا تھا یو جو کام۔ کہ نظر کوں سنبھال سرحد تی بھار نہ جاوے۔ مبادا کہیں بلا لیاوے کوں عقل فرمایا تھا کار بار، وو تجہ سب اپنی جاگا تھے ہشیار۔ بارے قضا یوں ہوتا ہے جو غمزہ ہور نظر، دونوں بے خبر رات کی خماری سوں، بہت باری سوں، مل کر اس ڈونگر تلے آئے۔ اس ڈونگر

تمیں ایک پھول باڑی تھی۔ اس پھول باڑی میں کھڑے آسائش پائے۔ جاگا
بہت بھائی۔ رات کے جاگے تھے۔ تک نیند آئی۔ بیت۔

غم ہیں عالم اچھے تو بی غم نیں
نیند کہتے سو موت تی کم نیں

حدیث ہے، عربستان بی یو بات چلی ہے۔ بھوت کہ النوم اخ الموت۔
یعنی حدیث یوں آئی ہے۔ نیند موت کا بھائی ہے۔ بارے یو عالم ظاہر کہ جاگے
تو اس عالم کا تماشا دیکھا جاتا ہے۔ آدم اس عالم میں پیدا ہوا ہے۔ آدم کوں یو
عالم بہت بھاتا ہے۔ دسرا عالم خواب کا۔ دو بی ایسا چہ ہے اس عالم جیسا چہ
ہے۔ دہاں بی یو نچہ ہنسنا، کھیلنا، کھانا پینا ہے۔ جیوں یہاں جیتے ہیں وہاں بی یو نچہ
مرنا جینا ہے۔ جو یاں کرتے سو واں بی کرتے۔ جو یاں مرتے جیتے تیوں واں بی جیتے
مرتے۔ وہاں دوست ہے دشمن ہے، شادی ہے غم ہے۔ جیوں یہ عالم ہور تیوں
وہ بھی ایک عالم ہے۔ نہایت فرق اتنا ہے کہ یو کثیف ہے وو لطیف ہے۔
یو جسمانی ہے وو روحانی ہے۔ تل میں زمین تی آسمان پر جایا جائے۔ آسمان تی
زمین پر آیا جائے۔ عرش و کرسی لوح و قلم کا سیر کرنا میسر ہوتا۔ جیوں منگتا تیوں
ہوتا۔ جاں منگتا وہاں جاتا۔ محال ہے سو حال ہوتا ہے۔ عجیب تماشے دستے ہیں
تماشے تماشے کا خیال ہوتا ہے۔ انسان کوں کہ عقل ہور نظر ہے۔ اس عالم کی بی
خبر ہے۔ اس عالم تی اس عالم میں جانا، اس عالم تی اس عالم میں آنا۔ یو سب
اپس مینچ ہے تو اپس میں دستا بھار نہیں، تو جاتا اچھے کا دسری ٹھار نہیں۔ بھار
اچھتا تو تجھے کیوں دستا۔ توں تو تجھ میں تی نکل کر بھار نہیں جاتا۔ اگر یو تجہ
مینچہ نہیں تو توں خبراں کہاں تی لیا آتا۔ کہ میں خواب میں فلانے کوں دیکھیا آج
رات، ان نے مجھ سوں یوں کوی بات۔ میں یوں کیا اس کی سنگھات۔ وہاں

ایسا باغ ایسا محل تھا کتا، وہاں ایسا حوض اس میں ایسا کنول تھا کتا۔ ایسے
تماشے جیسی نار وہاں دیکھتا یہاں اس نار کی تعریف کرتا۔ اس کے روپ کی اس
کے رنگ کی، اس کے سنگھار کی تعریف کرتا۔ اس عالم میں اسے دیکھ کر اس عالم میں
اس کی خاطر تپتا۔ جاگیا تو پھر پھر سوتا، پھر اسے دیکھنے جپتا۔ اس کا نین اس کا ادھر
یاد آتا۔ اس کا جوبن، اس کی کمر ہور اس کا زر کمر یاد آتا۔ دل میں اُساس آتی، سینے
میں تی آہ نہیں جاتی۔ بعض وقت جو وہاں دیکھتے ہیں دو تچ یہاں ہوتا ہے
جیوں یہاں جاگتا سوتا ہے تیوں وہاں بھی جاگتا سوتا ہے۔ بعضے شاعراں اُس عالم
میں شعر بولے ہیں، ہور اس عالم میں آ کر لکھے ہیں۔ کچھ کچھ اس عالم میں کہتے ہیں،
اس عالم میں لکھے ہیں۔ بخت جاگے ہور وہاں بشارت موں دکھلائی ہے، تو
بادشاہاں کوں یہاں بادشاہی آئی ہے۔ یوسف نے خواب دیکھیا کہ آفتاب سجدہ
کیا اس کا نتیجہ خدا نے یہاں پیغمبری ہور بادشاہی دیا۔ بعضے پیغمبراں کوں بھی خواب چہ
میں غیب کی خبر دیتے ہیں۔ انو وہاں تی خبر پاتے سو یہاں آ کر خبر کہتے ہیں۔ اشارت
وہاں تیچ ہوتی ہے۔ بشارت وہاں تیچ ہوتی ہے۔ خواب بہت بڑا عالم ہے۔ اس عالم
میں ہونا محرم محرم۔ سیج پھول نیچے تو کانٹے کون بیچتا، سیج اگر چندن ہور مشک
نیچے تو ادھر اُدھر کے پھلنے کون بیچتا۔ یو بھی بڑا عالم بڑا گھاٹ ہے۔ عارفاں
کی سمجھ کی بات ہے۔ موے پیچھے بھی ایسا چہ کچھ عالم ہے، جنے سمجیا اسے مرنے
کا کیا غم ہے۔ اتا کیا خاطر دل کوں تپا تا ترساتا ہے، ایک عالم تی ایک عالم میں
جانا ہے۔ یہاں کے لوگاں کی دل بستگی توڑ کر جانا ہمیں مشکل لگتا ہے فعل نیک کر
جان۔ اسے کیا یہاں کیا وہاں۔ وہاں بھی خوباں ہیں محبوباں ہیں، یاراں ہیں مصاحباں
ہیں مطلوباں ہیں۔ وہاں بھی سب رہے ہے، سب کچھ ہے۔ وہاں بھی یوچہ لوگ یوچہ
رضا۔ یوچہ قدر یوچہ قضا، یوچہ حکم یوچہ رضا۔ نہایت سعی اتنا کرنا کہ کچھ فعل

نیک ہاتھ آوے، خدا ہور رسول کوں بھاوے۔ مراد اپنی پاوے۔ اس کا دل صافی پکڑے۔ اس کے دل کدورت جاوے۔ باقی سب خیر ہے بافعل غیر غیر ہے۔ ماں کے پیٹ تی نکلتے وقت جتنے عذاب سوں نکلتا اتنے عذاب سوں اس تن تی نکل جاتا ہے۔ دے جیوں دہاں تی کچھ لے آیا تیوں دہاں تی بھی کچھ لیجاتا ہے۔ کھولے ہیں اس بات کی گرہ، کہے ہیں الدنیا مزرعة الآخرة۔ یعنی دنیا آخرت کی زراعت ہے اسی زراعت کوں بہت مشقت ہے۔ جیسے جھاڑ یہاں لاویں گے۔ ویسے پھل دہاں پاویں گے۔ جو کوئی عاقل ہے واصل ہے۔ اسے اس دنیا میں رہنے کا یو بڑا حاصل ہے۔ دنیا اس کام کوں بہت خوب ہے، اس مقام کوں بہت خوب ہے۔ خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے بولتا ہے سو خواب میں کی بیداری ہے۔ جو وجود تار رہتا ہے تو وو خواب میں خواب ہوا بے خبری بے ہوشی بے کاری ہے۔ دہاں نہ شادی نہ غم۔ نہ عشرت نہ الم۔ نہ بنیا نہ آرام، نہ کام نہ دھام۔ وصال تمام دہاں ہوتا ہے دانش کا خیال تمام داں ہوتا ہے۔ دہاں خدا چہ اچھتا ہے، اپے نہیں چہ اچھتا۔ اپے خدا میں دیچ اچھتا۔ دہاں کچھ نہیں ظلمات اندھارا ہے۔ اس کچھ نہیں چہ میں نیچ سب کچھ ان ہارا ہے۔ حق تعالے فرماتا ہے کہ یومنون بالغیب۔ یو غیب کا عالم ہے۔ اس عالم میں جانے عالم سب درہم ہے۔ یعنی مسلمان وو جو غیب پر ایمان لیاوے۔ خدا بچوں بچگوں ہے کر اپس کو سمجاوے، اپنے دل کوں سمجاوے اس کوں کالا نور کہتے ہیں۔ بہت آلا نور کہتے ہیں۔ اس نور کی خبر کسے معلوم نہیں مفہوم نہیں۔ جو کوئی مومن مسلمان اس بات تی اس کا دل شاد ہے۔ یو دانایاں کوں ارشاد ہے۔ انسان کوں صورت ہے تین۔ تحقیق جاننا ایک اپے رب العالمین۔ ایک یو ظاہر کی صورت۔ دوسری خواب میں کی صورت ہر کسی دس آتی۔ تیسری صورت اس خواب کی صورت میں یک صورت دو صورت کسی تی دیکھی نہیں جاتی ہے

عارفاں نے جوں کتے ہیں اس ٹھار۔ وے اس صورت کا نہیں دیکھ سکے دیدار۔ جیتے لاف مارے، اس جاگا پر آکر ہارے۔ یو بے اختیار کچھ ہووے تو ہوئے، یہاں محض خدا کا پیار کچھ ہوتے تو ہوئے۔ جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کتے ہیں۔ جو کوئی اس صورت کوں دیکھیا سو تحقیق خدا کوں دیکھیا کتے ہیں۔ خدا کوں دیکھنے کی یو چہ ٹھانوں ہے۔ معراج کا ایچہ کانانوں ہے۔ یو معراج عاشقاں نے یہاں تی پائے ہیں۔ تاج یہاں تی پاتے ہیں۔ حقیقت کا رس انوں یہاں چہ آکر بوے ہیں۔ راز کا پردہ کھوے ہیں۔ کہ بعد از عمر ے واں ہم یک نفس سمجھنے کوں ایک نکتہ بس، اس بادشاہی کوں وو چہ جانے جس کے سر تاج ہے کہ ہر منزل کی کمالیت کوں ایک معراج ہے لے ہور پھانکے۔ دکھلائے ہور جھانکے۔ حبیب سوں مل کر حبیب ہونا۔ اتنا دیکھنے کوں بی نصیب ہونا۔ یو وصال ہونے کی جاگا ہے۔ یو محال ہونے کی جا گہ ہے۔ یو واصلاں حیران ہونے کی ٹھار ہے۔ یو جاہلاں سرگردان ہونے کی ٹھار ہے۔ ناداں اس بات کوں کیا مانے گا، ناداں اس بات کی قدر کیا جانے گا۔ دانایاں نے جنم گنوائے ہیں، تو اس نکتے کوں پائے ہیں۔ ناداں منگتا ہے اتنا یچہ سمجھے، اتنا یچہ جانے۔ خاطر لیانے۔ ہر یک ہنر مشقت کئے بغیر نہیں آتا۔ یو منگتا بیکایک پاوے۔ بیکایک کیوں پاتا۔ بیکایک کیوں آوتے۔ یو بی کوئی حلوا ہے جو کوئی موں میں لے کر کھاوے۔ اسے بھی موں کوں تک ہلنا چلنا لگتا ہے ناداں اس کا کوئی کیا لیوے، ناداں کی صحبت تی خدا پناہ دیوے۔ تک چابنا نگلنا لگتا ہے۔

القصہ کتیک وقت کوں سورج نے سر کاڑیا، آسمان کا پردہ پھاڑیا۔ اجالا سنچریا ٹھار ین ٹھار، روشن ہوا سب سنسار۔ اجھوں دیس چڑیا نہیں یاد گھڑی جو صباح چڑی۔ اس قلعہ کے دیدبان نے دیکھیا، اُس بلا اُس طوفان نے دیکھیا کہ نظر ندرے جگر، سنگھات لشکر لے کر یہاں اتریا ہے۔ حیران ہوا کدھیں نہیں سو

یو کیا ہوا ہے۔

جاسوس کا ہے کام یہی جو خبر کہے
دیکھا ہے و پنچہ ایک بیک سر بسر کہے

بیگ بیگ توبہ کنے آکر، سمجاکر، نظر کوں۔ جیوں لشکر سوں ڈونگر تلے دیکھیا تھا تیوں کہیا، توبہ کوں اس وقت بہت غصہ آیا چپ نہیں رہیا۔ عقل بادشاہ ظل اللہ، عالم پناہ صاحب سپاہ کے فرمانے پر خوبی خاطر لیا تے پر اپنے لشکر سوں۔ شان ہور فراست سوں، نظر ہور غمزے پر جاکر پڑیا نظر ہور غمزا دونو اپنے لوگاں سوں یکایک نیند میں تی ہر بھڑتے اٹھے ہکا بکا ہوئے، لڑتے پڑتے اٹھے، اپنا ہواپے گھٹے جھگڑا انو پر آکر کھڑیا۔ نظر ہور غمزا دو نو مست دونو بی دلاور دونو وایس تی توبہ کوں خوار کئے مار کر استغفار کئے۔ گھڑی میں جھگڑا ہوا فتح:۔ بیت:۔

غمزا ہے اپنی بات سنے تو چہ چھوڑے گا
غمزا ہزار توبہ کوں اک تل میں توڑے گا

توبہ کا لشکر تھاٹیا، توبہ کا سینہ پھاٹیا۔ توبہ کوں پکڑیا اُچاٹ اتال تھا تا تھاٹ توبہ بارہ باٹ۔ بیت:۔

کتا غمزے کی کھاوے مار توبہ
بچارا کیا کرے اس ٹھار توبہ

توبہ کا کوٹ لوٹے توبہ کوں ننگاے۔ توبہ کے سر پر ہزار ہزار بلایاں لیائے۔ توبہ کوں مشکل پڑیا سخت، توبہ کوں توبہ کرنے کا آیا وقت۔ توبہ پائمال ہوا۔ توبہ کا یو حال ہوا جیسیں زرق کا جو وہاں صومعہ تھا اسے بھی توڑے ٹکڑا جیتے دو جاگا بی چھوڑے۔ وہاں تی عاقبت کے شہر کوں جانے انگے رکھے

قدم، غمزا ہور نظر اپنا لباس پھرا کر قلندری پکڑے رسم۔ بات سری من میں امید بھری۔ عافیت کے شہر میں آ کر بات کتے۔ ناموس بادشاہ سوں عالم پناہ سوں، ظل اللہ سوں، صاحب سپاہ سوں ملاقات کیے۔ ناموس بادشاہ عاشق صفت تھا، صاحب ہمت تھا، کھلیا تھا، تملیا تھا، جلیا تھا۔ یو دو نوجوان یک یو دُر ٹونے وا ایک، یو دونوں حسن کے مدنا یک۔ ناموس بادشاہ انو کوں دیکھتچ مال ملک سب چھوڑیا، کچھ نہ چھوڑیا۔ قلندر ہوا، سمندر ہوا۔ فقیر ہوا، بے تدبیر ہوا۔ اسیر ہوا۔ غمزے کے ہاتھ میں سنپڑیا۔ ناموس نے عشق میں ناموس گنوایا لکھیا تھا سو انپڑیا۔ فرد:۔

جس ٹھار پر سایہ پڑے مژگاں وہاں نشتر لگے
غمزا نے خنجر برہنہ جاں بیٹھے واں کچھ کر اٹھے

ناموس کا یوں حال ہوا، ناموس پائمال ہوا۔ بعد ازاں نظر ہور غمزا شہر بدن کے ادھر چلے، مقصود حاصل ہوئے۔ دونوں پھوٹے پھلے۔ دے جو شہر بدن کے نزدیک انپڑے۔ بھی اپنا لباس پھرائے بدلائے پھر کر پہنے کپڑے۔ غمزا شراب پیا تھا کیفی، اپنے لشکر پر پڑھ پھونکیا دعائے سیفی۔ اس دعا میں تھا بہت اثر۔ ہر زبان کی صورت پکڑیا سب لشکر۔ فرد:۔

دیکھیا جو کوئی غمزے کوں وہ مبتلا ہوا
غمزے نے جو شراب پیا تھا بلا ہوا

القصہ کہ جس وقت تو غمزے کے لشکر نے شکست کھایا سو بدن کے شہر کے ادھر روانہ ہو کر عقل کنے آیا، تسلیم کیا، خدمت بجا لایا۔ غمزے تی جو کچھ بیداری ہوئی تھی سو سب بیان کیا۔ عقل کوں پریشان کیا، حیران کیا۔ عقل جیا پادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ ظل اللہ غمزے کی یو بیدادی سن کر بہت بیگ

دل کوں طلب کریا، جتنا سعی کرنا تھا اتنا سب کریا۔ دل کے ہات پاداں کے بنداں باندیا تھا سو کھولیا، غمزے کی بیدادی کا قصہ بولیا فرد۔

یوں مرچ کر سب چپ رہے فریاد نیں کرتا ہے کوئی
غمزہ بہت بیداد ہے یہاں داد نیں کرتا ہے کوئی

حسن کا لشکر ہے بہت بیداد اس کی بات کوں وفا نہیں اس کا کام تمام ہے بے اعتماد، یہاں داد نہ فریاد۔ اگر ایساں کے حیلیاں پر توں مغرور ہوئے گا، تو اپنے تخت اپنی شاہی تی دور ہوئے گا۔ فرد۔

جکوئی عاقل اچھے گا اپنی بالذات
بریاں کی کیا سنے گا ددبری بات

جنونے ایسے دغے کی باتاں پر بھر وسا لیائے، انو آخر اپنی بادشاہی اپنا ملک گنوائے۔ یو غمازاں ہیں، یو دغا بازاں ہیں۔ انو سوں جیو لا نکو، انو کوں پتیا نکو۔ پچھتا دے گا، دغا کھادے گا۔ اگر اتنے پر بھی تیرے دل پر آنا چ ہے کہ شہر دیدار کوں جانا چ، ہور حسن دھن من موہن کا وصال پانا چ، اسے گلے لانا چ، تیری انکھیاں تلے اس کی محبوبی دستی، جتنی برائی اس کی تجھے خوبی دستی، جیون تیوں بھی جانا چ منگتا ہے، مقصود اپنی پانا چ منگتا ہے، تو یک بات میری سن، اس بات میں ہے بہت گن۔ ہمارا اڑتا سو لشکر، دشمن پر پڑتا۔ سو لشکر تن کے ملک میں تی اپنی سنگھات لے، ہور شہر دیدار کے اودھر ڈیرا دے۔ فرد۔

براکی سو براچ ہے اُس تی ڈرنا چ
عقل میں خوب دستا ہے سو کرنا چ

یکیلے جانا بہت زیاں ہے، عقل میں بہت نقصان ہے۔ حسن دھن من موہن جگ جیون پاس لشکر بہت ہے، عورت کی ذات میں حیلہ مکر اکثر بہت ہے فرد۔

مکر سوں کوہ کوں توڑے مکرتی
دغا عاقل بھی کھاتا ہے مکرتی

اس عشق کے بہانے کیا ہوتا، کوئی کیا جانے کیا ہوتا۔ اگر تیرے پاس

بھی لشکر اچھے تو خوب ہے، توں بھی در رزدر ہو کر نڈر را اچھے تو خوب ہے اگر کبھی آوے وقت، معاملہ ہووے سخت، تو توں بھی کچھ کام کرے، بال لے اپنا نام کرے۔ "دانوواں ڈدل نہ ہوئے ماگھانگرا گھول نہ ہووے۔" دل کوں یو بات بہت خوش آئی بہت بھائی۔ باپ کوں کیا اتال ہیں اختیار اپنا تیرے ہاتھ دیا جو کچھ توں کتا سو میں کیا۔ عاشق جاں بازی ہوں، جوں توں کتا ہے و دیچہ راضی ہوں جوں توں فرمایا ہے بتوجہ جاتا ہوں، خدا کرتا ہے تو حسن سوں مل کر حسن کوں بھی پھاندے ہیں پھاتا ہوں، عاشق وو جو معشوق کو بھاوے۔ عاشق وہ جو معشوق کوں بچاوے جوں اپے تلملتا ہوں، سے بھی تلملا دے، جوں اپے ترستا ہوں اسے بھی تپاوے عاشق معشوق کوں چاہے تو خوب، معشوق بی عاشق خاطر تپے تو خوب۔ دونوں گدھن تی محبت اچھے تو محبت کی خوش حالی۔ دونوں ہاتھ ملتے بجتی ہے تالی غزل گفتن دل در فراق حسن از عشق غزل:۔

اے ماہ شام ہوئے ہے سحر تجھ فراق تی
کاں وصل دیکھوں جاؤں کدھر تجھ فراق تی
ہنستی ہے توں سکھیاں سوں سکی بھول ہوئے کر
روتا ہوں میں سوں خون جگر تجھ فراق تی
تیرے ادھر کوں یاد کر اے نار من موہن
رڑ رڑ لتا ہوں اپنے ادھر تجھ فراق تی
طاقت نہیں مجھ میں تیری دوری کی اتال
میں مار کر لیوں گا خنجر تجھ فراق تی
لوگاں یہ کیا کہتے ہیں سو معلوم نیں مجھے
مجھ بے خبر کوں کاں ہے خبر تجھ فراق تی

بولتا کیوں ملے گی مجکوں یو مشکل بہت ہوا
بسلا لیا ہوں میں تو کمر تجھ فراق تی
بر آئیں گی اُمید کدھیں تو بھی دشمن کی
گر جیو یو نجاسی سندر تجھ فراق تی

بیت :-

لکیا چو ساری دل پر بہت لیانے
کہ دل منگتا حسن کا دل بھلانے

ہمّت کے ترنگ پر چڑیا، عاشق تھا اپنے کام کی شمع پر پروانہ ہو پڑیا۔ ہور عقل کا سپہ سالار جس کے حوالے عقل کا سب گھر دار، صبر اس کا نام شجاعت اس کا کام۔ لشکر آراستہ کرنے میں بہت اسے فام، ولاور مٹیلاران کاران کھام۔ بیت :-

صبوری تی خدا راضی صبوری پر خدا بھلتا
صبوری کیلی ہے جس تی کلف مقصود کا کھلتا

صبوری تی دنیا، صبوری تی دین، کہ مصحف کی آیت ہے کہ ان اللہ مع الصابرین، کہ یا ایھا الذین آمنوا اصبروا و صابروا و رابطوا۔ ہور حدیث بھی یوں آئی ہے سچ، الصبر مفتاح الفرج۔ ہور گوالیر کے سجان، یوں بولتے ہیں جان۔ دوہرہ۔

دھرتی میانے رتیج دھر بیج بکھر کر بوے
مالی سیچے سر گھڑا رت آئیں پھل ہوئے

بارے دل صبر کوں بلا کر لشکر حاضر کرنے کا اسے حکم دیا۔ لشکر اپنا سب دیکھیا۔ لشکر کی گنتی لیا۔ ہمّت کریا، سینے میں اساس بھریا۔ شہر دیدار کے

باٹ میں پاؤں کی جا گا سر دھریا۔ عقل دیکھیا کہ دِل تو روانہ ہوا۔ میری بات اسے بہانہ ہوا۔ بہت مہر و محبت سوں، اپنے ارکانِ دولت سوں کچھ فکر کر، ذکر کر۔ تین منزل انپڑ اتا آیا، دل کوں عقل دیا سمجایا۔ ایسے میں سنگھات کے لوگاں کیں سد پائے۔ خبر لے کر آئے، کہ اس صحرا میں ہرناں بھوت ہیں ٹھاریں ٹھار، باریکیاں موٹاں موریاں ہیں آشکار۔ بیت:۔

بلاتی یو بلا پیدا ہوئی ہے یہاں تو ٹک ڈرنا

جہاں غمزہ کرے غمزے وہاں عاشق نے کیا کرنا

سگے ہیں وے سگے لیسے دس نہیں آتے، نظراں تلے دسے نہیں یوں جھالاں جاتے۔ بیت:۔

لاگے لاگاں یو باٹ پر لینے عقل دل دو لوں کوں دغا دینے

بارے سوں جڑتے پھولن پر اڑتے۔ یوں ہرن من ہرن۔ کون سکے انو کوں رام کرن۔ پھاندے میں پاڑیں گے وے پھاندے میں پڑسیں نا دسریاں کوں سنپڑ واہیں گے وے اپے سنپڑسیں نا۔ ہرن تو ہیں بہوتیچ آلے، وے ہرناں میں ہیں آدمی کے جالے۔ جنگل میں رہتے، اتنا نچھ ہے جو بات نہیں کہتے۔ عجب ہے۔ یو حیوان، سب آدمی کا دھرتے گیان۔ سیاں جتاں نے ہرناں کا لئے لباس، اس بات کوں خوبی کرنا نفاس۔ ہرناں میں اتی تندی اتی چالاکی کہاں ہے ہرناں میں اتی لطافت اتی پاکی کہاں ہے۔ دل بادشاہ، عالم پناہ، صاحب سپاہ، ظل اللہ، بات اس دھات سن، بہت پکڑیا اس، اس ٹھار شکار کھیلنے کی آئی ہوس۔ بیت:۔

دل عشق میں ہلاک ہو لگی آن کھبران سوں

منگتا شکار کھیلنے لوٹنیاں کے ہرن سوں

لے نزان نوتی کا جوان، تیزی پر سوار ہو ہات میں لے بتر ہور کمان ہرناں کے پیچھے گھوڑے کوں دیا تاو، یا باؤ پچھیں جانور دڑی باد، انو کوں ہرنا کتے۔ دو ہرنا کتے، دو ہرناں نہ تھے تھا غمزے کا چشم، انو کو پکڑنے کون کر سکتا ہم، انو کوں ایسے شکار کا کیا غم۔ بیت:۔

ہرنانے اپنا مکھ دکھلیا ئے ہیں دل کوں کشت میں
صیاد ہوا ہے صید یہاں کیا سحر ہے اس دشت میں

دل نزدیک آئے لگن ہرگز دور نہیں جاتے تھے، عقل ہور دل کوں اورانو کے لشکر کوں باٹے باٹ یو نچہ کھینچتے لیاتے تھے۔ دور گئے تو کھڑے رہ کر اپس کوں دکھلاتے، بہت نزدیک آتے تو نکل جاتے غمزے کے لشکر کوں بھی غمزے کی عادت پڑی ہر ہرن یک نازکی پھل چھڑی، ایک ہرن صد فنی، اس نازاں کوں غمزہ نے جنی۔ ایک غمزہ پر عاشق اپنا خوش حال، جاں غمزیاں کا لشکر اچھے وہاں عاشقاں کا حال۔

کاں کاں سنبھلے جیوں کوں عاشق بچارا کیا کرے
رس رس کوں دیدے لالینا غمزیاں کے ہنکاں[1] تی بھر

یو عشق کا ہے گھاٹ۔ دل ایک باٹ عقل ایک باٹ۔ بارے عقل نے دیکھیا کہ دل کوں حسن کی محبت کا اثر چڑیا۔ اس من ہرن دنبال لگ یو تو بیاباں میں ایک پڑیا۔ بیت:۔

دل کے دل میانے شوق بل پکڑیا
دل دیوانہ ہوا جنگل پکڑیا

عقل بادشاہ، عالم پناہ صاحب سپاہ رہیا تھکیا، عقل پادشاہ

---

[1] ہنگامے

صاحب سیاہ کوں برا لگیا۔ بہوش آیا۔ خون جوش آیا۔ فرزند جگر گوشہ، ہر دو جہاں کا توشہ۔ سینہ پھوڑیا کیوں جاتا ہے۔ فرزند کوں چھوڑیا کیوں چلتا ہے۔ فرزند اگلا دل جان تی۔ فرزند اگلا دل ایمان تی۔ بہر سو ما باپ کی، باقی بہر بھی باپ کی۔ دنیا میں سب ملیں گے یہ تحقیق جان، نا مل سی سو ما باپ ہور لگے بھائی ہور بھان، انو کی بہر ہے ہو طلسم ہے، سحر ہے۔

القصہ عقل بادشاہ اپنا لشکر جوڑیا۔ یو بھی ہرناں کے پچھیں لگیا، شہر بدن کوں چھوڑیا۔ کام ہوا کدھر کا کدھر تی عقل بھی پھاندے میں سنپڑیا دل کے ادھر تی۔ دل ہور عقل دونوں ہوے بیابانی، دونوں کوں لگی حیرانی سرگردانی۔
بارے نظر ہور غمزا جو دل بادشاہ عالم پناہ کوں بلانے جاتے تھے لیانے جاتے تھے۔ سو دل کو نچہ ادھر آتا دیکھے، حسن دھن من موہن، جگ جیون خاطر تلملتا دیکھے۔ کہے الحمد اللہ کام پایا سرانجام، اقبال فتح ہوا کام، جس کی خاطر ہمیں جاتے تھے سو دو چہ انگے آیا، خاطر ہمارا تسلی پایا۔ آپس میں اپے فکر کتے ایکس کوں ایک عقل دیتے۔ کہ ہمیں توبہ کوں شکست دے کر ناموس کوں ننگتے۔ ہور عقل کوں بھی ڈراتے۔ جو دل کوں اپیچ بلا کر دلاسا دیا، جیوں دل کا مدعا تھا۔ دو نچہ تدبیر کیا۔ عقل دل کوں آن دینا نہ تھا سو لیے تی اپنے لشکر سوں آتا ہے۔ عقل بھی بڑا بادشاہ ہے۔ کیا جانے کیا فتوا اُچاتا ہے
فرد:۔

نظر غمزا دو ٹھگ دونوں ڈھاٹے
ایس میں آپ مل کچھ کچھ بچارے

آتاں فکر یو ہے جو ہمیں دل کے کتے ناجانا، عقل ہور دل ہمنا تا دیکھے تیونچہ ان دونوں کوں شہر دیدار کے نزدیک لیاتا۔ کیا واسطہ کہ لشکر ہور چشم آتا ہو

دیکھنا خوشی آتی ہے یا غم آتا ہے۔ کام قضا کا ہے، معاملہ ایک دغا کا ہے۔ ایک پادشاہ ایک بادشاہ کے ملک میں جاتا، کیا جانے کس کے جیو میں کیا آتا۔ بادشاہاں کے مکر تی حذر کرنا، بہت ڈرنا۔ انو مال ملک پر نظر دھرتے، دوستی سوں آتے دشمنی کرتے۔ مصحفاں کیاں سواں کھاتے، ہور ایمان بدلاتے۔ رزق پر ہاتھ مارتے۔ ہور اپنا دندسا رتے۔ کوئی آگ سوں جالتا ہے انو پانی سوں جالتے ہیں۔ دغا دیتے ہیں بلائیں لگاتے ہیں۔ بیت :۔

بریاں تی بہت مشکل خوب آنا بُرا اگر خوب ہے بھی نا پتیانا

عقل ہور دل کوں کتے۔ ان دو نونے پوستا متے۔ لڑنے کے شر شور سوں سحر ہور مکر کے زور سوں، عقل ہور دل کوں کیں کا کیں لیا پاڑے۔ ان دو نوں نازنیناں نے اُن دو نوں عاقلاں کوں ناڑے :۔ بیت :۔

نظر ہور غمزے کے جادے بلا لیائے
کہ دل ہور عقل دو نوں مل دغا کھائے

یو کچھ چینک لاتے لاتے۔ پھاندے میں پھاتے پھاتے ؛ پھسلاتی پھسلاتے دیدار کے شہر لگن للتے۔ اپنا کام فتح ہوا کر بہت خوش حالی پائے۔ ہزار ہزار انند سوں لاکھ لاکھ چھند سوں حسن دھن جگ جیون من مومن کنے گئے سلام کیتے، گم رہا سو قصہ پورے تمام کیتے۔ سُرخ رُو ہو آتے۔ بہت شاباشی پائے حُسن دھن، من مومن، جگ جیون نظر ہور غمزے کوں گلے لالئی۔ رلی کچھ بخشنے تی کچھ دیئی۔ ہور فکر اپس میں کئے کہ عقل بھی بڑا پادشاہ ہے، بہوتاں کا پناہ ہے اپنے لشکر سوں نزدیک آیا ہے کسی کوں رنجیا پایا ہے۔ کون ہنستا کون روتا، خدا جانے کیا ہوتا۔ بیت :۔

جو کچھ ہے سو کتا نزدیک آنا بُریاں تی بات ہرگز نا چھپانا

اس مصلحت کا کام، اس وقت کا کام یوں دیکھیے کہ قصہ یہ ہے کہ باپ کوں خبر دار کرنا ہوشیار کرنا کہ اس لشکر کوں دور کرنے کا کچھ علاج کرے کچھ کام ہوتے اپنا رواج کرے۔ بیت۔

عاشق جو کوئی ہوا اسے آرام نہ پہنچہ ہے
اپنے سجن کے کام بغیر کام نہ پہنچہ ہے

مکتوب معقول مقبول جوں محبوب لکھ کر بھیجے باپ کنے مضمون یوں تھا اس مکتوب منے۔ کہ نقاش خوب بے بدل۔ سب نقاشاں میں اوّل۔ میرا تھا یک غلام، مانی تی زیاست اس کے کام۔ خوش طبع بہوتیچ خوش فام جس کے کام کوں دیکھتے دل کوں ہوئے آرام، خیال اس کا نام آج مدت یک ہے کہ میرے پاس تی گیا ہے، عقل بادشاہ کے بند میں سپڑ رہیا ہے۔ عقل پادشاہ نہ اسے پانی نہ اسے کھان دیتا، نہ ادھر آن دیتا۔ اسے واں بہت خفا ہوا ہے، اس پر بہت جفا ہوا ہے۔ ہمیں اسے بلا بھیجے تو بہت غصہ کر، اپنے لشکر ہور حشم سوں آ کر بہت غوغا کرتا ہے، فتنہ برپا کرتا ہے۔ فرد:۔

جتنا حق بولے تو ہرگز کیسے تاثیر نہیں ہوتا
دنیا کا کام مشکل ہے یو بے تدبیر نہیں ہوتا

منگتا ہے جو شہر دیدار کوں اس گل بھرے گلزار کوں لیوے، یاں کے متوطناں کوں آزار دیوے، عورت کی ذات، کچھ جھوٹ کچھ سچ ملا کر بولی بات کہ اس کی تدبیر کچھ کرنا، یو بات نا بسرنا۔ کام گیا بات تی، پچھیں کیا فائدہ کس بات تی نکتہ جیتی بہت کچھ خوب ہے۔ پیش بینی بہت کچھ خوب ہے۔ توں عشق ہے تجہ سوں عقل کیا کرنا۔ دے عقل مکری ہے۔ اس کی مکر تی بہت ڈرنا تو مست دو ہشیار، دغا دیتے کیتی بار۔ جیتا کوئی قوت دھرے گا، دغے

کوں کیا کرے گا۔ جہاں زور سوں کام ہات نہیں آتا، دشمن رہاں دوستی لاتا۔ خداتی نہیں ڈرتا، دشمن دوستی سوں اپنا کام کرتا۔ سمجھ ہو جائے اگر سنکھ ہنکارے دیغے سوں چیٹی ہتی کوں مارے، دیغے سوں بکری غالب باگ پر ہوتے۔ دیغے سوں شیر زرے پر روباہ ور ہوتے۔ یو بات سب خاطر لیانا، ہشیار اچھنا، دغا نا کھانا۔ اسی بات کوں حدیث ہے سن اے عزیزا، اقتل الموذی قبل الایذا یعنی کیا حاجت ہے دندی اگر دند سارنا برائی نیں کرے لگیچہ برے کوں مارنا بری تی خدا کہیا ڈرو برے کی آنگے تیچہ فکر کرو۔

عشق بادشاہ، ظل اللہ صاحب سپاہ عالم پناہ یو واقعہ سنیا غصے تی سر دھنیا۔ بیت:۔

غصہ چڑیا ہے عشق کوں اب عقل پر آئی بلا
کیا حال آخر ہوتے گا کیوں سوسے گا یہ زلزلا

کہیا عقل کوں وجود کیا ہے جو ایسا کام کرے، ایس کوں رسوا ہمنا بدنام کری اگر عقل کوں ایس پر گمان اتنا ہے، تو میں بی عشق ہوں خدا ہے یو کام کتنا ہے

بیت:۔

جلالت میں یو عشق آیا نہ ہوسی کم قہر ہرگز
عقل کے گاڑوڑی تی یو اتر سی نا زہر ہرگز

عقل دیوانہ ہے جو عشق سوں کلاتا، عقل کوں عقل اچھتی تو عشق کا مایا پاتا۔ عقل کوں اتی کاں ہے زیادہ سری جو عشق سوں کرے برابری۔ عشق سوں قوت کرتی عقل ہوئی دیوانی۔ ہتیاں انباریاں سوں ڈبتے۔ بکری کتے مجھے کیتا پانی عقل عشق سوں لڑنے آیا ہے، سو عقل گم کیا ہے۔ قطرے نے دریا سوں ہم کیا ہے ذرہ آفتاب سوں کیا کریگا۔ آتش آب سوں کیا کرے گا۔ چیٹی کا سلیمان ہوں

کیا چلے گا۔ زمین کا آسمان سوں کیا چلے گا فرد ے

دوڑیا ہے عقل پر عقل کے بادل ہو لشکر عشق کا

کس کس کوں جا کر مارنا کیا جانے خنجر عشق کا

بارے مہر نام، خوش فام، شیریں کلام، شجاعت میں تمام نڈرے جگر، ہمیشہ مستعد اپنے کام پر۔ عشق کا ایک سپہ سالار تھا، لیٹے کھار بہت ہشیار تھا سب لشکر تی خبردار تھا، اسے فرمایا کہ جفا، مشقت، درد، محنت، غم، الم، قلاشی، زاری، بے نوائی بدنامی، رسوائی، فراق، اشتیاق، زاری، خون خواری، دشواری، فغاں، زاری، آہ، نالہ، ابتلائی حسرت، سوزش، تپش، شیدائی، استغنائی، بیداری، بیقراری، بے تابی، اضطراب، بلا، رنج، عتاب، آزار، عذاب، حیرانگی، پریشانگی، سرگردانگی، دیوانگی یو وزیر بڑے بڑے، سب حاضر کھڑے، انو کے جی کی بات لے، انو کا دل ہاتھ لے انو کوں اپنے سنگھات ے۔ جاں لیسے اچھیں وزیراں۔ دہاں کس کیاں کیا چلے گیاں تدبیراں، جو کوئی انو کا ناؤں سنتا سو ڈرتا، انو سوں کون لڑنے کوں دعوی کرتا۔ یو نام کے وزیر، بہت بڑے کاماں کے وزیر، ہور مشرق کے ادھر کا جیتا لشکر ہے۔ باقی وزیر سردار جیتا نہے کارگر ہے۔ یوسب یک بار شہر دیدار کے ادھر ے جا، بارے عقل ہور دل کے لشکر سوں ٹک جھگڑا بجا۔ اس لشکر کوں پیچان کر، بخاک یکساں کر، دانا داں کر، پریشان سرگرداں کر کہ دوسرا ایسے کام تی ڈرے، دسری بار بھی کوئی ایسا کام نہ کرے۔

لشکر رداں کیا ست کا

وقت آیا ہے اب قیامت کا

مردے ہمت نا اچھنا، ہمت دھرنا، دشمن کوں ایس پر دلیر نا کرنا جاں ادب واں سب جتنا قاعدا اتنا فائدا۔ بے ادب بے تمیز، ادب دار

سب کوں عزیز۔ ہر سپہ سالار نے، مرد کارزار نے، جوں عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ، صاحب سپہ نے فرمایا تھا۔ جیوں عشق کی خاطر میں آیا تھا۔ تیوں سب لشکر جمع کیا، سب تر جمع کیا۔ ایک تی ایک خوب تر جمع۔ چاروں طرف صف باند، جیوں پولاد کی کاند، بسم اللہ کر ہمت دھر، عقل ہور دل کے لشکر پر چلیا، جا لڑ کوہ قاف کا ڈونگر ہلیا۔

دل نے کیا ہے کام یو اس عقل پر کیا بول ہے
دل کی ادھرتی عقل بی حیران ڈاواں ڈول ہو

عقل یو فوجاں، یو تھر کے دریا کی موجاں دیکھ اپنی جا گاتی ہلیا، تلملیا ہیبت میں آپس میں آپے گلیا۔ فرد:۔

یو داقع عقل کوں آیا، سو اس دل کی ادلیاں تی
بلا ماباپ پر آتی ہے فرزنداں کی چالیاں تی

ناجاں کر گمان کر لیسے کام میں پڑیا، اپے اپنی عقل سوں اپے اس دام میں پڑیا عشق کا مایا نہیں پایا، ایسی عقل تی یہاں دغا کھایا۔ فتنہ جاگیا، جھگڑا لاگیا۔ بارے اول ایک دیس غمزا آکر عقل کے موں پر چڑیا، خوب دو دو ہات لڑیا، عقل کوں سنبھالتے مشکل پڑیا۔ دسرے دیس قامت نے استقامت کیا، عقل کے لشکر میں قیامت کیا۔ تیسرے دیس رات کوں زلف جا کر شب خون پڑی۔ کوتی تھی سو ہوئی بڑی۔ بہوتاں کو پیچی، بہوتاں کو کھینچی، ٹھار ٹھار پھیری۔ دہواں ہو کر گھیری، ناک ہو کر چاروں طرف لڑی، بہت قائم ہو کر کھڑی۔ فرد:۔

جو غمزہ آے لڑنے کوں عقل اس ٹھار کیا کرنا
اٹھے گا ہات کیوں اس ٹھار یہاں ترداد کیا کرنا

دیسے میں خوش بوئی کی باس کہ دل کوں جلانہاری تھی، دل کوں بہت پیاری تھی، دل میں ہور اس میں یاری تھی، غم خواری تھی۔ دو ہوئی دل کے ادھر، دل کوں کہی نکو ڈر۔ یو باؤ کاں لگتے اسے کس کے زخم، زخم کا اسے کیا غم، اگر بارہ ہزار جتنے ماریں گے تو بی مارا مار تج ہاریں گے۔ یو باد بارا، اس سوں کس کا کیا جارا۔ اڑے وقت دل کوں مدد آئی بارے سنبھالی، یاری کوں قرار رکھی، دل اپنا ایک ٹھار رکھی، محبت کوں پالی اپنے آشناتی بولی کام ہوا ہے مشکل، ایتاں ہمت چھوڑنے میں کیا حاصل۔ مارنا یا مرنا، اپنا نانوں کرنا۔ نھاٹے تو کیا آوے گا، نھلٹے تو کیا بانجنے پاوے گا۔ نجناں میں لکھا سو کیا جاوے گا یہاں ناٹے تو خدا کوں بھی بھاوے گا۔ جیو کوں کیتا ڈرنا، یو مرنی کا وقت ہے کچھ تو بھی کرنا۔ جیو گیا تو کیا دلے شرم نا جانا، نہ کہ جیو ہور شرم دونو گنوانا۔ یوں ہوا تو مرداں میں مرد کیوں کہوانا، ہور لوگاں میں بھی کیا موں دکھلانا، یو حضرت کی حدیث ہے (من مات العزت فقد مات شہید قد قتل عند عزۃ فہو شہید) یعنی جو کوئی اپنی عزت خاطر مارا گیا سو شہید ہے، جو کوئی اپنی عزت خاطر اتارا گیا سو شہید ہے۔ دل کہیا خوب کہی اسے سو باس، رواسک راس، اس وقت مجھے تیرا بچہ ہے آس۔ میں بھی دل ہوں بڑا ہوں، قائم ہو کر کھڑا ہوں کیا کر دل عشق ہور حسن کا لشکر قوی ہے، یو عشق کا کھورا نٹیں باگاں کی گوی ہے، یہاں باگاں ہیں بچھاڑیں گے، ہڈاں میں تی گند جھاڑیں گے۔ یہاں جیو تی اٹھنا۔ اپنا ہوا پے گھٹنا۔ یہاں مرگ کوں مرن کا قصا ہے۔ یاں باگ اند ہرن کا قصہ ہے۔ یہاں چیٹی کے انگے ہتیاں ہالے۔ اس جنگل کے کولیاں نے شیرزیاں کوں مارے۔

نبی ہور ولی جو دیسے تھے مست، دیلیاں کا لشکریاں کھایا شکست۔ میں بھی یہاں بات جیوتے جھاڑیا ہوں، ہمت کیا ہوں رن کھامگاڑیا ہوں۔ کوے میں پڑ کر سری

کاٹنا نہنیچ پھبتا، عاشق کوں نٹھنا نہنیچ پھبتا۔ دل تو ہمت دھرتا، دیکھیں اتاں خدا کیا کرتا۔ تاں اللہ توکلت علی اللہ۔ جیوں فارسی میں کہتا ہے استاد کہ زدیم برصف رنداں ہر انچہ باداباد،، بارے وو سو باس جو دل کنے آئی تھی۔ دل سوں دل لائی تھی، اُن نے خوب دو چار حملے کری، بہت تی ہمت کری، ہمت دھری ہمت بڑائی فوجاں اچائی۔ عشق کے لشکر کوں حیران کری، پریشان کری سرگردان کری۔ فرد:۔

ہوے ناراں کے ہاتاں میں ہیں دل نال جھگڑتا کیوں
کہ عقل عشق کا جھگڑا ایکایک یوں نبڑتا کیوں

جو تھے دیس بھی یو جھگڑا آفتی نبڑیا نہنیچ تھا، یو غوغا ہیچ تھا۔ ایس میں اپے لڑتے تھے، جھگڑتے تھے۔ نہ یو ہٹاتے، نہ وو ہٹاتے، ایک کوں ایک ڈراتے، ایک کوں ایک دلاتے۔ آٹا آٹ تھا، کاٹا کاٹ تھا۔ ڈاواں ڈول سب شہر تھا۔ یو کچھ خدا کا قہر تھا جس دھن من موہن جگ جیون لشکر تی ایسی خبر پائی بہت جیسی کھائی، دل پہ شکست لیائی کہ آخر خوشی ہے یا غم، اس جھگڑے کا کیا عالم۔ یو جھگڑا کیوں آخر نبڑتا ہے، کس پر کیا وقت پڑتا ہے۔ قضائے آسمانی بلائے ناگہانی۔ فتح شکست خدا کے ہات۔ یہاں نہ کئی جائے بڑی بات حیران ہوئے، اندیشوان ہوے۔ آخر وو بن بر کی پری، آپس میں اپے کچھ فکر کرکے ہمت پہ دل دھری۔ بیت:۔

ہر ایک کام اَوّل اختیار کر کرنا
جو کام کرتے اسے ٹک بچار کر کرنا

اپنے خیال کوں عالم کے کال کوں جگ کے جنجال کوں، اس نیک خواہ نمک بر حلال کوں بلائی، اس سوں مشورت لائی۔ فرد:۔

وو من ہر دل ربا اوتار مورت
سو اس کالی بلاسوں کی مشورت

ان خال نے بولیا، عالم کے کال نے بولیا، جگ کے جنجال تے بولیا، حسن کا حمک حلال نے بولیا۔ کہ اے حسن دھن من موہن جگ جیون کہ تجھے کوہِ قاف کی پریاں میں ایک ہمزاد ہے۔ تجھ تی ہمیشہ اس کا دل شاد ہے۔ عالم اسے دیکھن کوں آرزو مندھے، سرمست آزاد ہے۔ بہت دلاور بہت زور آور کسی تی نہ ڈرے، جاں جاوے واں فتح کرے، جیتا کوئی شجاعت میں ہوا تا، اسکے مول پر کون آتا۔ جکوئی میدان میں مرد ہو کر نکلتا، اس کے آنچ تی گلتا جیتے مرد ہیں مردانے اندازہ نہیں اس کے انگے ہاتھ اوچانے، تقوا کر کھڑے رہتے کسے تاب سامنے آکر کوں دے سکتا جواب۔ ہتیلی ہٹ بھری، جکچھ کہی سو کری۔ خوش شکل قبول صورت، من ہر مورت، روپ بھوت بہوت اعلیٰ ۔ جاں بیٹھے وہاں پڑے اجالا۔ ہنسے تو پھول جھڑے۔ بولے تو نبات ہور موتی پڑے۔ جو کوئی دیکھے سو بیتاب ہوتے۔ جاگنا اسے خواب ہوتے۔ بیت:۔

برائی خویش تی دیکھیا نہ جاوے
عزیز ہوئے سو وقت پر کام آوے

وو یہاں آئے تو بہت بھلا ہے، وو آدمی نہیں ایک بلا ہے۔ وو دھن جگ بھار نکلے تو بس، خدا دیا ہے اسے جس۔ وے ان تے ایسی جاگا پکڑی ہے گھر کہ ہرگز نہیں پڑتا کسی کے نظر۔ وہاں جاں کوئی کسے دسے نا، اس کا نشان کوئی کسے دسے نا۔ اس ناؤں بی حسنچ ہے اسے بی حسنچ کہتے ہیں، جیتے عشاق دنیا میں رہتے ہیں۔ فرد:۔

کھول کر کیا کہوں کہ کیسی ہے　　　حسن کی بھان حسن جیسی ہے

دو بھی نئی نازاں نئی چھنداں نئی غمزے نئی عشوے نئی کچھ دھرتی ہے، عاشقاں پر ظلم کرتی ہے۔ تیرے یہاں آنا جو وقت دھرے تو کیا عجب، عاشقاں پر یو ظلم کرے تو کیا عجب، تج میں کیا عشوا تھوڑا ہے۔ دو بھی تیرا یچ جوڑا ہے، ایک کوں چھپانا ایک کوں دکھلانا، نادر ہیچ تمیں دنیا میں دونوں بھاناں۔ تمیں دو پھول دو تارے دو دیوے دو نمانک جھمکا دے۔ دو پریاں دو حور۔ دو چاند دو سور۔ دو حسن کیاں بہریاں دو حسن کے باز دو نو صاحب صورت دو نو صاحب ناز۔ دو گل نار، دو بادشاہ خوں خوار۔ دو نو صاحب سپاہ، دو نوں کوں خوبی بخشتا ہے الله۔ دو سرو دو شمشاد، جنو کا قد و قامت دیکھ خدا آوے یاد سکھیاں، بھی دو عالم کی کیاں انکھیاں۔ دو نو دو بہشت، دو نو دو عالم کی ہوس کی کشت۔ یو دو محبوب دو نادر ناریاں، عاشقاں کے دل کی مراد بخشن ہاریاں جیو کیاں پیاریاں، سب گن میں ساریاں۔ جو کوئی انو سوں جیو لاوے دو ہرگز نہ مرے، دو نو دو آب حیات کے جھرے۔ جاں ایسی من موہن ہوتی بار، وہاں خضر ہونا کیتی بار۔ تمیں دو نوں بھی دو آفتاب، اس شرح کوں بھی ہور ایک ہونا کتاب۔ اگر تحمل ہور رود دو نول کر آتے ہیں تو البتہ اس عقل پر ظفر پاتے ہیں۔ دل سوں تو یاری ہے، دل کا جھگڑا استاری ہے، باپ ہے کر دل عقل کے پاس ہے، دلے اسے بھوت تیز یچ آس ہے۔ دل حسن کے غلام کا ہے غلام ہے لڑنے جھگڑنے سوں کیا کام۔ ادھر باہیں ادھر کو تا ہے، اس بچارے کوں بھی بہت مشکل ہوا ہے، دو عاشق ہے اہل ہے، اس کا کام سہل ہے، حسن دہن من موہن، جگ جیون نے بولی کہ کیا فائدہ، دو گلگوں بجن نے بولی کہ کیا فائدہ۔ جھگڑے کوں آ کھڑے ہیں حسن ہور دل۔ دو و صد آوے لگ بہت مشکل۔ اتال ہمیں جھگڑے کی لاف ہیں، دو ہمزاد ہماری کوہ قاف ہیں۔ دو دو خراسان میں، دادو

ہندوستان میں - وو دارو کو آنا، کو اُس کا در رجانا - اگر دارو کر نہارے کوں یو ہے فام، وراد آے لگن دربند کا کام تمام - شاباش تجھ سوں مشورت کری ساری رات، توں مجھ سوں بولیا آخر ایسی بات، میں تو تجھے عاقل کر جانی تھی، تجھ میں کچھ عقل ہے کر پچھانی تھی، خال نے کہیا، عالم کے کال نے کہیا، جگت جنجال نے کہیا حسن کے نمک حلال نے کہیا - فرد: -

نازمیں اپنے مست محبوباں
نازپر ناز کرتے ہیں خوباں

توں حسن ہے تجھ میں ناز کیاں باتاں بہت ہیں، تجھ میں غمزے کیاں حسکاییناں بہت ہیں، ہر ایک بول تیرا ناز ہور غمزے سوں آتا ہے، ناز ہور غمزہ تجھے بہت بھاتا ہے۔ سہاتا ہے - فرد: -

عاقل جو کہتا بات وو اس بات میں مانا ہے کچھ
غافل نہ ہو اندیش دیکھ اس ٹھار یو پانا ہے کچھ

کچھ میں بات چھپی بھی غم کرنا ہے، کچھ سمجھتا ہے پاتا ہے دل کوں بے غم کرنا ہے - کیا واسطے کہ میرے پاس ایک عنبر کا دانا ہے، بہت پرانا ہے - جس وقت کہ میں آگ پر رکھوں گا اُس عنبر کے دانے کوں، تو کیتی بار ہے تیرے ہمزاد کوں تیرے پاس لیانے کوں - گھڑی میں آے گی یو دن داری کر دھے پریاں میں کی رہنہاری - حسن دھن من موہن جگ جیون یو بات سن - نپٹ فارغ بال ہوی - اس اشارت تی، اس بشارت تی بہت خوش حال ہوی، جیوں پھول پھولی لال گلال ہوی - خال فی الحال اس عنبر کے دانے کوں آگ پر جلایا اس حسن کے ہمزاد کوں حاضر کر حسن کے حضور لیایا، حسن دیکھ ہوئی حیران، یکایک یو کدھر تی پیدا ہوئی یہاں - پریاں میں تی آئی پری، یو بھی بہت تواضع کری

بہت تعظیم کری۔ وو ناز ہور غمزے کی گھڑیاں، ایک کوں ایک دیکھ دو نو ہنس پڑیاں۔ بارے بعد از ملاقات ہات میں لی بات دونوں کی ہنچل ہنچل گلے لگی بیسو

دو بچھڑے دو عزیزاں آ ملے ہیں

دو غنچے دو نو پھول ہو کر کھلے ہیں!

ماضی مستقبل حال، ایک کا ایک پوچھے احوال۔ ایک رات بات میں بات عقل اور دل کے لشکر کا قصا کاڑی، اپنے راز کا پردہ پھاڑی۔ کانٹے کا زخم گھاؤ درد کہی، اپنے ہمدرد پاس درد کہی کہ ہمنا ہور دل میں عاشقی ہور معشوقی کی نسبت ورمیان ہے، دو تن ہیں دلے دو تن کوں ایک جان ہے۔ دوہرہ

جے میں کہی سو ان کہا پریت ہے اس دھات

دو من کا ایک من بھیا اب تو کی ایک ہی بات

دل باپ کے ملاحظے سوں جب جھگڑے میں آنا ہے نہیں تو یو جھگڑا اسے کدھاں بھاتا ہے۔ وو عاشق صاحب صورت صاحب محبت۔ اسے جھگڑے سوں کیا نسبت۔ بات عجب ہے، اس کے جھگڑنے کوں ایک سبب ہے۔ یہاں کچھ ہم نئیں، اس کا کچھ غم نیں۔ دلے جھگڑا اتال عقل سوں آپڑیا ہے، قصہ مشکل کھڑیا ہے۔ حسن دھن من موہن جگ جیون کی بات حسن کی ہمزاد من سب خاطر لیا بچاری، کہی خدا ہے ڈر نکو عقل کیا اچھے بچاری۔ پھر جو عشق کا سر لشکر تھا۔ سب پہ ور تھا۔ حسن کے ہمزاد حسن نے بھی اپنا ناز، اپنا غمزا اپنا شیوا اپنا جالا اپنا چھند بند سب اس کی مددگاری کوں بھیجی، اس کی یاری کوں بھیجی، ہمت دی، ہمت دی۔ مردانا اچھ کہی توانا اچھ کہی دانا اچھ کہی اپنی عزت کی شمع پہ پروانہ اچھ کہی۔ بیت۔

ناز غمزے تمام بھار رچے   دل کے تئیں بھار ٹھار رچے

ہور حسن کنے بھی ایک حاجب تھا عاقل کاری، خوب کستا تھا کمان داری۔ بے خطا تیر مارے، ایک تیر سوں ہدف اتارے۔ اڑتا جناور تو اس کے انگے جاتا کہاں۔ چلتا سو جناور تو اس کے انگے جاتا کہاں کمان داری کا دیوا اس کے گھر جگیا ہے، خیال سوں تیر ماریا سو تیر لگیا ہے۔ دو تیرا اگر ڈونگر کوں مارے تو پہاڑ چادرے نکل، اس کا تیر عاشقاں کا اجل بال سوں باریک اس کا تیر، پولاد کوں سٹے گا چیر۔ یہاں حیران ہم بادشاہ ہم فقیر، سب عاجز کس کی نہیں چلتی تدبیر۔ جو عاشق سامنے آیا، بے خطا ایک آدھا تیر کھایا۔ نانوں اس کا ہلال کمان دار، دھاک اس کا ٹھاریں ٹھار، ماس شہباز کوں بھی، اس تیر انداز کوں بھی، حسن اس مہر سپہ سالار کنے، اس ہٹیلے سردار کنے اس خونخوار کنے مدد کوں جا کہی، بیگ فتح کرآ کہی، سرخ رو ہو کر ہمنا موں دکھلا کہی۔ بیت:۔

خدا عزت رکھے جس وقت صاحب کام فرماتے
نفر کا نیت ہوئے ثابت تو ہمت غیب تی آئے

یو صاحب جمال، یو صاحب اقبال، یو ہلال کماں دار، غضبناک قہری قہار، مہر سپہ سالار سوں، صاحب تلوار سوں، مل کر یک دل کر بہت قرار کیے، بہت اختیار کیے۔ بات کوں خاطر نشان کیا، ہات میں تیر کمان، عشق کا لشکر بہت ور زور ہوا، لشکر میں سب شور ہوا۔ لئی غمزے، لئی عشوے، لئی ناز اں ملے، لئی ادباشاں ملے، لئی دغا بازاں ملے۔ کام کچھ ہوا، لشکر سب ہچہ ہوا۔ شجاعت کا شراب سر چڑیا، ہلال کماں دار بسم اللہ کر، اللہ اللہ کر عقل کے لشکر میں جا پڑیا۔ چاروں طرف اس پہ مار پڑی، مجلس عجب کھڑی۔ ہلال عاشقاں کا کال دل گھٹ گیا، تھا نپٹ گیا۔ ہوا خدا کا لوڑیا، وے اپنی ہمت نیں چھوڑیا۔ مردانا تھا،

دانا تھا، توانا تھا، عقل کوں جا کر ہٹ کیا ہنکاریا۔ باپ کے جھل تی، اپنی قوت کے بل تی، نا دیکھ سک کر اس غلغال میں، اس قیل وقال ہیں، یکایک دل میاں نے میان آیا، سونا جان کر اناپتی دل کوں تیر ماریا، دل کوں گھوڑے پر تی اتاریا۔ جھگڑا بیگ نہیں بھگیا، کسی مارنے گیا سو کیسے لگیا۔ جتنا کوئی گیان دھرے، قضا کوں کیا کرے، قضا کوں کیوں سنبالے، قضا کوں کیوں ٹالے، مصحف کوں یوں دیتے ہیں خبر۔ اذا جاء القضاء عمی البصر۔ یعنی جو آتا ہے قضا، تو انکھیاں کوں اندھاری آ کر انکھیاں ہوتیاں ایک وضا عقل دل کوں گھوڑے پر تی پڑیا دیکھیا، کام مشکل کھڑیا دیکھیا۔ عقل گھابرا ہو عقل کا سینا پھاٹیا، عقل کا لشکر سب نیا ٹیا کیا تھنا کیا بڑا، ایک جنا نہیں رہیا کھڑا۔ بیت

عشق سلطان عشق سرور ہے
عشق دائم عقل او پر دہے

عقل گیا جھکے جنگل، عقل کوں وقت آیا کبل۔ عقل ڈاواں ڈول کیسے یو قصہ کہے کھول۔ قضا یوں کھڑیا۔ عقل پر آسمان ٹوٹ پڑیا۔ بادشاہاں کوں لشکر خوب رکھنا کتے سو اس خاطر، جو انان دلاور خوب رکھتا کتے سو اِس خاطر۔ کہ ایسے وقت پر کام آویں، بادشاہاں کی عزت رکھیں۔ یا دشاہاں کوں بچاویں۔ اوّل کے بادشاہاں کے خوب جواناں رکھتے تھے، سو کچھ جان کر رکھتے تھے، اپنی عزت اپنی شرم اپنا نیم دھرم پچھان کر رکھتے تھے۔ جو بادشاہ اول تی یو گت نئیں پایا۔ ان نے آخر یو نجیہ دغا کھایا۔ عقل کوں ایتال عقل آئی پچھانے لگیا، سر کوٹ لیا موں میں ماٹی بھلنے لگیا۔ اول تی نہیں رکھیا اپنا قاعدہ، ایتال پچھاوے تو کیا فائدا۔ سب چھوڑ کر ہوا بے تدبیر، یوں تھی تقدیر۔ بارے یوں عقل تائب

ہوا۔ خدا جانے کدھر غایب ہوا۔ بیت

عقل نے عقل سوں کیا نہیں کام
شکر اپنا کیا خواب تمام

کوئی کتا شہر بدن کوں گیا پھر۔ کوئی کتا باغیچہ میں پڑیا گر۔ کوئی کتا جھگڑے بیچ میں مار اگیا۔ کوئی کتا باٹ میں کس کے ہات اتار اگیا۔ کو نچے کو نچے یو حکایتاں ہزار جنے ہزار باتاں طالع عقل کا کج ہوا۔ عقل کا کام نہ بیج ہوا۔ دل کی بختاں میں بی لکھیا تھا سو انپڑیا۔ دل بی حسن کے ہاتھ میں سنپڑیا۔ آخر حسن کا فتح ہوا۔ جیوں منگتی تھی کتے ہوا۔ فتح کا باجا بجنے لگیا۔ حسن کا بازار لگنے لگیا حسن دھن، من موہن جگ جیون پری، خدا کی درگاہ ہزار ہزار شکر کری۔ شکر کر غم کوں دل پرتی بسرائی، اپنی زلف کوں فرمائی، کہ عقل تجھیں دوڑ بیگ، نا جنگ دیکھ نہ ریگ، اپنے تاراں سوں دھوئے کی دھاراں سوں، اس کے سرداراں سوں، اس کے یاراں سوں، اس کے خدمت گاراں سے اسے جکڑ لیا پکڑ لیا۔ ایسے بہت پتوایا اتاں کیوں گنوایا لاف کر آتے، ہور یو نھاٹ جاتے۔ یو لاف مار کر یو کیا کیا لوگ ہنسائی، نھاس جاتی لاج نہیں آئی۔ فرد۔

عقل غافل ہو بہوت پچتایا!
وہم بولیا سو سب انگے آیا

عقل جو سے کے باتوں لگا کر جاوے، تو بچاری زلف کدھر تی کھیچ کر لیاوے۔

جو نصیباں میں تھا سو و انپڑیا!
عقل نھاٹیا نفیر دل سنپڑیا

دل عاشق کہواتا، ہور ساں سوں زخماں کھاتا معشوق کے زخم، عاشق

کوں بہ از مرہم۔ عاشقی حیران ہونے کی خاطر کرتے ہیں عاشقی پریشان ہونے کی خاطر کرتے ہیں۔ تپنے ترسنے خاطر کرتے ہیں، عاشقی انکھیاں ہیں تی انجھواں برسنے خاطر کرتے ہیں۔ فارسی میں ایک کوں کنے پوچھیا کہ عشق کیا ہے کچھ بار دم ان نے کہیا سوختم سوختم سوختم۔ عاشقی حیرانگی کوں میانے میان لیاتا ہے۔ پریشانگی کا لذت پاتا ہے۔ عاشق ہے تو عاشقیت پچھان، ہزار جمعیت اس عشق کی یک پریشانی پر قربان۔ اگر عشق کی لذت کسے یاد ہے تو ایک ساعت کے رونے میں عالم عالم کا سواد ہے۔ کس آرام میں اس بے تابی کا راحت ہے، کس آسودگی میں اس محنت کا فراغت ہے۔ تپنا ترسنا لگیا سواد، تو نانوں پکڑیا مجنوں تو ٹھانوں پکڑیا سواد۔ یو آگ دل میں رکھے تو بجھاتی، اس آگ پر جلنے ہوس آتی۔ یو محنت راحت بھری ہے، اس غم میں خوشی دھری ہے۔ یو زہر ہے دلے آب حیات کا کام کرتا ہے یو تو کڑوا ہے دلے مٹھائی پر لاف دھرتا ہے۔ عاشق عشق کے زور سوں جیا ہے، تو یو محنت سو سنا تو عاشقی قبول کیا ہے۔ جن عاشق عشق کی آگ سوں، اس بجاگ سوں، روشن کیا دل کے دیوے کی باتی، اس دیئے پر باؤ کام نہیں کرتی اس دیے کی جوت کدھیں نئیں جاتی۔ جوں فارسی میں بی یوں کہتا ہے بیت:۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

باؤ بارے کوں قدرت کہاں یہاں آنے، پانی میں کی آگ بجھنی کیا جانے مرگ مرگ نہیں ہے عشق سوں جیون ہارے کوں، کون ماریا ہے پیارے کوں۔ پیارا کیش مرتا ہے، موا تو جیونے تی بہت کام کرتا ہے۔ عاشق کا وجود کیمیا ہے اکسیر ہے عاشق کے وجود میں جنس جنس کی تاثیر ہے۔ عشق کی آگ میں جلیا سو وجود یار خاطر تملیا سو وجود، کامل وجود واصل وجود، صاحب حال وجود صاحب

اقبال وجود، جس وجود میں خدا منظر گیا۔ جس وجود میں خدا گھر گیا، جس وجود کوں کعبہ کہیا جاوے۔ جس وجود میں خدا کوں دیکھنے خلق آدے، جس وجود میں خدا کیا ہے وجود، جس وجود میں سات آسمان سات زمین کا نور۔ بارے کتا ہوں تجھ دھر، جو بات کتا تھا سو آئی بات بھی پھر۔ دل کو حسن کے جھگڑے میں لگیا تیر، دل ہوا زخمی اسیر فقیر بے تدبیر۔ ادھر درد کرتے زخم، ادھر باپ کی پریشانگی کا غم بہت ہوا درہم، حیران ہوا مسلم۔ معشوق کے جھگڑے کی چوٹ۔ عاشق لوٹ پوٹ جیکیچھ پڑیا سو سہیا، حسن خاطر جیو پکڑ کر رہیا۔ نہیں اس حال سوں جینا کس کا مجال تھا مجال نتھا، حسن دھن من موہن جگ جیون نے بھی دل کوں اس حال دیکھ دل کا یک وضا سوں خیال دیکھ بچاری آہ ماری۔ انکھیاں میں تی انجھواں ڈھالی، محبت کی آگ سوں سینا جالی۔ کہی کن موئے نے دل کوں تیہا ماریا۔ کن موئے نے اس غل میں یو دند ماریا۔ دل کے دل میں الابلی، کن نے ماریا کر بہت داٹیاں بہت گالیاں دیں، عقل کوں جھوڑے دل کو پکڑ لیائے، یو تو بلائیں پڑیا چہ تھا بھی کی اسے بلاتے ہیں بجھائے، یں کدھاں کہی تھی کہ دل کوں یوں ہلاک بے آرام کرو۔ میں کدھاں کہی تھی کہ ایسا کام کرو۔ یو موتے نفراں نہیں ڈرتے، کچھ فرمائے تو کچھ کرتے۔ الو کا کیا جاتا، الو تو کر جاتے ہمنا پر دکھ آتا۔ بارے حسن پری اوتار استری عاقل تھی عقل میں کامل تھی ایس میں اپنے اندیشی کہ یو جھگڑے کا کام ہے، اس غوغا[1] میں کون کسے پچھانتا کیا کسے کام ہے۔ نہ وہاں صاحب جانیا جاتا ہے نہ نفر، جسے خدا دیتا اسے قدرت سوں کچھ ہوتا ظفر۔ فرد:۔

جھگڑے میں صاحب ہور نفر کاں ہے
کس کی کس کے اوپر نظر کاں ہے

---

(۱) غوغہ۔

یو اپنا ہور پرایا جانے کی جاگا نہیں ہے، یو آشنا ہور بیگانہ پچھانے کی جاگا نہیں ہے۔ نہ دوست جانیا جاتا نہ دشمن۔ مارا مار ہوتی چار دِس کر دھن۔ کوئی کسے ہٹ کنا نہ پکارتا، جو کوئی جس کے ہاتھ تلیں آیا وو اسے مارتا۔ عقل اس وقت اگر عقل نیں کرتی دیوانگی آگر انگ میں بھرتی، تن سب ہوتا سن، ہات چلتا ہور مار پیچہ کی رہتی دُھن۔ یو اپنا اپنا بخت ہے، قیامت کا وقت ہے یو کام کس کے عقل میں نکیں آتا، خدا جانے اس وقت کیا ہو جاتا۔

القصہ حسن دھن من موہن کوں ایک دائی تھی، دل اس کا ان نے پائی تھی۔ اس کا ناؤں ناز، ہور سب چتر چونسار و رساز، حسن سوں دائم ہمراز۔ حسن نے دل دو عشق کی کہی بات، مشورت کری اس دائی کے سنگات۔ کہ دل میرا دیوانا ہیں دل کی دیوانی، دیوانے دونو ملیں تو چہ دونوں کی زندگانی۔ وو بھی بے تاب، میں بھی بے تاب۔ دونوں کوں کھڑیا ہے اضطراب، دونو کوں نیں آتی خواب۔ کیا جانے کیا لکھیا ہمارے دونوں کے باب، دے لوکاں کا میانے میاں بہت ہے حجاب۔ ملنا تو لکھیا ہے قضا سوں، دے اتال ہنگچہ ملے تو خلق میں دستا ایک وضا سوں۔ بیت:-

جس کی خاطر جبتیا تپے گا دل سبا
شرم لوگاں کی ہوئے گیچہ حائل

بارے عشق بادشاہ کنے، صاحب سپاہ کنے، ظلّ اللہ کنے، ہر سپہ سالار کنے بھیجیں، اس ادباش رند عیار کوں بھیجیں۔

حسن کچھو اپنے دل منے گمند کر
عشق کن بھیجی یو فتح کی خبر

کہ ہمنا میں ہور عقل میں جیوں نبر یا، جھگڑا کیوں نبریا۔ عقل نامردی کی

بات بھاٹ گیا سو خبر انپڑے ہور عشق کیا کتا سو خبر لیا دے تتا دیکھیں کہ عشق اس باب کیا فرماتا، اس کی خاطر میں کیا آتا بڑیاں کی بڑی عقل، بھنیاں کی عقل میں ہزار خلل اگر جیتا بھی عقل دھرے بچا، آخر بھی کچا سو کچا۔ حدیث یوں ہے آتی، کہ الصبی صبی ولو کان ابن النبی۔ یعنی نھنواد سو نھنواد۔ بچہ اگر نبی کا فرزند ہے، یوں بڑیاں کی پند ہے۔ بڑے نیک ہور بدتی واقف ہو رہتے ہیں، بڑیاں کوں بڑے چپ نیں کہتے ہیں۔ انو بی کچھ دیکھن ہیں، بہت کام کتے ہیں دنیا کا بھلا بڑا سب تمام کئے ہیں۔ نھنے کا مال ہیں ہرگز نہ جاسیں، کوئی دغا دینے آیا تو دغا نہ کھاسیں یو نا ہو کر اگر نھنے سن اچھکر عقل بری اچھی تو دو کیا نھنا، اسے بھی بڑا چہ کہنا، کیا واسطے کہ بولے ہیں تو نگری بدل ست نہ بمال، بزرگی بہ عقل است نہ بسال۔ تونگری دل سوں ہے نہ مال سوں بزرگی عقل سوں ہے نہ سال سوں۔ اما بچتکار آدمی ہو تک اچھتا ہے تجربہ کار، سب جاگا اچھتا ہے خبر دار۔ نھنا ہور عاقل اس کی عقل بھی تو اونچی چڑی ہے، دلے بات میا نے بامیاں تجربے پر آپڑی ہے۔ ہر کوئی اپنے عقل میں غرق ہے، دلے تجربے کا تک فرق ہے۔ مصحف کی آیت بھی آتی ہے یہاں رہ نمول، کل حذب بمالدیھم فرحون۔ یعنی جو کچھ جس کے ہاتھ میں آیا، ان نے اسیچہ میں حظ پایا، ایک کا حال ایک کوں کون کہیا ہے، کوئی اپنی جاگا ایک سوادیکھ رہیا ہے۔ فقیراں کوں فقیری پادشاہاں کو پادشاہی دیا ہے، ہر ایک کوں ایک جنس سوں محفوظ کیا ہے۔ بقول اہل خراسان ہجنوں کوں سب ملک ہیں دیتے مان۔ مصرع:۔

کس نگوید کہ دوغ من ترش است

ہر کوئی کتا اپنا کیف بہت مست، پانی نو انیچہ میں پڑتا گھر کا بیٹھ کے اُدھر نو رتتا۔ بڑیاں تی تک ڈرنا، ہر ایک کام کئے تو بڑیاں کوں خبر کرنا۔ آخر خوب اچھیگا تو کر دکھیں گے، و اگر بڑا اچھیں گا تو جواب نا دلسیں چپ رہیں گے۔

اس ٹھار بھی اتی سمجھ دھرنا ہے، چپ رہنا سو عین مناکرنا ہے۔ ہمیں تو چلیں گے اپنا بھاتا دے بھی کیا جانے کیا تغادا آتا۔ یو ناز دائی، حسن دھن، من موہن جگ جیون کوں گلے لائی۔ کہی بلا لیونگی، تیری خاطر سب سر پر اپنے برا ہور بھلا لیوں گی۔ بہت خوب فرمائی، خوب تجھے یو عقل آئی۔ یو بات وقت پر سب کسی کیوں آئے۔ یو بات غیب تی تجھے فرشتے سکلاتے۔ تون حسن دھن من موہن، یو خوبی تیری ذاتی ہے، بھلیاں کو وقت پر بھلیچ بات ہور عقل آتی ہے اصالت پر صدقے جانا، زوراں سوں اصالت کدھر تی لیانا، یو خدا کی دینی خداتی پانا، آدمی ہونا ذاتی، تقلیدی اصالت کام نہیں آتی۔ سمجھن ہارا یہاں دغا کھاتا، خوب سمجنا کیسے آتا۔ اسیچ تی کام فرمانے ہارا ہوتا بدنام۔ ایسیچ تی ادی جیع منگتے تیوں نہیں ہوتا کام۔ بھاگ انوچ کے سیر، جنوں میں عقل ہور تدبیر۔ بیت

دائی کاں جگ میں ناز ایسی ہے
ہر دائی کی ماں کی جیسی ہے

تیری عقل پر میں واری، کاں ہے دنیا میں تجھ جیسی چتر ناری۔ سر تے پانوں لگ تو گن بھری، بہت دور اندیشے کری۔ حسن ہور ناز نار، یو بات ایس میں بچار، ہر سپہ سالار کوں بلائے، وو تجھ اسے خبر لیائے۔ بیت:۔

ہر صاحب ہوا ہے میانے میان
مشکل ہوتے گا اتال سب آسان

عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کیے اس ہر کوں اس سحر کوں کیے جا، عشق کوں کہے جا دو جھگڑا جیوں پڑیا تھا نظر، تیوں اس حسن کے کہے پر ہر آفتاب چہر اس کی بات سن۔ عشق لگن لگیا، سلام کیا کلام کیا۔ عقل یوں بھاتی ہور دل یوں پنیٹر یا کر کہیا۔ نصیباں میں جو کچھ لکھیا تھا سو انپڑیاں کر کہیا۔ عشق بہت ہنیا عقل پر وہس کی بس نقل پر کہ عقل

عجب جاہل ہے، بڑا ناقابل ہے، کہ ہات تی نہیں ہوتا سو کام کرنے جاتا، ایسے کاماں تی کیا ہاتھ میں آتا۔ بیت:۔

عقل کوں عقل اچھتی تو نہ ہوتا یوں خراب ہرگز
صبوری کر کے کچھ کرتا نہ کرتا اضطراب ہرگز،

عقل عقل کہتے سو اس کی یو چہ عقل، اسے کیا غرض تھا کہ عشق کے کاماں میں کرتا دخل۔ حسن سوں دعوا لانا۔ اپنی عزت اپیچ گوانا۔ حسن بی ایک پادشاہ زادی ہے، اسے بھی قدرت ہر ایک وادی ہے۔ صاحب لشکر ہے۔ صاحب صاحب کشور ہے، صاحب تیغ و خنجر ہے، بادشاہاں اس کی محبت تی دیوانے ہو ہو کر گھر سٹتے ہیں، رستماں اس کے آنگے کمر کا ٹھوا کھول کر سپر سٹتے ہیں۔ جیتی۔ جیتی کر جانے، اوتی سب[1] ہار مانے۔ کھنا بڑا، سب حسن کے تلیں کھڑا۔ حسن عاشقاں کا آب حیات، زاہداں کا زہر۔ حسن خدا کا قہر۔ اس کا بول کوئی ٹھیل سکیا ہے، اسے چھوڑ کوئی عشق کا کھیل کھیل سکیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جو عقل نے عقل گنوایا تھا، عقل کوں اس وقت عقل نہیں آیا تھا۔ بیت:۔

عقل پا کر عقل نھاٹیا سو پھر کیوں ہات آتا ہے
عقل یہاں بھی اگر جو کیا عقل پر بات آتا ہے

آخر عشق فرمایا کہ زلف کوں بولو کہ دل کے گلے میں حلقے کا طوق بھاتا تاراں کی زنجیراں سوں جکڑ کر عقل جاں گیا اچھیگا وہاں تی پکڑ کر لیا۔ ناز غمزا، شیوا، عشوا، چھند، چالا، الو کوں کہو عقل پور دل کے نگہبان ہو اچھیں۔ دیدبان ہو اچھیں۔ کہ عقل بہت مفتن ہے مباد ابھی کچھ حیلا کرے ہمار یچہ آدمیاں میں تی کسے دسیلا کرے۔ زلف جو آوے پھاند بھلنے۔ عقل بچاری کہاں سکتی ہے جانے۔ عقل

---

[1] ن، جیتنی جیتنی۔

عشق سوں ملے تو بھلا، نہیں تو عقل پر آتی بلا۔ اس جہرنے، اس گلچھرنے اس ٹونے اس بجرے عشق جتیا کچھ کہیا تھا، اس کا مطلب دل میں رہیا تھا، سو اتنا ایک بیگ آکر دعا کر حسن کوں سنایا خاطر نشان کیا سمجھایا۔ حسن یو بات سن اندیشا کری، مصلحت پر نظر دھری کہ کام ایسا کرنا جو کچھ کام ہوئے، آرام ہوئے، نہیں تو ایسا نہ کرنا جو کام خام ہوئے، الٹے بدنام ہوئے۔ اندیشہ سوں جو کام ہوتا ہے سو کام خوب اندیشے سوں جو کام ہونا ہے سو تمام خوب۔ دہیجہ ناز دائی، جس کی عقل اس کی خاطر آتی، اسے بلائی۔ کہی اس کام کا علاج یو جیہ ہے اتنا ل، کہ اس جا گا اس کوں بہت رکھنا سنبھال، اس کوں یا دل نہ کرنا، اتا دل نہ کرنا۔ بہت دھیرا چھتا، گنبیر اچھنا۔ مراد کا رشتہ ہات میں آتا سو آتا ہے بلکہ صبوری کئے تو کیا جاتا ہے۔ التعجیل من الشیطان تانی من الرحمن۔ تعجیل شیطان کا اولاسا صبوری رحمٰن کا خاصا۔ یو پرد کا کھیلتا ہے پار دا جوں۔ حافظ[1] کہتا ہے۔

صبر تلخ ست و لیکن بر شیریں دارد

دل کوں درہم نکو کر، غم نکو کر۔ خدا ہے قادر، صبوری اول کڑوی لگتی ہے و لے بہت میٹھی ہوتی ہے آخر۔ بیج تی جھاڑ جھاڑ تے ڈالی ڈالی تے پات، پات تی پھول پھول تی پھل آتا ہے ہات، دیکھتے دیکھتے سنتے سنتے خاطر لیاتے لیاتے نکر کرتے کرتے رہتے رہتے معلوم ہوتی ہے کام کی دھات۔ اتا لیچہ کام ہونا نہیں ہو تو رو ندمیانے میان آئی ہے قضا، آدمی میں یو کیا دغا، رونے تی کچھ کام نئیں ہوتا ہے، خدا کا کام خدا بغیر کسے قام نئیں ہوتا ہے، یو بیتاب ہو کر چپکے تلملتا ہے، خدا سوں کس کا کچھ چلتا ہے۔ خدا کوں یا، دو باتاں نئیں بھاتیاں، یو دو باتاں کام نئیں آتیاں۔ ایک بیگی دوسری خوردی، بندہ دہیجہ

---

[1] دونوں نسخوں میں حافظ ہی لکھا ہے۔ سعدی ہونا چاہئے۔

جس ہیں کچھ غرض جس میں کچھ صبوری ہے جنے بیگی کیا ان نے گنوایا، جنے صبوری کیا ان نے کچھ پایا۔ بیگی ہیں مقصود گنوایا جاتا، صبوری ہیں ہر ایک کام نکل کر آتا، اگر آسمان تی آگ برسے گا ابر۔ وہاں بھی کام کرے گا شکر اور صبر، شکر ہور صبر ہر ایک درد کا دارو ہے، شکر ہور صبر محنت کے دریا کا اتار ہے۔ شکر ہور صبر تی ہر ایک مشکل آسان ہوتا ہے، شکر ہور صبر کرن ہارے پر خدا مہربان ہوتا ہے۔ جس پر جو کچھ بلا آتی ہے شکر ہور صبر کرنے تی سب جاتی ہے۔

القصہ اتال اس دل کوں اس عاشق کامل کوں، چند روز بہت محبت سوں، بہت مروت سوں، ایک حکمت سوں، ایک جا گا دھریں پچھیں آہستہ آہستہ جو کچھ عشق فرمائے گا تو اس کی بھی ایک فکر کریں۔ یہاں بیگی کام نہیں آتی، بیگی ہے سو بلا لیاتی۔ دنیا میں رہتے سو یوں کہتی۔ کہ بیگی گھر لیگی۔ کسے کچھ دینے کوں بیگی بہت خوب ہے، کچھ آتا اچھے تو کچھ لینے کوں بیگی بہت خوب محبوب نار سوں ملنا بیگی کرنا فرض ہے۔ اپنے یار سوں ملنے بیگی کرنا فرض ہو نہ کہ ہر ایک ٹھار بیگی ہوشیار ہو ایسی بیگی بیکا ہے وقت دغا دے گی۔ دنیا کا کام حیلے مکر سوں کرتے سچ، یاں بیگی کئے تو کچھ کا کچھ ہوتا سچ۔ ہر ایک کام کوں خوبی خاطر لیانا، پچھیں اس کام پر ہات بھانا۔ کام تھنا اچھو یا بڑا، توں لگ تو بیگی اچھ وہاں کھڑا۔ جو کام اندیش کر کیا جاتا ہے، اس کام میں دغا نئیں کھاتا ہے۔ اگرچہ خدا کے ہاتھ ہے جیونا ہور مرنا، وے جو کچھ عقل میں درست آتا ہے دو تو کرنا۔ بیت:۔

بڑیاں کی راضی سوں جو کام ہو یگا

بہت اس کام میں آرام ہوے گا

تو گن رخسار کے گلزار میں ایک گل ہے، کچھ سنے سوں مستیں ہوا ہے

اس کے آس پاس زینت سوں کئے ہیں کام، چاہ ذقن اس کا نام۔ اس چاہ میں اس ماہ کوں مصلحت بدل بند کرنا، عاشقی بہت بھی فاش نا کرنا کچھ چھند کرنا

بیت :-

عجب چاے بھریاں ہیں عورتاں یو
نہ جانو کاں تی سکیاں حکمتاں یو

اگرچہ عشق چھپتا نہیں وے جتنا چھپا سکے اتنا چھپا سکے اتنا چھپانا، کچھ کھلیا کچھ نہیں کھلیا اس بیچ میں کچھ لذت پانا۔ وہاں تی لگیچ لذت زیاد کھول سٹے بچھیں کیا سواد۔ چوری سوں عشق کھیلنا بھی عجب سواد ہے، جو کوئی عشق یوں کھیلتا اچھے گا اسے کچھ یاد ہے۔ جو کوئی عاشق چتر رند ہے ہور اوباش، انے ہم چوری سوں عشق کھیلنا ہم فاش۔ چوری سوں شکار کھیلتے کیوں جیو بھگے جوں رات کوں بنسی کوں مچھلی لگے۔ یو اس کا ماتا وو اس کی ماتی، دو دو جیو پر اٹھے تو محبت رس کر آتی۔ راج روشن کا کام وہاں جیو پر اٹھنا عاشق کوں حرام۔ معشوق کوں صاحبی زیر ہوئی، معشوق عاجز ہوئی گھمنبیر ہوئی۔ نازکی مستی گئی، غمزے کی زبردستی گئی۔ بینا ترستا اڑیا، عشق کم پڑیا۔ عشق کے الالے تھے سو رہے، عشق کے جالے تھے سو رہے جو پیٹ بھرے، تو بہشت میں تی کھانا آئے بھی کوئی کیا کرے کوئی کیا بھوک اچھے تو کھانا بھاوے۔ بھوک نئیں سو کھانا کیا کام آوے۔ بھوک اچھے تو کھانے کا لذت پایا جاتا بھوک نئیں سو کھانے کا لذت کیوں آتا۔ بارے حسن ہور ناز دونو مل بچارے دل کوں چاہ ذقن میں اتارے۔ دل عاشق جو کچھ معشوق کہے سو راسی عاشق ہی کھیلتا ہے عشق کی بازی۔ ایسا کرا کس عاشق کو میسر ہوا، اس کوے کوں کون سکے سرا، جس کوے میں آب حیات کا جھرا۔ فرد :-

زلیخا ہوتی مگر یو حسن ناری
کہ دل یوسف کوں کوتے ہیں تاری

دل بہت بیکڑ کر آس، کچھ کم ایک ماس، اس چاہ میں اس بلنے میں اس آہ میں گرفتار تھا۔ حسن دھن من موہن جگ جیون کدھیں یاد کرے کر امیدوار تھا۔ بیت:۔

دل کوے میانے پڑ کے حیران ہی
بند میلنے سیٹر کے حیران ہے

کہ میرا عشق تو بہت ہے گرم۔ کدھیں تو بھی اس کا دل ہوئے گا نرم۔ مجھے دائم یوں نا نا دھرے گا۔ یو عشق ہے آخر کچھ تو کرے گا۔ ایسے میں بس ہوا خدا کا فرمان حسن کے تن میں بھو تیچہ تلملنے لگیا بران۔ حسن دھن من موہن جگ جیون بھی عاشق تھی، عاشق مطلق تھی۔ دل کے دیدار کا غالب ہوا اشتیاق، سینے میں اُبلیا فراق۔ بے تابی پیدا ہوتی۔ اضطرابی پیدا ہوئی، بے آرامی، بے خوابی پیدا ہوتی۔ عشق کوں کیتا سنبھال کر رکھے، اپس کون کیتا بے حال کورکھے۔ عشق تی سینہ ہوا ریش، بارے کچھ اندیش، عشق کا سرلشکر جو تھا مہر، خورشید چہر، اس کے ایک بیٹی تھی پر سحر، وفا اس کا نام، حسن سوں اسے بہت الفت تھا بہت آرام۔ بیت:۔

وفا آئی وفا سوں راجوٹ کی
سو دل سوں ملنے خاطر کام گھٹ کی

حسن دھن من موہن جگ جیون اسے خلوت میں بلائی، دل کا قصہ درمیانے لائی۔ وفانے کہی بہت خوب، اے محبوب، میں جفا نہیں ہوں میں وفا ہوں، دل سوں دل کو لے بہت صفا ہوں۔ میں ایسی نہیں ہوں توں بولے مجھیں تدبیر نا کرنا

جیو سوں راضی ہوں، ذرا تقصیر نا کر سوں۔

وفا کرنے کی خاطر اس وفا کوں
کہی سب کھول کر اپنی جفا کوں

حسن نار دل کا سنگھار جسے خوبی دیا وہ پروردگار، کہی میری عقل میں ایک تدبیر آئی ہے، وو تدبیر مجھے بہت بھائی ہے۔ کہ شہر دیدار میں ایک گلزار ہے اس کی تعریف کیا کروں بہت خوب ٹھار ہے، وو گلزار نئیں دین دنیا کا سنگھار ہے جو کوئی عاشق ہے سو اس گلزار کا امیدوار ہے۔ اس میں ایک چشمہ ہے آب حیات کے پانی کا، عاشق کی زندگانی کا۔ ہور اس باغ کے میانے میان روشن ایک چھجا ہے جیوں آسمان، جیوں چندر جیوں بھان۔ دلیں کوں دستے تارے۔ یہاں عاشقاں حیران سارے۔ اس چھجے پر غمزے کے بادل چھلتے، ناز کے موتی برساتے۔ اس چھجے کوں دو کھڑکیاں ہیں کالیاں، بہت بڑے مول کیاں بہت آلیاں، دو کھڑکیاں جو کوئی کھیے، تو واصل ہوئے، وصال کی بات بولے۔ اس کھڑکیاں میں تی یار حسن کا دیکھنے منگتے دیدار حکوبی عشق کو انیڑیاں نکال، اسے البتہ اس جاگا ہوا ہے وصال۔

فرد:۔ لگیا ٹھارات دن دل کا اسے ذکر
چھجے پر دل کوں لیانے کا کری فکر

تو چھجے چوری سوں دل کوں اس ٹھار لیا نے سکتی ہے، اتنی قدرت رکھتی ہے۔ وفا باصفانے بولی میری عقل میرے سنگھات ہے، اگر آدمی میں عقل اچھے تو یہ بات کیا بڑی بات ہے۔ ایتال مجھے یو کام کیے بغیر آرام نا ہوسی، تا یو کام نا ہوسی۔ بیت:۔

سکی بہت کوں اپنے چت دے کے بولی
جو کچھ دل میانے باندی تھی سو کھولی!

دل کاں ہے مجھے بیگ دل کوں لیا دکھلا ہیں دل کا بھید پاؤں گی، جہاں تو کہے گی واں دل کوں لیاؤں گی۔ حسن نار نے جگ کے ادھار نے عالم کے مدار نے زلف کو بلا کر بولی، ہیچاں اس کے سب کھولی۔ کہ دل کوں چاہ ذقن میں تی بھار کاڑ، ہور گرد اس کے پا واں پر کی اپنے بالاں سوں جھاڑ۔ دل کشا باغ میں لیا چھوڑ، پیلا ڑ جکوں بچے ہوتے ضد اکی لوڑ۔ زلف بھوت ناز سوں، بھوت ساز سوں تپٹ انداز سوں، اینٹھتی مروڑتی بالیں بال جوڑتی دھائی، اپنی آدھی لٹ سٹ دل کوں چاہ ذقن میں تی بھار لیائی۔ دیسے ہیں یکایک وہاں وفا بھی آئی، دل سوں اپنا دل ملائی۔ دل کوں دلاسا دی دل کو بھوت سمجھائی بیت:۔

مہمان ہوئی وفا یو یک تل کی

عذر خواہی بہت کری دل کی

ہکی بھائی عشق تمام ہے جفا، ہور جفا دیکھے بغیر نہیں ہوتا نفا۔ دکھ کے پچھیں سکھ۔ جاں مشقت وہاں راحت۔ رنج تو گنج، فراق تو وصال کا ساز یراق۔ کھارا ہے تو میٹھے کا پایا جاتا سواد، کھارا نا اچھتا تو میٹھے کا کون دیتا داد۔ دھوپ ہے تو چھاؤں کی قدر جانی جاتی، گرمی ہے تو آدمی کوں سردی بھاتی۔ جہاں بند ہے وہاں آزادی، ہر غم کے پچھیں شادی۔ شادی کے پچھیں غم۔ بہت برساں تی یو نچہ چلتا ہے یو عالم۔ بیت:۔

داغ پر دل کے آ رکھی پھایا

دل کے دل میں بی ٹک جیو آیا

حسن دھن من موہن جگ جیون، جو تجھے بند میں رکھی تھی سو لاعلاج تھی مزور کوں، کیا کرے گی باپ کا ملاحظہ بہت تھا اس حور کوں۔ توں تو دل تھا، ولے دو اگر یوں نا کرتی تو تجھے بہوت مشکل تھا۔ تو جیو تیچ مرتا، عشق کیا تجتے ڈرتا، کیا جانے

کیا کرتا - ہزار توں تلملتا، تو عشق سوں ترا کیا چلتا۔ حسن سکی تجھے چھپا رکھی تجھے اپنا یار کری، بہت تجھ پہ پیار کری، اپکار کری - اس پیار کی قدر جانتا ہے۔ مُروّت کو پچھانتا ہے۔ کیتک مرداں بہت غدری اچھتے ہیں - نا قدری اچھتے ہیں - قدر نئیں جانتے، محنت نئیں پچھانتے - جیوں خسرو کتا ہے - بیت :-

پنکھا ہو کر میں ڈلی ساقی تیرا چاؤ
منجہ جلتی ¹ جنم گیا تیرے لیکھن باؤ

بعضے مرداں جو کوئی عورت منگتی اسے خوار کرتے، جو کوئی نہیں منگتی اسے پیار کرتے - جو کوئی منگتی اس سوں نخرے نازہ، اس سوں بات بولنے جیو نئیں ہوتا اس سوں رازہ - جو منگتی نہیں وہ بہت بھاتی، اس کی گالی کھانے ہوس آتی، اس کے پانوں پڑنے جاتی، اس کو اپس کی عاجزی دکھلاتی، اس کی خاطر آہ بھرتی اس کی خاطر اساس، رات دیس بھرتی اس کے آس پاس - اس کی خاطر دیوانی ہوتی، اسکی خاطر سد بدھ کھوتی - یو بات جگ بیچ ہے سب کئیں کہ بھلے کی دنیا میں منگے سو بھلے، نہیں منگے سو بھلے - مرداں صاحب زرداں جو اتنی عقل دھرتے، سو کچھ کا کچھ سمجھے کچھ کا کچھ کرتے منگے سو محنت میں ہلاک بچارے، نہیں منگتے وہ بہت پیارے - دنیا میں محبت کسی سوں نہ لانا، اس زمانے کے مرداں کوں کیا پتیانا - ایک جا گا نظر ہزار جاگا دل، کون عورت ایسے مرد سوں رہے گی مل - بات خرافات مرداں کی ذات سوں بیوفا، ایساں خاطر کھوڑے اوٹے ہلاک ہوئے، اپس کوں عذاباں میں بھائے تو کیا نفع ایسیاں سوں جیو لائے تو کچھ حاصل نہیں بغیر جفا - اپنی غرض کوں پھسلانے آتے غرض سری تو پچھیں بات بدلاتے - عورتاں کو کتے کم عقل کم ذات - عیاری مرداں کی بات عورت جو مرد پہ نظر کرے تو جیو دوں مارتے اے بکس ہوں لات نا اچھ دساں سوں

---

¹ جلتی - جلنی

ہنستے کھیلتے یہاں اپنے گریباں میں کچھ نہیں بچارتے۔ بھی عورتاں کوں شاباش کتا جو اپنی شرم سوں اپس کوں سنبھالتیاں ایکس پر یچہ تب گھالتیاں ایکس خاطر یچہ اپنا تن من جالتیاں۔ جانی جوبن گالتیاں۔ بعضے عورتاں مرداں خاطر ستیاں ہوتیاں ہیں۔ آگ میں جلیاں ہیں۔ عورتاں میں بہت شرم ہے، عورتاں میں بہت نیم دھرم ہے۔ عورتاں بچاریاں بہت بھلیاں ہیں۔ کون مرد عورت موئی تو عورت خاطر اپے بی موا، ایک موئی تو دسری کیا، دسری عورت کا مرد ہوا۔ عورتاں کچہ ہیں ست ہے مرداں میں کہاں ہے دھرم، سو جنیاں کو دکھلاتے شرم۔ عورتاں کوں ایک جاگا اپنی شرم دکھلاتے اپنی شرم آتی، مرداں سو جاگا اپنی شرم دکھلاتے انو کوں شرم نہیں بھاتی۔ مرداں کوں سب جاگا شرم آتی وے عورتاں کی جاگا شرم نہیں آتی، جو شرم سوں شرم ملتی تو کیا جانے شرم کاں جاتی۔ مرد کوں موم کا دل عورتاں کو فولاد کا دل، موم فولاد سوں کیا کرنا بہت مشکل۔ مرداں کی محبت کی جھوٹی لاف۔ اتال دنیا میں کیا رہیا ہے انصاف۔ بات کنے کوں بات کتے، وے اپنی بات پر نہیں رہتے۔ بارے وفانے دل کے دل کوں نرم کری۔ محبت میں پھر گرم کری۔ باتاں میں پریت جوڑی۔ دل کون ہات پکڑ کر اس باغ میں لے کر آ کر اس چشمے پر چھوڑی بیت:-

عشق میں بھوت غلیلا ہے کچھ
عورتاں کا مکر بلا ہے کچھ

بارے دل اس کوے میں تی بھار نکلیا، سینا گیا تھا چکلیا۔ باغ کوں دیکھتیچ سینا کھلیا، وہاں کے پھولاں پر بہت بھلیا۔ بیت:-

بھار نکلیا ہے بند میں تی دل
وصل ہوئے گا اتال کیا مشکل

بہت دیاں کی ماندگی چھائی، اس پھولا نچہ پر ٹک نیند آئی۔ دن نیند آتیچہ، دلنے خوش خبری دی حسن کوں جاتیچہ کہ ہوا اب تیرے من کا بھایا دل کوں تو خدا نے باغ میں لیایا۔ بہت دیاں کا ہلاک تھا۔ پھولا نچہ پہ نیند لگی، اجھوں بھی نیند یچہ میں ہے آس کی نیند نہیں بھگی۔ حسن لگن یو بات آئی، خوشیاں تی آپس میں نہیں سمائی، پاؤں زمین کوں نہیں لگیا دِل کنے پاؤ پر اڑ کر آئی۔ فرد:۔

وقت ہے سوا تیاں کلے ہے وقت

برہ نہاٹیا وصال کلے ہے وقت

دیکھی کہ دل اپنے دل کار، لینے دل کا آرام اپنے دل کا آدھار، جس کے عشق میں اپنا دل گرفتار، جس دل کی خاطر دل بے قرار، صاحب صورت صاحب جمال، صاحب ہنر صاحب کمال، سد مدر اس کی صورت بہوتیچہ پاک صورت۔ سرانے ہات دیا ہے۔ پھولاں پر آسائش کیا ہے۔ آہ ماری بکاری بچاری، بہت کی زاری۔ تمام جھاڑاں کو ٹھاریاں ٹھار۔ گویا نور کے شعلے آئے یار۔ جلمگ رہیا ہے تمام گلشن پھولاں نہیں یو دیوے ہوتے ہیں روشن باغ میں پڑیا ہے سب اجالا، آفتاب ہوا ہے ہر ایک لالا۔ اس کے رخسارنے شایاں سٹیا ہے۔ جانو چاروں طرف آفتاباں سٹیا ہے۔ بیت:۔

دل پھول تے نازک اہے تنی جفا سو سیلو کیوں ۔ یوں مبتلا ہو حسن پر ایسی بلا سو سیلو کیوں

انکھیاں میں تی انجواں کا بند پڑتا۔ پھول تی جانو شبنم جھڑتا، دونو ہوتے ند جھرے۔ پانی ہور لہو بھرے۔ انجھو ڈھلتے ہیں اجلے ہور لال، خدا کوں معلوم اس بچارے کا حال۔ دل ہوا۔ عشق تی دانا دان، آنکھی حرق یاقوت ہور الماس کی کھان۔

برستے۔ دل کے عشق میں آپس کوں جلالی، دونو پانوں پڑی الابلالی۔ یو حسن نار محبت کی متوالی، دل کا سر گود میں اچالی، سینے سوں سینہ لائی۔ عشق سر چڑیا، یکایک دل کے موں پر اس کے انکھیاں میں تی انجھو کا بند پڑیا۔ دل نیند میں تی جاگیا، حیران ہو کر دیکھنے لاگیا۔ جیوں باغ میں تی کلیاں سب پھول کر پھول ہو کر تیاں رہیاں ٹھاریں ٹھار، چاروں طرف جھلکتے ہیں جھلکار جھاڑاں نے سب تازہ کئے ہیں سنگار، گلے میں پھولاں کے بھاتے ہیں ہار، بن بت آتے ہیں بار۔ جناوراں ڈالیاں پر مست مرغولتے ہیں مست ہو سرشار، پانی کالوں میں سب شراب ہوا۔ مگر سایہ سٹیا اس کی انکھیاں کا خمار۔ حسن ایسی نار، اچنبا اوتارہ، بے اختیار ناری روتی ہے زار زار۔ بیت۔

جو آنکھی حسن کوں دیکھے وہ آنکھی سد کو کھو تیچ ہے
تیا تعریف جگ کرتا اجھوں تعریف ہو تیچ ہے

خوش گفتار، دو خوش رفتار دو دیداں کا سنگھار، جیو کا ادھار، عالم کا مدار، عجب حور خوبی کا سور، محبوبی کا نور، چھند بھری بالی لطافت کے پھول کی ڈالی، ناراں میں کاری غمزیاں کوں اچاری باری باتاں جیباں نباتاں، پھول کی پکڑیاں جیسے ہاتاں۔ کرنا جیسے بال آفتاب جیسا جمال۔ کمر دیکھ شرزا شرم حضور، اس کی چالی نے کاڑی ہتی کی چال میں قصور۔ دیلا شیدا شیدا من بی، فرش جانو پھول کی بنی۔ تن پھول تی نرم، طبیعت آگ تی گرم۔ اس دفنا کے محجوب، بہو تیچ خوب۔ دل کی سد نہیں رہی، بدہ نہیں رہی، محبت کری جوش دل میں، اٹھی خروش، جاگا پر نہیں رہے ہوش آہ مارا اٹھیا پکارا اٹھیا۔ عشق کا اثر بہت چڑیا، کاکلوت سوں دوڑ کر دونو پانوں پڑیا، کمر میں ہاتھ بھایا، جھکل کر گلے لایا۔ فرد۔

ھ (ن) جھگڑیاں

اگر عاشق اوپر معشوق کا کچھ التفات ہووے
محبت کا لذت ہے تو یہ میٹھی تو یہ بات ہووے

کیا اے حسن دھن من موہن جگ جیون، خوبی کے گلشن، معشوق عاشق پر اتنا بی پیار کرتی ہے۔ اتنا بی ایکار کرتی ہے۔ تجہ تی سواد پائے عشق بازی، توں تو عاشق نوازی۔ اے پری توں مجھے سرفراز کری، فراق کے لھوے کا گھاؤ جیوں تیوں سو سہے گا دل، وے وصال کے خنجر کا زخم سونا بہت مشکل۔ عاشق کہ عشق سوں مبتلا ہے۔ دل میں عشق کا غلبلا ہے اسے معشوق کا پیار بھی ایک بلا ہے۔ فرد:

گلے لگ سوتے ہور بے تابی نئیں جاتی ہے یو مشکل
برہ میں تلملیا جوں تیوں ہلاک ہے وصل میں بی دل

دور کی آگ جیوں تیوں ٹالیا جائے، نزدیک کی آگ کوں کیوں کر سنبھالیا جاتے۔ عاشق کوں بہت تلملنا ہے۔ عاشق جنس جنس سوں جلنا ہے۔ لوگاں کہتے وصال، وے وصال میں بھی عاشق کوں پوچھنا ہے عاشق کا حال معشوق گود میں تی ہے ہور ہلاک کرتا فراق، سینے سوں سینہ لگیا ہے ہور کم نہیں ہوتا اشتیاق دیدا دیدار میں گڑیا ہے ہور انکھی میں انجھوڑ ھلتا۔ معشوق سیج پر آتی ہے اور عاشق اجوں تلملتا۔ معشوق آکر بیٹھی پاس، ہنوز آتے اساس پر اساس جیوں حقیقت میں مخدوم سید محمد گیسو دراز حسینی شاہ باز محرم راز، جنو کوں ولی اکبر کہتے جنو کو سب ولیاں میں معتبر کہتے۔ جاں بی خدا کے وصال میں جلتے وہاں تی یوں فرماتے۔ بیت:

مجے نیست کہ سرگشتہ بود طالب دوست | عجب ایں ست کہ من واصل و سرگردانم

یعنی ہر کوئی فراق میں پریشان ہوتا یاں میں وصال میں پریشان ہوں، میں

داصل ہور سر گرداں ہوں۔ یوں داصلی ہور سرگردانی، یو بہت بڑی حیرانی کر
یہاں حضرت نے فرماتے ہیں دسریاں کوں کیا دک، ماعرفناک حق معرفتک۔ یعنی جیوں
توں ہے تیوں تجھے نہیں پچھانیا، جیوں توں ہے تیوں تجھے نہیں جانیا۔
عرفی عاشق دل سوختہ گرم کلام، شاعری میں جس کا نام
دو کتا ہے کہ فرد:-

کو کو زدن فاختہ سرو در آغوش — درجانۂ معشوق مرا گرم طلب گرد

اے سب نظر اے سب دل، ایس کوں اے دیکھا جاتے دیے ایس کوں اے
سمجھنا بہت مشکل۔ کسی بزرگ کوں کنے پوچھیا کہ خدا کوں پاتے۔ کہے پاتے، یعنی
خدا ایسا کوئی ہے۔ جیوں سمجھنا ہے تیوں سمجھیا نہ جائے۔ خدا کوں نہیں نہایت اچھ
تی اسے کہتے ہیں بے نہایت۔ جو عاشق یہاں آیا دو متحیری کی بڑیا آیت۔ خدا کاں
ہے کیسا ہے گھر یں گھر یو حکایت۔ جوں وجہی عاشق عارف واصل گوہر سخن
دریا دل، آزاد آپ لیتا ہے، کتا ہے۔ بیت۔

تمام عشقم و درد دل تمام مشتاقی است
تمام دیدم و دیدن نہ دیدہ شد باقی است

جدہاں تی دیو جیو پری پیچایا، جدہاں تی دنیا ہوی ہور دم ہو آیا ڈھونڈ تیچ
عمر کبھی سب کی دے تحقیق جوں ہے تیوں کوئی نہیں پایا۔ باقی رہیچ
کتے یوں نہ کہیا کہ انتا پایا ہیچ یو اپار غرقاب دریا اسے نہیں پار۔
ہر ایک نہنگ اس دریا میں شناوری کرتا اپنی مقدار۔ عاشق معشوق کے حسن
کی نہایت دیکھنے جاتا، معشوق کے حسن کوں نہا نیچ نہیں سو نہایت کیوں پاتا۔ اس
ٹھار حیرانگی آتیچ ہے، سرگردانگی آتیچ ہے۔ جو کوئی خدا کے کارخانے میں جاتے
جو کوئی خدا کا کارخانہ چلاتے، جاتے جاتے آخر اس فکر پر آتے۔ اتو

کوں یو جو لا یلے ہے شوق، اپنا اپنا ذوق۔ انو کے سر پر پڑیا بھار، جیتا ڈھونڈے تیتا پائے، بھی ڈھونڈتے ٹھاریں ٹھار۔ انو کوں ہور نہ کچھ ہے کرامات ہور اعجاز کی فکر ہے۔ خلق کا مدّعا لینا ہے۔ خلق کا سوال جواب دینا ہے۔ خدا سوں ہزار گفتگو دھرتے ہیں، وہیچ جانتے جو کچھ دو کرتے ہیں۔ ربنے انو کو یو دیا منصب، آزاد عاشق یو چھوڑ دیا سب۔ دکھنی دوہرا:-

تیرے کرتب کرنے تی میں چپ ہو تی بدنام
میں میانے تی اٹھ گئی توں جانے تیرا کام

جو عاشق یوں ہو کے ہیں اختیار، خدا کا بھی انو پر پیار، رسول کا بھی انو پر پیار۔ خدا ہور رسول جنوں کا لاڈ چلاتے سو یو لوگ خدا ہور رسول کوں بھاتے، سو یو لوگ مرفوع القلم آزاد بے پروا بے غم۔ وہاں خدا جوں تھا وہیچ۔ اُنے میانے میان نیچ۔ وارد یوں ہوئی ہے حدیث بھی۔ الفقر لایحتاج الی اللہ والی نفسہ۔ یعنی فقیر نہ اپنے نفس کا محتاج نہ خدا کا محتاج، کیوں ہوے کہ اس ہیں رہیا چ نہیں خدا باج۔ لے ہوتے تو احتیاج کچھ کس سوں دھرے، جاں ایچ نہیں واں احتیاج آ کر کیا کرے۔ اس کے کئے میں اس کا نفس آیا، ہوا ہور حرص کوں دل میں قبھار بھایا نفس پاک ہوا، کثافت دور ہوا، خاک اس کا یعنی نور ہوا۔ فقیراں تو ہور بھی کچھ کتے ہیں جدا، جس شے کوں آخر ہت منگیا وہیچ اس کا خدا۔ غیر پر انو کی نظر یچ نیں غیر انو کوں جانیچ نیں، غیر کی انو کوں خبر یچ نیں۔ یو بات نادان کے سننے کی نہیں، یو دریا کم حوصلیاں کے موتی چننے کے نہیں۔ دانایاں یو بات نہیں کرتے نادانان سنگات، چھپا چھپا کرتے سو یو بات۔ حیف نہیں کہ یو بات نادان کے کان میں پڑے، پھول کا چمن جا کر خارستان میں

ٹمے اس چمن کی کلی باس مہکا دے گی، وے جو کوئی خام ہے جسے زکام ہو بے اسے کیا باس آسے گی۔ بارے سوں ہوا پگلتا نہیں، پانی سوں پتھر گلتا نہیں۔ نادان ہور جاہل اس درگاہ کے مردود انو کوں یو بات سمجھنی کیا مقصود، جتیا انو کوشش کرنے جاتے، وہاں تی انو کوں مار مار کے بھار بھاتے۔ نالایقاں کوں وہاں نہیں آن دیتے، ناقابلاں کوں وہاں نہیں جان دیتے۔ یو خاصاں کی ٹھار یہاں کیوں آتا بے اعتبار، یہاں تمام راز یہاں تمام اسرار، ہزار ہزار پردہ دار، یہاں نامحرم کوں چاروں طرف تی ہوتی مارا مار۔ عشق کا دھات جدا کچھ ہے، عاشقی کی بات جدا کچھ ہے۔ ہر ایک کوئی کسی کوں دیکھیا بے آرام ہوا تو کیا عاشق ہوا، چار لوگاں میں بدنام ہوا تو کیا عاشق ہوا۔ چار آہ ماریا، چار ادساس بھریا، تو تو کیا عاشقی کریا۔ ہر کوئی عاشق کہواتا، ہر کسی عاشق ہونا بھاتا۔ عاشق کوں معشوق کے گال بال پر بہت دل، ادھر، آنکھ، خال، ہات، پانوں، کمر چال پر بہت دل۔ کسوت ساز زر زرینہ پر بہت خوش، ناز غمزا عشوا سینے پر بہت خوش۔ اتیچہ میں ہلک جاتا۔ جاں دیکھتا واں بلک جاتا۔ دے جو کوئی اس خاک میں ناز غمزے کرتا، اس کی خبر نہیں دھرتا اسے عاشقی کرنا آیا چہ نہیں، ان نے عاشق کی مایا پایا چہ نہیں۔ جو کوئی اس خاک کے بہتر ہے اس سوں جیوں لاوے گا تو عاشق ہوے گا عاشق کی جا کا پرا آدیگا۔ خاک سوں جیوں لاوے گا، دو کیا خاک پاویگا۔ یو خاک جس سوں خوب دس آتی، اسے سمجیا چہ نہیں خاکیچہ پر عاشق ہوا اسے خاکیچہ بھاتی۔ خدا نہ کرے بگاڑے وقت کچھ برا بھلا ہوتا تو توں ڈرتا کی ہجس خاک پر تو عاشق ہوا وہیچہ ہے اسے بسرتا کی، اگر تجھے اتیا ڈر ہے اس کا تو اس سوں عشق بازی کرتا کی جس کی خاطر اتیا جیتا۔ جس کی خاطر اتیا تلملتا تھا اسے بیگ گھر میں سول لیجا ؤ کتا، ماٹی میں ماٹی

ٹ زن، زخام

ملاؤ کتا، اسے سامنے نکو لاؤ کتا۔ نزدیک جاتے دہشت آتا، دو موں دیکھنا نہیں بھاتا
پس یہاں سمجھ کہ آج لگن تلک عاشق ہور کس کا تھا، دو ہور کوئی تھا توں عاشق جس کا تھا۔
ہزار حیف جس کا توں عاشق تھا اسے دیکھیا چہ نہیں اس کی صورت کس وضا ہے اس کی
مورت کس وضا ہے سو دیکھیا چہ نہیں۔ ایسی عاشقی کون کیا ہے کیں معشوق کیسی ہے گر یکھیا
چہ نہیں م عاشق ہو کر معشوق کوں پہچانیا چہ نہیں۔ اس کے زرزرینہ ہور کسو تیجہ پر
گرفتار تھا، یو خاک بی اس کا ایک لباس تھا، ادلباسیچہ سوں توں یار تھا، اس
خاکیچہ پر تیرا پیار تھا۔ برتے سوں جیو لایا، گھنگھٹ میں دغا کھایا۔ اللہ اللہ عاشق
معشوق کے دیکھنے کی بے میں اچھنا، جو عاشقاں دیکھیں ہیں انو تی بات پوچھنا
انو کے کنے میں اچھنا۔ رات دیس معشوق کا ذکر کرنا، اس خاک میں اس لطافت
سوں بولتا یو ہلتا چلتا سو کون ہے کر فکر کرنا۔ جو عاشق اس ڈھانچ میں کیا گھر
عجب کیا ہے جو دیکھنا بھی ہوئے میسر۔ خدا کریم ہے رحیم ہے جس لوگاں کوں عشق بازی
کھیلنا آتی، انوں کوں وصال میں بے تابی کیوں جاتی۔ انوں کوں کاں کا آرام،
انو کا کچھ ہور ہے کام، انوں کا خیال خداچہ کوں ہے فام۔ انوں پر کھلیا ہے فیض
کا دروازہ، انو کا عشق دایم تازہ۔ پروردگار کی نہایت کوں دیکھنے لگے قصد کرن
تو رسول کہے کہ اللہم زدنی تحیرا۔ یعنی الٰہی میری حیرت کوں زیاست کر تیری خواست کہ
غرض آزاد عاشق کی ہور بات ہے، آزاد عاشق کی ہور دھات ہے۔ آزاد عاشق لا
ابالی بے پروا دایم ماتا، صاحب کار سوں مقصود کارخانہ کسے یاد آتا۔ اپنا خاطر کیا
نچینت اسے کاہے کوں پیل خانے کی چینت۔ اپے اس کی فام، یو آزاد اسے کیا خاطر
زیاستی کام۔ یو خدا سو نج محظوظ مشغول، دونو عالم کو گیا بھول۔ یہاں خداچہ ہے خداتی
نہیں، یہاں کچھ جدائی نہیں۔ یو عاشق خداچہ کوں منگتا خدا کنے باج، خداتی کچھ نہیں
رہیا اس منی یو خدا باج۔ سب تی بے طمع، اس کا خاطر ہمیشہ جمع۔ بے طلب جو کچھ

آتا سو لیتا۔ طلب میں خدا کوں بھی تصدیع نہیں دیتا۔ بعضے عاشقاں بے پروا ایسے ہیں کتے۔ ہزار منت سوں دے بھی کچھ نہیں لیتے انو نے اپس کوں دیتے ہیں، ہور خدا چہ کوں لیتے ہیں۔ خدا چہ انوں کوں بس انو کوں بھی ہور کاہے گا تیں ہوس۔ بعضیاں کوں زوراں سوں دے، تو ضرور کوں خدا قبول کتے۔ نہیں تو معشوق کوں چھوڑ کر دھندے میں پڑنا دردسر ہے۔ کس عاشق کوں یو طمع بنا کون عاشق اس کام پہ ہے۔ یہاں کیا کرے کوئی بات، حکم حاکم مرگِ مفاجات۔ کوئی کچھ کہیا کوئی کچھ کہیا، دے یو اپس میں اپیچ رہیا۔ نہ ابتدا کی خبر دھرے نہ انتہا کوں یاد کرے۔ کتے ہیں کہ بعضے خدا کے بوسر مست دوستاں، خدا پرست دوستاں ایسے ہیں کہ حضرت بھی انوں کوں دیکھنے کا آرزو کریں گے، ملاقات کا شوق دھریں گے۔ چونکہ کتے ہیں کہ ایک دیس حضرت کہے کہ الٰہی مجھے تیرے دوستاں کوں دکھلا فرمان ہوا کہ فلانی جاگا ایک گمٹ ہے اس گمٹ میں جا۔ حضرت تمام اشتیاق سوں اس گمٹ کے نزدیک گئے۔ دستک مارے انو کہے کون ہے، محمد میں محمد ہوں کر کہے۔ انو بولے اس ٹھار بات یوں نہیں آتی، منا منی یہاں نہیں سماتی۔ دہاں محمد کوں بھی یوں بولیا خدا کہ اے محمد بول کہ سید القوم خادم الفقراء۔ پھر کر انو دونچہ کئے صدا پچھیں انو اس گمٹ کا دروازہ کھولے۔ ملے، جو کچھ باتاں بولنے کیاں تھیاں اپس میں لے بولے مرتضیٰ جنوں کے کہے میں رسول ہور خدا۔ انو فرماتے ہیں کہ میں سب سوں جھگڑیا۔ میرا ہاتھ سب کے اوپر دراز ہوا۔ جو فقر سوں جھگڑنے گیا تو فقر مجھ پر دراز ہوا۔ محمد فرماتے ہیں کہ الفقر فخری۔ فقر کوں اس تی کیا بڑائی اچھے گی بھی۔ یعنی فقر میری بڑائی مجھے خدا تی آئی ہے، یو بڑائی خدا کوں بھاتی ہے۔ غرض کیا محبت باطن کیا محبت ظاہر ایسے کامل یک میں یکا کون ہو سکتا ماہر۔ وصال ہوا تو بھی کیا عاشق کوں قرار اچھتا

ہے، عاشق آسودہ ہو کر کیا لینے ٹھارا چھتا ہے۔ اچاٹ ہرگز نہیں جاتا، تلملاٹ ہرگز نہیں جاتا۔ وصال کی خوشی میں انجھو کا جنس ہمتا ہے۔ یو غم دل میں تی انکھیاں کی باٹ پانی ہو نکل جاتا ہے۔ عیش آکر چکلیا، غم انکھیاں کی باٹ پانی ہو کر نکلیا۔ خوشی ہور غم، یو دونو نقیض باہم۔ یو دونو دعوے دار، مل کر کیوں رہیں گے ایک ٹھار۔ جس کے ہاتھ میں جو سنپڑیا وہ اسے جانتا، ایک زور ہوا تو دوسرے کوں دل میں تی بھار گھالتا۔ جیوں خوشی آتی تیوں غم بی آتا، غم کا سہل ہے خوشی آتی تو دل کوں بہوت بھاتا۔ دل کا دشمن غم، دل کوں خوشی تو ہو وے جو غم ہووے کم، ایک غم سو نیش ہوتا ہے، غم تی سینہ ریش ہوتا ہے۔ غم تی عقل تی درہم ہوتی درہم کیا بلک کم ہوتی۔ غم ہو کوں پانی کرتا ہے۔ غم دل بھرتا ہے۔ خوشی اجالا غم اندھارا، کیا کرے یہاں آدمی بیچارہ۔ غم ظلمات خوشی آب حیات، غم بندی خانہ، خوشی نجات۔ غم بھریا ہے جتنا سکے اتنا لیوے، خوشی خدا دیوے۔ یو اپنا اپنا حصہ، بارے پھیر کر آیا دبیچہ قصہ۔ فراق کا جلیا وصال سوں آرام پاوتے، وصال کا جلیا بچارا کدھر جاوے۔ جو کچھ حلق میں ہلگیا اس کا علاج پانی سوں بچارے، اجو پانیچ حلق میں بلگیا اسے کوئی کاہے سوں اتارے۔ فراق کے جلنے کوں سب کوئی جانتا، وصال میں کے جلتے کوں کون پچھانتا۔

پانی میں کی جو آگ لگے سو وصال ہے
اس آگ میانے جلنے کوں کس کا مجال ہے

اپچہ سب عشق کی صورت ہو وے تو وصال میں جلے، اس حال میں جلے اس حال کوں کیا جانتے فراق کے جلے بلے۔ جو عشق ہوا تمام، تو

لے دونوں نسخوں میں یوں ہی لکھا ہے میرے قیاس میں کانگ ہونا چاہیے، جس کے معنے مشکل کے ہیں۔

اپس سوں لکیا اپنا کام۔ بارے جو کوئی معشوق جو سار ہے کچھ خام دھرتی
عاشق کوں رہ بھلائے کر ہر یچہ سوں ہلاک کرتی

القصہ دل کہیا میں عاشق ہوں اگر روتا ہوں تو سہاتا ہے۔ توں معشوق تجے کیوں رونا آتا ہے۔ جفا عاشق کا وطن مقام توں معشوق تجے غم سوں کیا کام۔ معشوق شیریں عاشق سلونا معشوق کا کام ہنسنا، عاشق کا کام رونا معشوق کا شیوہ ناز، معشوق بے پروا بے نیاز۔ معشوق درس۔ عاشق درسنی۔ عاشق محتاج معشوق غنی۔ جو آزاد ہور اسیر جوں پادشاہ ہور فقیر۔ اے گل رو۔ اے خوش خو، اے خوش بو، اے مہ چہر معشوق میں نہیں دیکھتا اتنا مہر۔ حسن دھن، من موہن جگ جیون بولی کہ سن اے دل، یو بات سمجنا ہے بھوت مشکل۔ میں جانتی ہوں کس پانی سوں خمیر ہوتی عاشق کی خاک کہ ہم فراق میں ہم وصال میں دو نوں جاگے ہے ہلاک۔ نہ یہاں نہ آرام نہ وہاں آرام جب پر یو قصہ گذریا اپیچہ یو خام۔ جل بھسم ہو کر بارے پر اڑے، تو عاشق ہوتے، عاشقاں کی مجلس میں جڑے۔ اپس کوں کھونا تو عشق میں کچھ ہونا۔ جو لگن آپس میں اے باقی ہے تو لگن اس میں اس کی مشتاقی ہے۔ عشق کے شہر میں پیرت کے نگر میں معشوق رہیچہ جو عاشق
عاشق پر اپکار کرے۔ عاشق کے دل کوں گلزار کرے، نہ کہ
بے زار کرے۔ دوار کرے۔ ان تی چھڑاوے جیو پر لیاوے، جلاوے تلملاوے ایسی معشوق سہل ہے، ایسیاں سوں عشق کرنا جہل ہے، انوکوں کوڑ معشوقاں کہتے ہیں انوکو ہور ٹھ معشوقاں کہتے ہیں۔ سنگ دلاں بے خبر، کسی کا درد نہیں ہوتا اثر بے درد بے کٹر بھیتر۔ اگر عاشق مرتا اچھے گا بی ہنستیاں کھڑیاں رہینگیاں تنک نہر سوں کی مرتا کرنا کھینگیاں اتنے پر بی کیا چپ رہتیاں ہیں، ہوا تو بلا گئی کتیاں ہیں۔ بھی کتیاں ہیں ہوا کی عاشق ہوا بے چارہ عاشق بھولا کچھ دل میں نہیں لاتا۔ ستی ہو کر آگ میں پڑ چپ اپس

جلاتا۔ دل لگایا سو توڑنے نئیں جانتا، بھی ہور ایکس سوں جوڑنے نہیں جانتا۔ توڑنے جاتا تو تٹتا نہیں۔ چپڑ الیتا تو چھٹتا نہیں۔ دل میں عشق سلگیا، عاشق بے چارہ جلگیا معشوقاں میں لئی نازاں لئی چھنداں ہیں لئی بہانے، پچھے رہتے رہتے کوئی معشوق عاشق پر مہرداں ہوئے تو خدا جانے۔ جاں اپنے عشق کی لگی اتی گرمی، وہاں جیسی بھی سختی ہوئے آخر کچھ تو پیدا ہوئے گی نرمی۔ عشق کا سواد ہے اسی ہے اسی ٹھار جاں دو طرف تی لگتا پیار

القصہ میں تیرے دیدار کی بہت مشتاق تھی، تیری بات گفتار کی بہت مشتاق تھی۔ سو مراد بر آیا، یہاں خدا لایا۔ عاشق تھی تیری خبر پائی تھی، چوری سوں تجھے دیکھنے آئی تھی، عشق کا دکھ سہا نہیں گیا، جیتا رہوں گی کہی تو بی رہیا نہیں گیا، میں عشق تجھ سوں لائی ہوں، جیو پر اُٹھ کر آئی ہوں۔ ایتال رضا دے جاتی ہوں وصال کی جاگا خاطر لیاتی ہوں، یا تجھے بلا بھیجتی ہوں یاد میں اپے تجھے بلانے آتی ہوں۔ میں کہی سو تحقیق جان، دل میں اپنے بُرا نکو مان۔ خلق کے موں میں آکر پڑی بات۔ اسمان ٹوٹیا تو کون دیتا ہات، سمدور کوں کیوں باندنا پال۔ امانت کوں کیوں رکھنا صندوق میں گھال۔ دیوا گھر میں روشن ہوا پچھیں جوت کوں کہاں لیجانا بن میں پھول کھلا پچھیں باس کوں کیوں چھپانا۔ موں میں تی بول نکلیا پچھیں کیا پھر کر آتا ہے، تیر کمان سوں چھوٹیا سو کیا سنبھالیا جاتا ہے۔ ٹھاں بھوپچ پڑیا آواز کوں کیوں پکڑنا، خلق خدا کا کیے منا کرنا۔ کس سوں جھگڑنا، لوگاں تی ڈرنا ضرور ہے کیا کرنا عشق میں پختہ اچھنا خامی خوب نہیں، سمج سوں کام کرنا بدنامی خوب نہیں۔ یو عشق کا جبر ہے پردے میں نا ندنا، جیڑا کھائے تو ہڈ کیا گلے میں باندھنا۔ جو کوئی عشق میں آیا ہے اپنا گھر چھپا کھایا ہے۔ میٹھائی چھپانے میں ہے نہ بدنام ہو کر بولنے میں ہے۔ دل کھیا اے نار، اوتار، شیریں گفتار، ہنس کمو کبک رفتار، خورشید دیدار۔ عاشقاں کی

انکھیاں کا سنگھار، چتر جو سار۔ توں ایسی ہے جو کوئی تجھ سے تُما ملنے، تیری بات کوں جھوٹ کر جانے۔ جاں دونو کا دیکھے ہوا صاف۔ پچھیں واں کیا ہے خلاف۔ کہیا بسم اللہ خدا ہمرا ہجانا بیگ پھر کر آنا۔ حسن پری غمزاں بھری ادتار استری نے خیال ہور نظر ہور تبسم کوں دل کنے رکھ کر دصال کے چھجے پر چڑی۔ سارا دیس دہانچہ کتی تا تماشا م ٹری فرد

بھین پری چندنی یو بن پری یو پری ہے   دل سیتی مل کہ دل سوں کیا ادا کری ہے

جوں سعدی کتا ہے کہ نہ صبر در دلِ عاشق نہ آب در غربال، عشق بہت بیتاب عاشق کا عجب کچھ اچھتا ہے حال۔ عاشق بے آرام ہے طاقت۔ عاشق کوں صبوری سوں کہا نسبت۔ وہ چھند بھری اس ٹھار ایک ادا کری۔ وفا ہور ناز اس چھجے پر عشق کی مجلس سنوارے۔ دل ہور نظر ہور خیال ہور تبسم اس باغ میں پانی کے چشمے پر صحبت رکھتے تھے بارے۔ حُسن دھن من موہن جگ جیون جس کوں بہت مشکل لگی دوری، دل میں کچھ نہیں ابری صبوری، کیا کروں کہی بات چوری، بے طاقت ہوئی پوری۔ اتنا دل کھولی۔ زفا کوں بلا کر بولی۔ کہ آ مل خیال ہور نظر ہور تبسم کوں بول کہ دل کا دل بات لیو سب مل آپسے دار وے بے ہوشی دیو۔ بیت :-

دلِ بے خبر ہوا ہے دل تے خبر سٹیا
عاشق ہو کر اپس کوں کدھر کا کدھر سٹیا

ہور زلف کوں کہو کہ دل کوں اس چھجے پر یوں لے کر آ کہ دل بی نا جانے۔ نہ ایس کوں سمجے نہ دوسرے کوں پچھانے۔ خیال ہور نظر ہور تبسم ہور وفا دل کوں دار وتے بے ہوشی دیتے، بے خبر سد گئے۔ زلف دل کوں کلف ہو کر اس چھجے پر یوں کھینچ لیائی کہ دل کی ارداح کوں خبر نہیں آئی۔ دل کے دل میں کہ میں بغیچہ میں ہوں، اس گلشنیچہ میں ہوں۔ حسن دھن جگ جیون من موہن، دل پادشاہ عالم پناہ،

صاحب سپاہ کے گلے لگ جوبن سوں تلاسی یگ، مکھ چومی، اپنے سینے پر اس کا ہاتھ دھری، آہ ماری، اوساس بھری، ٹک ہنسی جھمک ردئی آپس میں آپ کچھ باتاں کری۔ فرد:۔

تماشہ ہے عجب کچھ آج اس ٹھار
کہ عاشق مست ہور معشوق ہشیار

کہی اے دل میں کیا کیا جفا دیکھی تیرے بدل، تجھ پر بھی لئی لئی محنت گزری میرے بدل تیری یاری پر میں واری تیری اختیاری پر میں واری۔ جیسے مرد کتے سو تو تجھ ہے، عاشق صاحب دل کتے سو تو تجھ ہے۔ یو لڑا ملنا، یکایک پھول ہو کر کیوں کھلنا۔ موں دیکھتے شرم آتی، یکایک کیوں بات بولی جاتی۔ اس نے دل کوں بے خبری کری کہ دل سوں کچھ خطیا وتے، ہشیاری میں آنکھ بھر دیکھتے مبادا لاج آوتے۔ پاکی سوں ہمدست ہوتی تھی، پاکی سوں دل کو دیکھ مست ہوتی تھی۔ رہ چترپری، ایسی کچھ فکر کری۔ دل بے خبر متوالا۔ حسن کرتی کچھ ہاتھ بازی کچھ اوپر کا چالا۔ ہور فام نہ تھا، زیاتی کچھ کام نہ تھا۔ دل میں عشق غلبلا کرتا ہے، نظر کا سواد بی بلا کرتا ہے۔ ہر کوئی تن سوں تن ملاتا، جاں پاک عشق ہے واں نظر سوں بی کچھ کیا جاتا۔ جوں بھنور پھول کا رس لیتا، بن میں لطافت سے دل کا ہوس لیتا۔ محبوب مقبول، جوں نازک پھول، اسے رگڑ مال نہ کرے تو بہت خوب، بہت پاک عشق میں سواد ہے کام گھال نا کرے تو بہت خوب۔ شوق زیاست ہوتا ہے تلتل، دائم تازہ اچھتا ہے دل۔ دل بھگتا نہیں، ایک جا گا لگیا تو بھی دسری جاگا لگتا نہیں۔ عشق زور پکڑتا ہے، عشق کا کام رونق کچھ

صلے (ن)، اور

ہور پکڑتا ہے۔ جس شوق تی شوق پانا اس شوق کوں ناگنوانا وو شوق گیا پچھے دلیا شوق بھی کلنتے لیانا، بھی اس شوق کوں یاد کر کر کیا خاطر پچانا۔ غرض جتنا سکنا اتنا رکھنا اس فکر میں اچھنا جو اپس کوں عشق کی سی بہت چڑے، یو خطرا (قطرا) وجود میں تی کم بھار پڑے۔ بو تخم انسان، اس تخم میں تی لئی تماشے ہیں جان پچھان۔ اس خطرے (قطرے)، کے زور سوں کھولتا ہے انکھیاں کی باٹ، اس خطرے (قطرے)، کے زور سوں چڑنا ہے گھاٹ۔ یو خطرا (قطرہ)، تیرے وجود کا قوت، اس خطرے (قطرے) میں مہر محبت مروت۔ اس خطرے (قطرے)، کے زور سوں توں زور پکڑتا ہے، ادل نہ کچھ تھا اپناں عالم کچھ ہور پکڑتا ہے۔ یو تن کا وصال نہیں یو دل کا وصال ہے، دل کے وصال پر اگوڑے رہنا کس کا مجال ہے۔ دل سوں دل ملانا نظر سوں محبوب کی نظر میں جانا، بو ٹھار اپس کوں دیکھنے کلے ہے، اس ٹھار اپس کوں اپی پانا۔ کتیں تو بی دل پھلتا، کام یو ہے جو نظر کھانا۔ یو من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا مقام ہے، یو کیا ہر کسی کا کام ہے۔ یعنی جو کوئی اپس کوں جانیا، (اپنے خدا کوں پہچانیا مبادا کوئی جانے کہ یو کچھ نوا آج ہوا ہے، اس ٹھار حضرت کوں معراج ہوا ہے۔ غرض عاشق کوں یو خیال ہونا . . . ،

خدا دے تو یوں وصال ہونا۔ یو بہت نازک بات ہے، یو بہت مشکل گھاٹ ہے۔ بعضے کتے ہیں دے جانے کن کہ حضرت کتے ہیں کہ رایت ربی فی صورت احسن امرد یعنی میں خدا کوں دیکھیا قبول صورت آدم کی صورت میں، اس من موسن صورت میں۔ دیکھنا دکھانا ہے سو انکھیا تجہ میں ہے۔ جو کچھ دھنڈنا پانا ہے سو انکھیا تجہ میں ہے۔ جیسے انکھیاں ہیں سو انکھیاں کوں جانے لگا جسے انکھیاں ہیں سو انکھیاں میں کیا ہے سو پچھانے گا۔ فارسی میں کتا ہے کہ در دیدہ دوست باد دیدہ خود دوست۔ یو دکھلانا کون دکھلاتا، اس دیدے کا بھید کون پاتا جو کوئی دیدے کوں دیکھیا سو دیدہ ہوا، حق رسیدہ ہوا۔ کام اس کا سیدھا

ہوا۔ علی ولی جنوں کی بات تحقیق کھری سرہ ،ا تو کہتے ہیں کہ لم اعبد ربا لم اره یعنی اگر خدا کوں ان نے نا دیکھتا تو اس کی عبادت نہ کرتا، یو مشقت یو ریاضت نا کرتا۔ نہ کچھ شک دل میں دھرتا ہوں کہتے ہیں خدا کوں دیکھ کر خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ کہتے ہیں محمد ہور علی کیاں انکھیاں ہوتیں تو خدا کوں دیکھیا جائے دیسے ولی کیاں انکھیاں ہوتیں تو خدا کوں دیکھیا جاتے۔ عاشقاں واصلاں کی انکھیاں ہوتیں تو خدا کوں دیکھیا جاتے۔ اس بات کا یو بھی ایک حدیث ہے پچھان کہ الانسان مرات الانسان۔ یعنی انسان آرسی ہے انسان کی، اپس کوں اپے دیکھنے کے گیان کی۔ اگر کسے کچھ خبر ہے تو یہاں اشارت انکھی ہے۔ انکھیاں میں کی باٹ کھلنا، توکیں عاشق ہونا تو کنئیں بھلنا۔ دیدیاں کی باٹ سریا تو لگ سب جیو ہو کر معشوق کے جیو میں جانا، تو اپس کوں دیکھنا، د تو معشوق کوں پانا۔ جیو ہونا تو جان کوں دیکھنا، دین ہونا تو ایمان کوں دیکھنا۔ دے یو عالم ایک عالم ہے، کہ اس عالم میں دو عالم دیس آتا ہے، یو عالم پیر و مرشد بغیر کون کسے دکھلاتا ہے۔ ظاہر کا عشق اگر کسے اچھے، تو یوں اچھنا کہ باطن میں بھی اسے دو دھیان اچھے ہتا کھلنا اس پر کھیلے تا مشکل اُس پر آسان اچھے۔ عشق حقیقی اچھو یا مجازی، عشق بازاں نے یو کچھ کھیلے عشق بازی۔ سعی کرنا کہ اپے ......اس بات میں ماہر ہوئے، پوچھیا ہے سو اپس پر ظاہر ہوئے۔ عاشقاں جو دنیا میں جتنے ہیں۔ بہت کرا تو یو کچھ دھندا کئے ہیں۔ یو اپس کوں جاننے کی بات ہے، یو خدا کوں پہچاننے کی بات ہے۔ حدیثِ قدسی ہے، عین بدسی ہے جان۔ کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الانسان۔ یعنی مجھے مجھ پہ پیار آیا تو میں آدم کوں پیدا کیا کہ مجھے سمجھے مجھے پہچانے، مجھے یاد دے،

میرے ادھر آدے، میری قدرت کوں دیکھے مجھے جانے۔ عشق مجازی، عجب تماشے کی ہے بازی۔ جو عشق مجازی انتہٰا باکمال تو عین ہوتا ہے حقیقی کا وصال۔ اگر توں عاشق دانا دیوانا ہے، تو مجازی تی حقیقت پر آنا ہے۔ واصلاں کی ہے یومت کہ حدیث ہے المجاز قنطرۃ الحقیقت۔ یعنی حقیقت کی سیڑھی ہے مجاز، سیڑی پر جاویں گے تو پاویں گے حقیقت کا راز۔ ظاہر تی باطن کوں جانا۔ ظاہر تی باطن کوں پانا۔ کیا واسطہ کہ جاں بات کا مایا ہے وہاں یوں آیا ہے۔ کہ من کان فی ہٰذا اعمٰی فہو فی الآخرۃ اعمٰی۔ یعنی جو کوئی اندھلا ہے سو وہاں اندھلا ہے۔ یو بات خرافات نہیں، ایدھر اودھر کی بات نہیں۔ جہاں لگن گوالیر کے ہیں گنی انو تی بی یو بات گئی ہے سنی

جن کوں درشن ات ہے تن کوں درسن اُت

جن کو درسن ات نہیں تن کوں ات نہ اُت

عاشق نے کوشش کرنا کہ کہیں عشق کی آگ خوب سلگے، ظاہر دل کسی کے پھاندے میں خوب ہلگے۔ پچھیں اپنی ہمت اپنا کام، اپنی اپنی طلب اپنا اپنا کام۔ خدا نے لتی کچھ کریا ہے، خدا کے عالم میں سب کچھ بھریا ہے۔ سو کا ہے، بھریا ہے جدھر دیکھیں اودھر دریا ہے اس میں تی اوّل عاشق کوں فرض ہے کہ غواص ہو کر یو بے بہا گوہر چننا۔ خدا کوں بہت یاد کرنا۔ محبوباں کوں بہت دیکھنا خوشبوی خوش کرنا شراب پینا ہور راگ سننا۔ یہاں سب ہے، یہاں تماشا عجب ہے۔ یو خلاصہ ہے۔ یو سب تی خاصہ ہے۔ عشق کا وجود قائم اس چار باتاں سوں ہے، نہ باقی حکایتاں سوں ہے۔ فارسی میں کتا ہے کہ تا توانی طالب فعل بد مباش،

بہر جائے کہ باشی با خدا باش - مرد اس فکر میں اچھنا کہ روز بروز خدا کی محبت زیاست ہوئے ، ہر دو جہاں میں کام اپنا راست ہوتے - ہور حدیث بھی یوں ہے کہ عزت الدنیا بالمال ، و عزت الآخرۃ بالاعمال - یعنی دنیا کی عزت مال سوں ہے ، ہور آخرت کی عزت اعمال سوں ہے - مال تی اعمال پیدا کر لینا ہے ، جوں یہاں کی خاطر مال پیدا کرتے تیوں وہاں کی خاطر اعمال پیدا کر لیتا ہے - مفلسی کسے نہیں بھاتی ، نہ یہاں کام آتی نہ وہاں کام آتی - دوست دو جو ہوئے ہور دل سوزی کرے ، مفلسی خدا دشمن کوں نہ روزی کرے - اگر جانتا ہے کہ جوں وہاں ہے تیوں وہاں بھی کچھ ہے تو نیکی پر چیت دھر ، نیکی نکو بسر - اگر جانتا ہے کہ یہیچ ہے بھی انگے کچھ نہیں تو خوشی بھاوے سو کر ، پیغمبراں نے تو یوں دیئے ہیں خبر اگر کچھ سمجھیا ہے تو نیکی کر نیکی کر - باپ نہ چھڑائے گا نہ ماں چھڑائے گی جاں تاں بھی تیری نیکی تیرے انگے آوے گی - سب بھیسنا کھا کر اپنا پیٹ بھریں گے - جاں کچھ آپڑیا تو تجے انگے کریں گے - تمام غفلت میں تی اٹھے گا تیرا خواب توں دے کر چھیٹے گا تیرا جواب - جو کوئی خدا سوں محبت دھرتا ہے ، وو البتہ خوب یچ کام کرتا ہے - جاں خدا کی محبت ہے واں سرفرازی ہے ، خدا کی محبت سوں خدا بی راضی ہے ، خدا سوں محبت کرن ہارے کی دائم پیش بازی ہے - عشق مجازی غازی تین صورت ، عاشقاں کوں اس صورتاں کا بیان کرنا ہے ضرورت - ایک پھول تی اپتے باس کے ڈور سے چھیٹے ، ایک جھاڑ کوں اپتے پہانے پھٹے - اول عشق سلامتی دوئم عشق بلاکتی ، سوئم عشق ملامتی - اما عشق سلامتی کتے سو اپنا گھر نہ کسی کی دہشت نہ کسی کی دحشت - نہ کسی کی دھاک نہ کسی کا ڈر ، کیتیچ ہیں کہ اپنا گھر خوشی بھاوے سو کر - یہاں بادشاہاں کوں نہیں قدرت کچھ کئے ، بعضے تو جمع کس نئی

---

۱ (ن) جما

اگر کس کوں گھر میں عشق لگ جاوے، بہت سکھ پاوے، بہت آرام، اپنے نزدیک اپنا کام، دائم نظر تلیں محبوب، بہت خوب، صفا پکڑے دل دیکھ دیکھ نت بجھے تل تل۔ دائم خوش حال، دائم وصال۔ فراق کا انداز نہیں جو یہاں آوے، غم کوں قدرت نہیں جو یہاں ہات بجاوے۔ گود میں مراد، جیونے کا پاوے سواد خدا راضی رسول راضی، بہت سواد کی عشق کی بازی۔ وے عشق کوں بہت زور ا چھنا کہ ایسی جاگا چنگ لاوے ایسی لذت کے پھاندے میں پھاوے، یہاں تپاوے یہاں ترساوے، سونے نہ دیوے، دسرے سوں کچھ ہونے نہ دیوے، جیونا بھگے، ہور سوں دل نا لگے۔ محبت ضمان اچھے، اسیچ پر دھیان اچھے۔ یو عشق بہت قادر اس عشق پر کون ہوسکتا قادر، معشوق نزدیک اچھکر تپنا ترسنا نمنا کام نہیں، انکھیاں تلے دیدار ہور انجھو برسنا نمنا کام نہیں۔ یو عشق زوراں سوں کوئی نہیں بھایا، جیسے خدا دیا اسے آیا۔ اپتال عشق ہلاکتی، کسی کی بہو بیٹی، یو اپنے گھر میں تملتا دو اپنے گھر میں لیٹی۔ یو پھرتا گھر کے اس پاس، اسے گھر میں جا بچتی نند ہور ساس۔ اس کی سنگلات اس کا مرد سوتا، یو سو رات دیس یاد کر کر روتا۔ اسے نہ بھیتر قرار نہ بھار، چھپے چوری سوں کدھیں مدھیں ہوتا دیدار۔ یو عاشق دیوانہ ہچھبے فام، بہت میٹھا لگیا چوری کا کام۔ حلال تی دل کچواتا، حرام بہت سواد لیتا۔ آدمی کی یو خصلت منا کیے سو کام بہت سوا دلگتا۔ منا کیے سو کام انسان کوں بہت بھایا ہے، کہ الانسان حریص علیٰ ما منع یوں حدیث بھی آیا ہے۔ اگر حرام کوں منا نا کرتے تو عجب نہیں جو کوئی حرام نا کرتا، حرام کوں منا کرنے تی حرام پر جاہل آدمی اپنا لذت پکڑ کر ضد دھرتا۔ اگر حلال کوں بی منع کرتے تو حلال بی بہت بھاتا۔ حرام کوں سب سٹ دیتے حلال ہچ خوش آتا۔ آدمی کا طرفہ طبیعت ہے منا کئے تو جانو کر کر فرمائے، نہیں کرنا

سو اسے ستمی فعل بد پر لیاے ۔ منع کرتا بی یک دکھ ہوا ہے ، آدمی بہت بری بلا ہے آدمی تی حد ہوا ہے ۔ مکر زناں کوں بھاتا میا نے میاں میاں منگ منگ بھیجتا اُنے کھانے سو جھوٹے پان ۔ اس کی خوبی لگی سو آنگ کی چولی ، انے خوشبوئی لائی سو خوشبوئی ان نے کھاتی سو گولی ۔ بڈھیاں لیاتیاں ادھر اُدھر کیاں حکایتاں ، بہت سوادکیاں ہوتیاں باتاں ۔ عشق ڈانٹا سخت ، کا نداں کو دنیکا آتا وقت عشق انپڑیا اس بھار اتال جیو جانے کوں کیا بار ، ایسیاں باتاں سُن سُن ، گھر گھر ہوتی گھن پن ۔

چاروں طرف ہوتا غل ، لوگاں کوں اوتے پیٹ میں سل ۔ دیکھے ہر یک کوئی ہکیس سوں جیولاتا ، یو لوگاں چیکے پکارتے ، اس لوگاں کا کیا جاتا ، یو غوغا کیے تو انو کے ہاتھ میں کیا آتا ، انو کے سینے پھٹتے انو کی شرم اکیس کے کھانے اٹھتے ۔ نہیں سنے سو لوگاں کوں سناتے ، کوچے کوچے دھنڈورا پھرلاتے ۔ جانوا پے ایسے کاماں کیچ نہیں ، اے کسے دل دو منجھ نہیں ۔ اپے فرشتہ بے گناہ پاک ، یو جیبے چارے بے گناہ گارا کو کرتے ہلاک ۔ لوگاں پر نقصاں پڑنے بغیر رہتے نہیں ، اپنے دل کی بات تو خدا بہتر جانتا وہ کتے نہیں ۔

باتاں بہت بڑیاں بہت محتشم ، باندے موٹھی کا بڑا بھرم ۔ اپنا درد جیسا ہے دوسرے کا درد بی دیسا ہے ۔ آدمی محبت کوں سمجھا آدمی کے دل میں عشق میں جوش اچھا ۔ آدمی خطا بخشنا ، آدمی عیب پوش اچھنا ۔ خدا ستار العیوب ہے ، خدا غفار الذنوب ہے جسے خدا دیوے اسیچ اس بات کی سکتا ہے ، عیب پوشی خدا کی صفت ہے اپنا عیب چھپاتے ، دسریاں کا عیب باہر بچاتے ۔ اس کے دل میں ڈوبیا عشق کا کاتا ادوں کرتے لوگاں میں ہنس ہنس کرتا نٹا ۔ فراق کمی یہاں بھوت زور جوں جوں بدنام ہوتا تیوں تیوں محبت ہوتا ہور ۔ غم کا بازار گرم خوشی کا کیا بھرم ، کام جیو پر آیا اتال کاں کی شرم ، یو کچ کرتے کرتے جیو پر آتا بیکا دے وقت جیو جاتا ۔ اتال عشق ملاتی کلا دنتی بازاری یہاں تو بہوتیچ خواری ۔

بہوتیچہ دشواری۔ دائم بدنام دائم رسوائی، یو عشق بازی کس سے ہو آئی۔ دائم قباحت دائم فضیتے، جیتے گنگے تیتے۔ دائم رنڈکانتے۔ ہلاک دائم جھل آتے۔ ایک جاتے سوں جیو نہیں لاتے۔ سو جنیاں کنے جاتے۔ ایک گھر میں تو چار بجار، یو بھی عجب تماشے کلے ہے ٹھار، طبیعت بہت نازک بہت نرم، وے بے حیائی ہور بے شرم۔ جس کنے گئے ایکچہ ہوں کر دکھلاتے، ہزار جنس سوں جیو لاتے۔ ناز شرم یوں کرتے فاش اصیلاں بچاریاں کیا تماش۔ جانو ایک تی دسرے کی چھاتوں نہیں پڑی، ایسے گڑتے ایسی شرم تی ایسی ٹری۔ گھنگھٹ میں تی موں بھار نہیں کاڑتے۔ بازار میں کھڑے اچھ پردے پھاڑتے ہنک، جنگ لوگاں کوں بلاتے۔ ایکس کوں دکھلا کر ایکس کنے جاتے۔ اس جاگا کیوں جیو لانا، یو کیسے بھانا یونا معقولی دیکھیا کیوں جانا۔ یہاں عشق کی تو ہے گرمی، وے بھوتیچہ ہے بے شرمی ہزاراں کے، کیتے باراں کے، ایسیاں سوں کیا کرنا یاری، ایسیاں سوں کیا دھرنا وفاداری۔ یو بیٹھیاں ہیں پیکے میلانے، انو محبت کیا جانے۔ پیکے حلال محبت حرام، محبت سوں انوں کوں کیا کام۔ یو سواد بازاری۔ مبالغہ ایک رات کی یاری۔ کھیسے کیاں دشمن، گھر کے لوگاں کے جیئے کیاں دشمن۔ ایسیاں کوں کیوں پتیانا، ایسیاں کوں کیوں دینا من، ایکس پاس من ایکس پاس تن۔ ایسیاں کی کیا آس جیو لاکر پھسلاتیاں۔ محض ٹھکیا نچہ خاطر آتیاں۔ جو لگن کچھ اچھتا تو لگن کھاتیاں، ایک گھڑی کچھ نہیں تو نکل جاتیاں۔ جانو کدھیں آتیچہ نہ تھے، جانو آشنا تچہ نہ تھے۔ کھانے میں تی اوڑیالون، اتال تمھیں کون ہمیں کون۔ یہاں بہت نکو مرغول، یہاں جو آیا سو ہوا ڈانواں ڈول۔ غرض ایسی چھنالاں کے بڑے چالے ایسی چھنالاں تی خدا سنبھالے۔ یو برے چٹ، یہاں کون کر سکتا دل کوں گھٹ جیتیا نیم دھرم ہوئیگا اگر پتھر اچھے گا تو یہاں نرم ہوئیگا۔ جو کوئی اچھتا ہے

عشق کے سنگ، وہی سمجھتا ہے اس عشق کے رنگ۔

القصہ وو حور جیسی حسن پری، وو دیں دل کو بے ہوش کر اس وصال کے تجھے پر لیا کر حفظ کری۔ دل کوں بے خبر کر بے ہوش کر بھاڑی پر لیا وے لیجاوے کسے نہ دکھلاوے، کسے نہ سناوے۔ چوری کا کام، کسے نہیں ہوتے دو فام۔ دلیسے میں اس وقت رقیب بے نصیب، گمراہ روسیاہ کی ایک بیٹی تھی اس کا نام غیر، سب سوں اس کا بیر۔ بجب ظاہری راضی سوں رہتی تھی حسن کن پو دغا بازی سوں رہتی تھی، جاں جاوے دو میں جھگڑا لگا دو لیاں کو بچھڑا دے۔ جھوٹیاں باتاں کہتی، کیکاتی، لوتری چاڑی خور دل میں کچھ ہور، موں میں کچھ ہور۔ زبان دراز، سب اس سوں ناراض حسن دھن من موہن جگ جیون من ہرن کنے رہتی تھی بھید اپنا کسے نہیں کہتی تھی حسن نار دل کا ادھار جیتر چھپ سار، تو بچہ بجی کہ یونا معقول بے اصول مردار نابکار شرم نہیں دھرتی، بکس کی لگے بکس کی بات کرتی۔ فرد:۔

جسے حیا نہیں کچھ اس تی بہت ڈرنا ہے
فکر ایس کی حیا کی بی کچھ سو کرنا ہے

کلاکیتاں لاتی، فتوے اچاتی۔ موں کی بہت ہلکی بہت شوخ نڈر، اینچہ شرم نہیں دھرتی سو کس کی شرم کی اسے کیا خبر۔ بے ایمان، بدکار بدگمان بے اعتبار اعتباری نہیں، بات کس کی دل میں چھپا نہاری نہیں، اسے جانتی تھی، خوب پہچانتی تھی۔ جو حسن دھن من موہن باغ میں جاوے، اس ناپاک کو سنگات نیاوے جو کچھ دل سوں ملنے کی فکر کرے اس حرام خورتی بہت ڈرے۔ غیر نے بھی کہ حسن دھن من موہن ایس موں کپٹ پکڑی ہے، اپس سوں ہٹ پکڑی ہے، یہاں تو کچھ بیاز نہیں، اتال کچھ بھلی بار نہیں۔ بہت۔

یو دغاباز تھی دو تھی سادی
سادی تھی اس تی یو دغا عادی

جدھر گئی بھی یکیلی جاتی ، منجے سنگات نیں لے جاتی ۔ میں اسے نیں بھاتی۔ غیر کی غیرت بُرا اُٹھ کھڑی، غیر حسن کے دنبال پڑی کہ دیکھوں یو مجتی اپس کو چھپاتی بڑ، یکیلی کدھر جاتی ہے۔ یو نچہ کرتے کرتے ایک رات، اس باغ میں حسن دھن من موہن سنگات دل سوں ملنے جائی تھی، یونا برخوردار بی اس کے سنگات چوری سوں لگ کچھیں آتی تھی ۔بیت:۔

شیطان اگر کسے لگے تو کوئی تبی چھڑاے
آدمی کسی کے پیے میں پڑے تو جیو بچ جائے

شیطان کوں موٹھی کھل اتنی پچی دے تو جاتا ہے آدمی برائی پر آتا تو کلیجہ کھاتا ہے۔ شیطان کا فکر سہل ہے شیطان کا فکر کیا کرنا، بُرا آدمی بُرا ہے آدمی تی ڈرنا۔ شیطان شیطان کی صورت سوں اپس کوں دکھلاتا اس کا علاج کیا جاتا۔ بُرا آدمی بُرا شیطان فرشتے کا لباس لے آتا۔ بھلا آدمی بچارا کیا جانتا دغا کھاتا۔ بھلا جانتا کہ یو بھلا چہ ہے۔ سچیں مجیں یو فرشتا چہ ہے۔ آدمی بچارا کیتا پچھانے، غیب کی بات خدا چہ جانے۔ غیب کا عالم کسے دکھلایا رد، وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ یعنی غیب کے کیلیاں غیب کے صاحب پاس غیب کے صاحب کوں معلوم، غیب کے صاحب نے جسے معلوم کیا اسے معلوم ہوے یو غیب کے علوم۔ منجماں کوں بھی بولے ہیں حضرت جنوں کا ذل کعبہ، یکذبون المنجمون و رب الکعبہ یعنی غیب کے پردے انوں کیوں کھولتے، منجم سب جھوٹ بولتے لیکن بولتے انو کا بول پکڑ لیا ہے، مکان سچ ہور جھوٹ کے میانے میان۔ جتا بولینگے

لہ (ن) تی

انو چہ سچ انو کا بول نہ جھوٹ نہ سچ - آدمی عاجز ہو کر کا کلوت تی پچھے چلتا انو کا بول کدھیں ہو آتا کدھیں نیں ہو آتا. ہات میں رسالے ئے ہیں، غرض پیٹ بھرنے جا گا کیے ہیں - بارے حسن نار، جیتہ چوسار، جوں دایم جاتی تھی وو دنچہ جا کر اس چھجے پر چڑی، یو بی اس چھجے پر جا کر اس کونے میں ماری دٹری. حسن ہور دل کے چاے سب خاطر بیائی، انو دونوں کا بھید پائی - ہور کی حسن جو مجھ تی ڈرتے تھی ہور اپنا کرتے تھی سو یو تھا کام ہیں تو کری فام - غیر کوں بی انوں دونو کا چالا دیکھ کر عشق حاصل ہوا، غیر کا بھی دل دل پر مائل ہوا - غیر کوں بی دل کا عشق ڈاٹ پکڑیا، بہت اچاٹ پکڑیا - دل میں بدنیت دھری، اپس میں اپی یوں فکر کری - بیت :-

دل کوں یوں دیکھ دل کوں برلائی
حسن کے دل میں شک نہیں لائی

ان کم ذات نے اپنی ذات دکھلائی، آخر اپنی ذات پر آئی - کہ حسن کی چوری سوں اس ماڑی پر چڑھنا، ہور دل کے وصال کی لذت کوں انپڑیا میں بی حسن تی حسن میں خوب ہوں، دلربا ہوں محبوب ہوں - میں بھی چلبلانے جانتی ہوں میں بی دل کوں بھلانے جانتی ہوں - کیا منج میں ناز ہور غمزہ نہیں، کیا منج میں شیوا ہور عشوہ نہیں - میں اموں بھی پھول کا چمن انکھیاں جوں لائے ہیں، منج میں بی بلے بال پھند ہور جاے ہیں - اگر خوبی کا دعوٰی دھروں گی تو چوری سوں بات کروں گی - میں بی آرسی میں آپس کوں دیکھتی ہوں، اپس کوں جانتی ہوں، اپس کی خوبی کوں پہچانتی ہوں - جس جا گا پر میرا فام ہے، دیاں دل بہلانا کیتا کام ہے - فرد :-

دل سوں باندھی تھی جیو کی ڈوری   آ کہ خالی دقت کری چوری

یو مثلہ معلوم ہوا آج   خالی گھر ہیں کتیاں کا راج

بارے ایک رات حسن دھن، من موہن، جگ جیون شہر منیچہ تھی حسن کا نہیں ہوا آنا، وقت خالی دیکھی، اس حرام خور کوں یو چہ ہوا بہانا۔ دل سوں ملنے خاطر بہت تربھڑی اس باغ میں اس وصال کے چھجے پر چڑھتی سحر ڈھونڈنا بہت جانتی تھی وہاں حسن کی صورت پکڑی۔ خیال ہور نظر ہور تبسم کوں ہور وفا کوں جوں حسن فرماتی تھی ورنچہ اپے بھی فرماتی۔ دارو تے بے ہوشی دل کوں دلائی پلائی، ہور زلف کوں بی حسن کے نمنیچہ بول کر جیوں تیوں دل کوں اس وصال کے چھجے پر لیانی منگاتی گلے لائی سمجائی۔ فرد:۔

ایک ایتیاں کوں آدغادی ہر   کیا مغتن ہے کیا بلا کی ہے

یو بد اصل شیطان کی نسل حسن کے تخت پر دل سوں لٹ پٹ ہوتی ہے اس کا بی دل دل سوں لگیا دل پر عاشق نپٹ ہوتی۔ ویسے میں خیال جو سوتا تھا جاگیا دل دستا نہیں کدھر گیا ہے کر دھنڈنے لاگیا۔

دل کی خاطر عجب رکھے رکھوال

غیر جو چوری کی تو جاگیا خیال

خیال کا مشکل ہوا حال۔ دھنڈتے ڈھنڈتے وصال کے چھجے پر جو آیا تو مقصود انپی پایا۔ دیکھتا ہے جو غیر دل کی گود میں مست پڑی ہے، دل بے خبر غیر کوں مستی چڑھی ہے۔ یہاں یو نامحرم محرم ہے یہاں تو کچھ کا کچھ عالم ہے خیال فی الحال شہر دیدار کوں جا کر اس نگر کوں جا کر جو کچھ دیکھیا تھا سو حسن نار کوں دل کے سنگھار کوں نیریاں کے ادھار کو خبر بولیا، معاملہ یوں ہے کر بولیا۔ حسن یہ بات سن حیران پریشان سرگردان نا کھانا نا پانی کر ڈری ہوی سب زندگانی، آگ کی بھڑکی اٹھی تن میں، آہاں مارنے لگی من میں۔ سوکن کی جھل نعوذ باللہ

جیو جا دے نکل۔ اس جھل کس کوں سنبھالے، تن من رنگ روپ سب جالے۔ بیت:۔

جل تی سوکن جو مرد کن آتی
جھل تو نجتاں کی سوہے نہیں جاتی

اگر مرد آگ میں پڑ دکھے تو آگ میں بھی پڑنا بھائے۔ وے سوکن کی جھل سوسیا نہ جائے۔ سوکن لیچے جیوں ٹھار، اس مرد تی بی دل بیزار۔ عورت شرم کوں چھپ مرد کنے آتے گی، جاں سوکن میانے آئی وہاں لذت کیا پاوے گی۔ جاں سوکن ہوتی، وہاں عورت ضرور کوں بیزار ہو کر مرد کنے سوتی۔ نہ من کا سواو نہ تن کا سواد سینہ جلتا دل میں تمہ بھری، سیج میں آئی تے جا کر دوزخ میں پڑی۔ کیا جانے کیا گنہ کی تھی اوّل زمانے، جو یوں آکر پڑی اس عذاب میانے۔ سوکن نہ سووے نا سونے دیوے، سوکن جیو پر لٹھے، سوکن جیو لیوے۔ سوکن تی محبت میں فتور اٹھے، سوکن تی جھٹا دل ہٹے۔ سوکن آتی دکھ سے سینہ پھٹیا، سوکن آتی محبت کا سواد اٹھیا۔ دائم جھگڑتیاں جوں بلبلاں لڑتیاں۔ ادھر تی ساتا ادھر تی سالیاں، چار دں طرف تی برستیاں گالیاں۔ کوئی کوا تمتی کوئی بائین۔ گھر میں کھیلتیاں جائیں مائیں۔ یو گھر میں سکھ سوں نہیں سوتا، میانے میاں لوگاں کا ہنسا ہوتا۔ جو دیکھے تو کل عورت تی زیاست ساس کی جھل۔ سالا دشمن سالی دشمن بجر کا اس بچارے کا من دیکھے کسے سمجا دے کس کس کے تغا دیاں تی بچار آدے۔ بیٹا بیٹی اپنیاں ماداں خاطر جدا لڑتے یو جدا تلملتے یو جدا چڑ پھڑتے۔ بیزار ہوتے باپ کے اسم سوں، لیوبی دشمن ہو بیٹھتے ایک قسم سوں۔ دل سب ہوتا بھنگ سعدی کتا ہے کہ۔ بیت:۔

بہ از سفر بہ کہ در خانہ جنگ   تہی پائے رفتن بہ از کفش تنگ

سوکن کوں دیکھنے کا کسے تاب، جس گھر میں سوکن آئی دو گھر خراب۔ سوکن آ دیکھی سیج کی تقسیم دار یو جھل کوں سو سے توبہ استغفار۔ جن نے آسودگی کوں دسری عورت کیا، ان نے تیری ایس کوں عذاب میں دیا۔ کیتی جا گا اپس کوں باٹ بھا دے، ایک دل دو جاگا کیوں لاوے۔ ایک سوں توڑنا، تو دسریاں سوں جوڑنا۔ جھل تی دو نو سینا چاک، یو بچارا میا نے میان ہلاک۔ ایک دل بوٹے ہور گہے ایک یار دا ایک جیو کوں لگے دو ٹھار۔ ادھر یو لڑتی ادھر دو جھگڑتی۔ صبا اٹھ کر گھر میں کچاٹ، آسودگی بارا باٹ۔ آسودگی گئی اسے تو وقت پڑیا ہور ایکیں حضور ایکس کے دیکھنے کا چور ضرور۔ کوں ایکیں کنے سوتا، دل دسری پر ہوتا۔ ایکس کوں کیا پیار، تو جانو دسری کوں دیا زہار۔ ایکس کوں پان کھلایا، تو دسری کوں جانو آگ لایا۔ ایکس کوں پھول پنہایا تو دسری کوں جانو انگاریاں میں بٹھایا۔ ایکس سوں بات کیا تو جانو دسری کے جیو پر گھات کیا۔ ایک نزدیک سوتی، تو دسری روتی مرنے پر راضی ہوتی، کلکلاتی تلملاتی کہیں کا کہیں نہیں سو جھگڑا کاڑتی، زونز کی خوشی میں خلل پاڑتی یعنی اپی جل جل مرتی، سوکن کیوں خوشی کرتی۔ سوکن نہ سونے دیوے، نہ سونے دیوے، اپنا دعوا نا چھوڑے اپنا بیر لیوے۔ یو بچارا نا ادھر کا نا ادھر کا کیا جانے کدھر کا۔ یو ایکس سوں صحبت دھرتا، دسری کیا کتے اچھے گی کر دل میں فکر کرتا۔ دسری کی فکر دل میں جڑی انال لذت میانے تی اڑی۔ یہاں کھانا کھاتا تو وہاں پانی پیتا، کدھیں یک چت نہیں دائم دو جیتا۔ عشرت غم ہوا، گھر جہنم ہوا۔ ایکس کوں پوچھیا بچارا تو دوسری کوں جانو جیو دوں مار یا۔ عورت اپنا جھل دھرتی، اس وقت جیو نہیں دیتی سوں کرتی۔ رات دیس جھگڑا کسے بھاتا، گھر میں تی نہاٹ جانے کا وقت آتا۔

القصہ حسن ذھن من موہن جگ جیون اس غیر کے رشک تی انچل بھگائی انکھیاں کے اشک تی جلتی تلملتی کپڑے پھاڑ لیتی سنگار تن کا کاڑلیتی، گالیاں دیتی، روتی حیران ہوتی۔ جھل کے جھال سوں، اس حال سوں، جینی کھائی، وصال کے چھجے پر آئی۔ غیر کوں دیکھی تخت پر مست، دل اس سوں ہم دست۔ موں سوں موں ملائی ہے، سینے سوں سینہ لائی ہے۔ سد کھو رہی ہے، سو رہی ہے۔ حسن نادر سندری، بہت نخرے بھری او تارا استری پکارا اٹھی، آہ مارا اٹھی۔ کہ آہ یو کیا ہوا، واہ یو کیا ہوا۔ ان چھنال نے مجھے جیوں ماری، ان چھنال نے اپنا دند ساری۔ ان چھنال نے میرا گھر گھالی، ان چھنال نے مجھے دیس انتر دی۔ اسے اور جا گانا تھا جو یہاں خیال کری گرم، اتنا تو بی میری آشنائی کا نہیں رکھی شرم۔ کچھ اسے لاحظ نہیں آیا، یو کام اسے کیوں بھایا۔ اسے ٹھار کہیں نہ تھی، کیا اپنے جنم میں کس سوں یاری کی نہ تھی۔ بھار بی خدا کا عالم ہے، ایسیچ کا ماں پر آتی تو پچھیں کیا غم ہے۔ اس کی چوری کی جاگا نہ دیکھو اس کی حرام خوری کی جاگا دیکھو۔ دنیا تی ڈرنا، نزدیک کا آدمی یو کیا اتال کیا کرنا۔ آستین میں کی اگ گھر میں کا دشمن، آدمی کون آدمی پتیا کیا جانے کوئی کس کے لکھن۔ کید کد ھنگ اولکھن، بدنیت برے آدمی کوں کیتا کرنا جتن۔ سنا کس دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا، آدمی بس دیکھے بغیر معلوم نہیں ہوتا۔ ہمیشہ نین سمجھے کس کا کیا کرنا مگر کہ پیغمبر کہے ہیں کہ المرء عند المعاملہ، یعنی کام پڑے بغیر آدمی جاتیا نہیں جاتا کچھ مشکل کھرے بغیر پچانیا نہیں جاتا۔ سنا ہور پتیل دونو کا ایک رنگ ہے، وے اس کا اور ڈھنگ ہے، اس کا اور ڈھنگ ہے۔ پتیل بی پیلا دسیا تو کیا ہوا، پتیل بی چھبیلا دسیا تو کیا ہوا۔ وے جو بازار میں بیچنے گئے تو پتیل مول میں کم جاتا، سنے کے مول پر نہیں آتا۔ ہزار پیلا ہوا تو کیا ہوا اس پیچے میں ہزار خلل۔ آخر سنا سو سنا پتیل سو پتیل۔ ایتے دیس خوباں کی صحبت رہی وے صحبت لے اثر نہیں کی

بد ذات حرام خور چور ہکر بھری۔ خوب اچھے تو خوب کی اس پتے خوب اثر بھرے گی،
بدوں کوں خوب کی صحبت کیا کرے گی۔ آفتاب سب پر پرتو سٹتا، وے جس میں جوہر
ہے وو پچھ جوہر ہوتا ہیروں کے بدلے پڑتے ہیں وے جس میں کچھ جوت ہے
وو چہ گوہر ہوتا۔ جونکہ حافظ کتا۔ فرد:۔

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجاں نشود

بھلا بھلا سمجھ جانتا بھلا برائی کیا جانے، برا برا سمجھ پہچانتا برا بھلائی کیا
کیا پہچانے۔ جو کوئی بھلائی سمجھتا چہ نہیں اس سے بھلائی کرنا نہ کرنا برابر ہے،
برے سوں بھلائی کرنا دشمن سوں سگائی کرنا، نادانگی سراسر ہے۔ سعدی کتا
ہے وو اندیش جہاں گرد، صاحب تجربہ صاحب درد۔ بیت:۔

نکوئی با بداں کردن چنانست
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یو کام عبث ہے، ہمن ہارے کوں یو بات بس ہے۔ القصہ حسن کوں
لگی تکبکی، غیر کوں گالیاں دینے لگی۔ فرد:۔

دل کوں اپنے اُچاٹ خوب نہیں
گھر میں دائم کچاٹ خوب نہیں

موں پھائی جھونٹے کاٹ۔ میرا بس ہوے تو اسے بہت ٹھو کوں، میرا
بس ہوے تو اسے چھریاں سوں بھو کوں۔ دو دیما کردوں، قیما قیما کروں، بہت
سر چڑھی ہے، دھگڑے کوں لے پڑی ہے۔ بہت ایس لوٹ مرتی ہے، دل سے
ہوئیگا تیے کو کھیر حرتی ہے۔ اجھوں بھی جیو نہیں بھگیا، دھگڑا بہت میٹھا لگیا۔ یو
چھنال خدا تی نہیں ڈرتی، کیا جا کرتی جھگڑا الا نہارتی، دند کاری چپل ہو کر بات

میں تی جھوٹے ماری۔ اتال ہیں بائیں کردن کے گودا، ہیں کتی تھی سو ہوا۔ غیر
دل میں رکھتی تھی بیر جو حسن کا سنی آواز، سمجی کہ یو سینچے ہے جو کری ہے اتنا ناز۔
یار کوں پیار دکھلاتی ہے، اپنا اعتبار دکھلاتی ہے۔ بار بار بولتی، ستمیں پکار پکار
بولتی، عورت کی ذات کوں اتنا کلا توبہ استغفر اللہ، یو کیا بلا۔ گھڑی یک آہ
مارتی، گھڑی یک اساس بھرتی، غمزے کرنے تقصیر نہیں کرتی۔ چالی بہت نخروں
بھری، یتے غمزے اس میں تھے تو اُن نے دل کوں یوں ہلاک کری۔ مرد بھنورا ہزار
پھول کی لیوے باس، یو کیتا بکارتے پھرے گی آس پاس۔ مرد کوں کوئی رکھوال رکھ سکیا ہے
مرد کوں کوئی سنبھال رکھ سکیا ہے۔ مرد آپ مختار، مرد آپستا، مرد کہیں عورت کی قید میں رہتا ہے
مرد ہزار جاگا جائے گا، اسے کاں کا جبل آنے گا۔ یوں جبل کھاتے پھرے تو
لوگاں دیوانے کہیں گے، کیا لوگاں چپ رہیں گے۔ خوب معقول جس سوں آنا
تھا، اپنے مرد کوں لے جانا تھا۔ ایتا کرنا کیا ہوس تھا، منج میں شرم اچھتی تو مجھے
اتنا بیچ بس تھا جن عورت نے اتنی جبل کھائی ان نے آخر مرد کوں گنوائی۔ اتی چتر
اتی جو سار رڑ جھگڑ کر کوئی منگتی ہے پیار۔ رڑنے جھگڑنے تی کیا پیار آتا ہے۔ بلکہ پیار
ہے سو بی جاتا ہے۔ وو عورت عجب ہے گنوار جو مرد گئے رڑ کر منگتی پیار، بتری
مرد بہت بگڑتا دل میں کپٹ پکڑتا۔ ایسی عقل دھرتی اپنے جو نار، وو کیوں نا پچھی
خوار، مرد اس تی کیوں نا ہوئے گا بیزار۔ اگر اپس میں کچھ خوبی ہے، محبوبی ہے تو یو
بے تابی کیا خاطر، مرد اپیچ نزدیک آتا ہے اپیچ منگتا شتابی کیا خاطر۔ اپس کوں
جبل کے ہاتھ نا دینا، اپس کوں اپے خراب نا کر لینا جس سوں رستے جیو پچھتا تا۔
اس سوں رسیا کیوں جاتا۔ جھوریاں[1] جھاریاں اجھوں کچھ تن پڑیا نہیں، بھلا بُرا
کچھ سر پر کھڑیا نہیں۔ مرد کا دل ہاتھ لینا کیا جانتیاں۔ کیا فائدہ مرد کوں گنوا لے

---

[1] جھوریاں جھاریاں

کر پچھین پچھانتیاں۔ ایسے ڈھنگاں تی مرداں ہوتے داز، الغرکے دلاں میں کہ ہمیں کرتیاں ہیں ناز۔ عورت اسے کہتے ہیں جو مرد کے دل کوں بھلادے، نہ مرد کا دل عورت تی داز ہو جاوے، پیار آتا ہے سو بی نہ آوے کھساٹیاں کا ناز، توبہ استغفر اللہ ایسے نازاں تی جیو داز۔ عورت نے مرد کا جیو پکڑے تو آسودگی نا دیکھنا اپنے تن کی خاطر رکھنا مرد کے من کی۔ عورت میں مہر و محبت پیار اچھنا، عورت چتر چونسارا اچھنا، عورت میں بات گفتار اچھنا۔ سو ادسمجھنہاری عورت کاں ہے، سب گن میں ساری عورت کاں ہے۔ جو یوں عورت دل تی کھلے تو مرد کوں نہ بھلے۔ عورت تجہ دل سیں رکھے کپٹ، پچھیں مرد کوں کیوں لگتا چٹ۔ ادا حرکت چالیاں تی عورت مرد کوں خوش لگتی، اپے گلے لگنا اپے تڑ دینا ایسی محبت کی الالیاں تی، عورت مرد کوں خوش لگتی۔ ایس کوں گھڑی گھڑی سنوار مرد کوں دکھلانا، اپنے دل میں کا کچھ پیار مرد کوں دکھلانا۔ سیج پر سنگرام کے وقت کام کی عورت نے مرد کی بہت منت کرنا پاؤں پر ہاتھ ستنا الا بلا لینا سینے سوں سینہ چپکنا ہنسنا گڑ دینا خوشبوئی میں تمام مہک رہنا، اپنے دل کی بات کھول کہنا یو تن سوں تن دل سوں ملنے کی جاگا ہے۔ مرد بھنورا ہے پھول کا رس لینے آیا ہے، عورت پر عاشق ہوا ہے، دل کی ہوس لینے آیا ہے۔ مرد سوں ایک چت ایک دل اچھنا جوں مرد کا دل منگتا تیوں مرد سوں مل اچھنا۔ ناز اسے کہتے ہیں، چونسا اسے کہتے ہیں، خوب عورت اسے کہتے ہیں، محبوب عورت اسے کہتے ہیں۔ ایسیاں عورتاں خاطر جیواں دیتے مرداں، ایسیاں عورتاں خاطر ہزار ہزار سوتے سر درداں جن عورت نے بوجھ نہیں پائی، کیا کام آتی رد کھی قبول صورتائی۔ قبول صورتی ہور اس میں بوجھند، بہو تجہ خوب اسنا ہور سگند۔ عورت کی صفت کیا ہے ناز، غمزا، شیوہ، چالا، تاترلی، نرمی، دل ہات پکڑنا، ہنس بات بولنا ملنا ملا لینا

ہور محبت کی گرمی۔ عورت میں جتنی صفت ہے اتنی صفت مرد کوں دکھلانا
مرد تی یو صفتاں نا چھپانا مرد کوں مرد کوں بھلانا۔ عورت کوں یو صفت خدا
نے مرد کو بھلانے خاطر دیا ہے، نہ کہ مرد تی چھپانے خاطر دیا ہے۔
عورت یو صفت مرد تی چھپا کر کسے دکھلائے گی، چھپلئے گی تو یو
صفت اسے کیا کام آتے گی، کسے بھلائے گی۔ ایسی عورت یا دیوانی ہے
یا نادان، جو عاقل اچھے گی سو اپنا کام اپے گی پچھان۔ اس کا دل اسے گواہی
دیتا ہے موں پر نہیں بولے تو کیا ہوا، دردنا کھلتا ہے موں نہیں کھولے تو کیا ہوا۔
جو کوئی ہے چتر عورت کی ذات، اُسے بھا تیچ ہے گی یو سواد کی بات۔ اگر موں پر
چپ رہے گی دل میں تو شاباش کہے گی۔ عورت اگر سگھڑ اچھی تو مرد کا دل ہات
لینا کیتا کام ہے، دے یو بھید کیں عورت کو سلیقہ کام ہے۔ مرد ادل تی بھلیا
سو آدمی بھلے کو بھلائے تو بیگ بھلتا، اپنا ہوتا دل تی کھلتا۔ اپنا رام ہوتا، کام
ہوتا۔ مرد کی بہت چھل نا کھانا، مرد کوں بہت ناز نا لیانا۔ بہت پاک ہو چلے
تو مرد پیار کرتا، پاؤں خاک ہو چلے تو مرد پیار کرتا۔ اگر گھرداری دھندا کچھ کام
ہے، تو مرد کا دل ہاتھ لینا بہت بڑا کام ہے۔ خدا نے کہیا ہے مرد کوں نیچے خدا،
اس کی بات تی کیوں ہونا جدا، اس کی بات تی جدا ہوئے تو کیوں راضی اچھے
گا خدا۔ جو کوئی عورت چونسار ہے ہور چتور، ددیوں چلتی ہے جو مرد لیے اس کا ہوتا
شرم حضور۔ گھر دار اپنا دیتا سب اس کے ہات، اس کے سامنے کبھی پھر کے
نہیں کرتا بات۔ ایسیچ جانتا ہے گھر کی استری لکھن ونتی گن بھری اس کے ہات
میں دیتا اختیار جو کچھ دکری سو کری۔ مرد اپنا ہوا تو اپنا چہ سب گھر، دل بھلا
لینا ہی بہت بڑا ہے ہنر۔ مرد عجائب کچھ میوہ، عورت دو جس میں عورت
کا شیوہ۔ فرد:۔

عورتاں کوں ہمیشہ پند دینا   مرد کوں اپنے رجھالینا

عورت جیتی قبول صورت اچھے بی اپنی قبول صورتی پر اپنے ناز پر جانا، مرد نیچے خدا اس کی خدمت سوں جیو لانا۔ اُس کا نہرا چھے گا تو ناز سہاوے گا، سب کوں وو ناز بھاوے گا ناز کوں لکھن چڑھے گا روپ آوے گا۔ جس عورت کوں منگیا گھر کا دھنی، اس کے دیوے کوں کیوں نا ہوسی روشنی۔ قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کے دھنی کا پیار اچھے، قبول صورتی تو خوب ہے جو گھر کا دھنی قربان بلہار اچھے، اس کے دیدیاں کا مطلب اس کا دیدار اچھے، اس کی نظراں میں وو چہ ٹھاریں ٹھار اچھے، تل نا دیکھے تو قرار نا پکڑے۔ پانوں بھیں کو نا لگے ٹھار نا پکڑے۔ عورت کی صورت بغیر کسی کی صورت نہ بھاوے، عورت کی صورت مرد کے دل میں لکھی جاوے۔ غرض عورت دھیچہ ہور اس کا چہ قبول پڑیا جینا، جنے رجھائے کر مرد کوں کرے اپنا۔ جو مرد ہوا اپنا تو وو صورت وو ناز خوب دستا، سب کسوت ساز خوب دستا۔ دین و دنیا حاصل، جاں قرار ایمان قرار ایک جاگا دل بارے القصہ حسن نے اس تپاک سوں اِتا کچھ کہی، لا علاج غیر نے سب سہی۔ اپنے دل میں کیتک وقت تک تکپک تکپک، ایسیاں کچھ باتاں کہہ کر، اپس میں اپے حیران رہ کر، بھی کہی اتال یہاں رہنا خوب نہیں، یو بات کسے پاس کہنا خوب نہیں۔ ساحر تھی جلتیک بدیاں میں ماہر تھی۔ لوٹنے تامن کا بہت زور، بھیس اپنا پھراتی، بھی صورت پکڑی ہور حسن کی نظر تیں تی اپس کوں چھپاتی، وصال کے بھجے پرتی اتر تیں آئی۔ اپنے دل کوں جو کچھ بھایا سو کری، بھی شہر سگسار کے ادھر قدم دھری۔ حسن دھن من موہن جگ جیون کو دل کا یو روش نہیں بھایا دل پر بہت غصہ آیا۔ یو چاند سورج کی جاتی جس پر ختم ہوتی زیبائی، خیال ہور نظر ہور تبسم کوں فرمائی، کہ اس دل کوں، اس لایعقل کوں، اس جاہل کوں، اس کاہل

کوں ، اس ناقابل کوں اس باغ میں تی باہر کاڑو ، اس کی دوستی کا ورق پھاڑو ۔ بیگ اس باغ میں تی اسے بھار لے جاؤ ، چار عاشقاں مسل ہمارا اس کا کریں گے نیاؤ ۔ یو اپنی محبت میں خطا کھایا ، ایکیں کوں چھوڑ دسریاں سوں جیو لایا ۔ اس کی پیشانی کوں بدنامی کا ٹیکا لاؤ ، سب عاشقاں میں پھراؤ ، یو اپنی محبت میں ثابت نہیں اسی کیا خاطر ایتا چاؤ ۔ یو گل یو گلزار ، اس نالائق کوں اس باغ میں کھار ۔ عالم اس باغ کے تماشے کا مشتاق میں سو اس باغ میں اسے دی وثاق ۔ عشق میں محکم ہے کر جانتی تھی ، عاشق ثابت قدم ہے کر جانتی تھی ۔ یو اپنی حد چھوڑ پر حد چکلیا نالائق ہو کر نکلے گا ۔ کہیں نھاٹ جاوے گا سنبھالو اسے ہمارے غضب کے بندی خانے میں گھالو ۔ اس باغ میں کبھی نکو دیو آنے ، اگر کہیں نکل جاوے گا تو تمیں جانے ۔ تمیں تین حنیچہ نظراں چاروں کدھن رکھو ، ہوشیار اچھو اسی جتن رکھو ۔ اتال کال کا عشق کال کی یاری ، کال کا دل کال کی دلداری ۔ کال کا غمزہ کال کا ناز ، موں دیکھنے تی ہوئی بیزار دراز ، فرد :

راحت ہوئی تمام اب خواری
یاری تھی سو ہوئی ہے بیزاری

بات کہنا خوش نہیں آتا ، موں دیکھنا نہیں بھاتا جھل آگ جھل بجنا گ ، کوں سنبھال سکتا جھل کی آگ ۔ وو تو عورت تھی ، کم بد تھی کم ذات تھی ، اپنا جیو دکھلائی ، یو تو مرد تھا دل تھا دل سنبھالتا تھا اسے یہاں کیوں حرص آئی ، کیوں اس کی محبت بھائی ۔ محبت میں کفر ہے ایسا کام ، محبت میں یو کام ہے حرام ۔ صور پر دل دھرنا درست

نہیں ہے ۔ ایک کوں چھوڑ دسرے پر نظر دھرنا درست نہیں ہے ۔ دو کیسے
عاشق کہ دسرے کوں خیال میں نہیں گزرانتے ، دسرا دنیا میں نہینچہ کر جانتے ۔ ایکس
کوں چھوڑ دسرے پر دل دھرنا عاشق کی خامی ہے ، عشق کے کام نا تمامی ہے ۔
کس عاشق تی یو کام ہو آیا کون عاشق یوں جیو دکھلایا ، کون عاشق یکس کوں
چھوڑ دسرے سوں جیو لایا ۔ زلیخا تھی فرہاد تھا مجنوں تھا کس میں یو ونا اجبوں
نہ تھا ان دل نے عشق میں اپس کوں یوں پنوایا ، ہور عین جاگا پر یوں دغا
کھایا گنوایا ۔ میں اس کی خاطر سارے عالم میں بدنام ، یو بے وفا سو ایسا کیا
کام ۔ ڈرتی ہوں میں پروردگار تی نیں تو اُسے مارتی یا اپس کو مارتی ، اس
کام کوں ہرگز نا ہارتی ۔ دل ہور حسن میں پڑی دوئی ، ایسی بات ہوئی ۔ وولے
کتے ہیں جس وقت غیر ایسی کری کاڑی ، انو دونو میں جدائی پاڑی ۔
شہر دیدار تی جو شہر سنگسار کوں گئی ، حسن ہور دل کا قصہ سب رقیب لے
نصیب کوں کئی ۔

فرد :۔

بات کال لاگر کیا کرے ہے یو
چار جیباں کی استری ہے یو

ادھر حسن ہور دل کوں دغا دی ، اُدھر بات رقیب کوں لا دی ۔
رقیب گمراہ ، روسیاہ ، بدکار نا برخوردار کے دل میں بھڑکا ۔ سینہ پھوٹیا ، بیٹی
تی باپ کوں زیاست ، اگنی جھلی اپس میں اپے جل جل ، ہلاک ہوتا در خاک ہوتا ۔
سینہ تی چاک ہوتا شہر دیدار کوں آیا ، گھرے گھر مکر زنایاں بھایا ، دھنڈتے
دھنڈتے حسن کے غضب میں بندی خانے میں دل کوں پایا ۔ سحر میں نادر تھا ،
ٹونے پر قادر تھا ۔ خیال ہور تبسم ہور نظر پر کچھ منتر سٹیا دلنے ، یو تینو ہوے
دیوانے ۔ اول تی ست یو تینو یار انو کوں دیوانے ہوتے کیتی بار ۔ ان ناپاک

نے فرصت پایا، حسن کے غضب کے بندی خانے میں تی دل بھار لیا یا۔

باپ جیسا ہے بیٹی بی ویسی　　　　دو تہر یو اچھے بلا جیسی

جھل تی بہت جلیا، دل کوں شہر سگسار کوں لے چلیا۔ دوری کا بیابان اس میں یک کوٹ تھا اس کوٹ کا ناؤں ہجراں، اس کوٹ میں دل کوں بھایا، دل بہت جفا پایا، اپنے جیون تی بیزار ہوآیا، یو عاشقی کر بہت پچتایا، باپ پند نصیحت کرتا تھا سو وو پند و نصیحت دل تی دل پر لیا یا۔ جن نے نہیں سنیا بڑیاں کی بات، اس کوں کیوں ہونا نجات۔ برا کیا جو باپ کی بات پر عمل نہیں کیا، یو فکر اول نہیں کیا۔ برائی کوں خوبی کو پہچانتے، بڑیاں کی بات نغنواد کیا جانتے۔ نغنواد سو نغنواد بڑے سو بڑے ہیں۔ انواپس کوں آزمائے عیب انو پر لی قصے گھڑے ہیں۔ بڑیاں کے پند میں نہیں ملنے، فائدے کوں نقصان کر جانے۔ دل کوں وو دل سخت منگتا تھا عذاب دے دے مارے، اس بدبخت کوں خدا فرصت نہیں دیا بارے۔ دل بے دل ہوا، دل پہ کام مشکل ہوا۔ اُدھر معشوق تی وو مشقت پڑی، ادھر رقیب تی سر پر یو محنت کھڑی۔ دل کوں اُدھر کا بی عذاب، ادھر کا بھی عذاب۔ دل بےچارا غم تی بے ہوش ہوا ہور بے تاب ماملا عجب کھڑیا، دل کوں خدا سوں پڑیا۔ کہیا الٰہی میں حسن خاطر اتیا محنت سو سیا، اتیا دکھ دیکھیا اتیا مشقت سو سیا۔ بیت

کی غصہ یو رکھے ہے چھپ دل پہ　　　　کڑوی کی ہوئی ہے یو میٹھی شکر

حسن کیا سبب منج پر اتیا غصہ کری، کیا میرا گناہ دیکھی کی دیوانی ہوئی وو پری، کیا منج تی چوک آئی، ناگہانی بلا منج پر بھائی۔ منج تی تو کچھ خطا نہیں ہوا، میں تو اسیچ کے کہے میں تھا، آپتا نہیں ہوا۔ ہر یک بات تفحص کرنا خاطر لیانا، گناہ ایکس کے انگ لانا۔ خدا تی بی نہیں ڈری، دل میں آیا سو کری۔ پوچھنا بچارنا، ایکس کے کہے منے پر کیا ناحق بکیں کوں جیو دل مارنا دشمن کوئی کچھ بولتا تو کیا اسکی بات

کوں سند ہے، دشمن عداوت کوں بولتا ہے اس کی بات رد ہے۔ جو کوئی منصفی پر آتا ہے، داعی مدعی کی بات خاطر لیاتا ہے۔ وو صاحب انصاف ہے اس کے پاس بات کا سب حد ہے، خاطر نا لیا کر ہر ایک پر گناہ لازم کرنا بہت بد ہے۔ دنیا دو دیس کی یہاں کس تی کیا لینا ہے، آخر خدا کو جواب دینا ہے۔ دشمن اپنے مقصود کوں یوں کرتا ہے تقریر، جانو ذرہ نہیں ہے اس کا تقصیر۔ ناپاکی میں ڈوبیا بالین بال، ہور پاک دستا یوں جانو ماں کے پیٹ تی نکلتا ایتال۔ برای بغل میں خوبائی حات میں، کیا بھلی بار اچھے گی ایسے کی بات میں۔ ایسی جاگا خبط نہ کھانا ایسی جاگا کچھ دل میں نا لیانا۔ ایسے ناپاک کی بات کوں نا پتیانا۔ نعوذ باللہ کس تی نا ندتے گھڑی میں کیس کوں خراب کرے۔ کافر خدا نا ترس، اس بی ایمانی سوں دنیا میں جیوے گا کتے برس۔ بیت:

تقصیر کیا ہے پکڑی منجے کس نشان سوں
غصہ ایتا کری سو بی ناحق گمان سوں

جاں گمان دھاں کہاں ایمان۔ حسن بی عجب تماشے کی دھن ہے، تماشے کا اس کا من ہے۔ نہیں جانتا ہوں کہ کیا کیا فامی، جو یکایک کری ایسی خامی۔ وو مہر وو پیار کیا ہوا، وو ناز وو غمزا وو بات وو گفتار کیا ہوا۔ وو دل داشتی وو دلداری کیا ہوئی، وو آشتی وو یاری کیا ہوئی۔ فرد:

ہوئی بیگانگی یو آشنائی گیا ملنا پڑی آ کر جدائی

وو چپنا کیا ہوا، وو ترسنا وو تپنا کیا ہوا۔ وو یاری ہور یو بیزاری جوں وجہی صاحب درد، اپنے زمانے کا فرد، کیا ہے کہ:۔

ہر کہ را من یار کردم او بمن اغیار گشت
کیست ہیچو دوست کو آخر بمن دشمن نشد

منجے بہت لگتا ہے اس بھار عجب، عجب عجب ھزار عجب۔ عورت عجب ہے شکر، وے اس شکر میں تمام بھرے ھیں مکر۔ بولے ھیں کہ شر شیطانی تی مکر زنان تی خدا اپنی پناہ میں رکھے، یو دونوں بلایاں ھیں اس بلایاں کوں کون جیت سکے۔ انوکوں کو سمجھانے کس عاقل کوں نہیں بل، نادان ذات انو کوں تلوے میں عقل۔ سمجکر نہیں کرتیاں کام، کھول بولے بی نہیں ھوتا فام۔ یو قوم بہت جاھل، کم عقلی انوکوں ھوئی ہے حائل۔ انو گھر میں اچھ ایتی عقل دھرنا اتاں بچارے مرداں چار مرداں میں پھرتے انو کیا کرنا۔ اپنی عقل میں کہیں ماتیاں نہیں مرداں کوں خاطر میں بیاتیاں نہیں۔ یو کیا دنیا میں عورتاں ھر کر آئیاں ھیں یو عورتاں نہیں خدا کیاں بلایاں ھیں۔ گھر میں اچھکر ایتا غلبلا کرتیاں، اگر یو بھار نکلتیاں تو کیا بلا کرتیاں۔ ایسچ تی خدا انو کوں چھپایا، گھر میں تی بھار نکو نکلنے دیو کر فرمایا۔ اگر گھر میں تی انو کا پانوں بھار پڑے خدا جانے بچارے مرداں پر کیا کیا واقعہ گھڑے۔ گھر میں انو کوں یوں چھپاتے، جو شیطاناں کوں شیشے میں بھاتے۔ انو کی عقل کا دیکھو پھیر، چار باتاں سوں لھوا مارتیا اچھے گا جو مرد وو بی انو کا زیر۔ جانتیاں عقل ادھر یچ ہے اپے ھیں جدھر اپی عقل کے آنگے دسرے کی عقل کدھر۔ فرد

کتا ناداں کوں کوئی بات سمجھائے — جسے نیں فام کیوں وو فام تی پائے

دعوی بڑا عقل نھنی، سر شبتیچہ انوں کی یوں بنی۔ ایتاں کیا کوئی عقل پاوے گی، جے سو کیا طبعیت کاں جاوے گی۔ قصہ پونچ ہے، انو کا رضا پونچ ہے۔ فرد

انکھیاں کوں مینچ لے دن رات کرتیاں — عقل نئیں ھور عقل کی بات کرتیاں

وے جو عورتاں عقل پر قادر ھیں، وو بہت نادر ہیں۔ خوبی دیکھ مزاراں

میں ایک نیک زناں ، انوچہ کوں کتے ہیں گن ونت دھنیاں ۔ انوچہ کوں کتے ھیں بھی استریاں ھیں ، جنو دنیا میں ناؤں کریاں ہیں ، نہیں تو و نبیاں عورتاں بھریاں ہیں ۔ جوں فاطمہ سام ، جنو پر اعتقاد دھرتے دنیاں تمام ۔ جنو دائم خدا سے مل رہتے ، جنو کوں معراج ھوی کتے ۔ جیوں خدیجہ کبریٰ ھور عیسیٰ کی ماں مریم ، جنوں سوں خدا ہمراز جنوں سوں خدا ہمدم ۔ واجب ہے خوباں کی خوبی کناں ، دنیا میں نیک مرداں کیے ھیں یا نیک زناں ۔ جوں بی بی رابعہ بصری ، کوئی ولی نہیں ھوا انو کے برابر انو کا ہم عصری ۔ جس ولی کوں خدا کی سمجھ میں پڑتا خلل توحید کا نکتہ انو پاس آکرتا حل ۔ بایزید ، شبلی ، جنید ، ھم ادھم ، انو کے حضور کوئی نہیں اچلتے تھے دم ۔ سب ولی ہوتے تھے حیران ، جو انو کرتے توحید کا بیان جیتے خدا کے دوست خدا کوں پچھانتے ھیں ، سب بی بی رابعہ کوں بڑے ھیں کر مانتے ہیں ۔ دنیا میں ایسیاں بی بیاں بی ھویاں ھیں ، انوں آجنوں بی جیتیاں معیں نہیں مویاں ھیں ۔ جوں فاطمہ نبی سوں ہمدم ، خدا کے راز میں محرم ، کون مرد انو کے مراتب کوں آیا ، کون مرد انو کا مراتب پایا ۔ سب ھوئے مات ، اتاں کیا ہے یاں بات ۔ حقیقت ہے دور دراز ، بھی میانے میاں آیا مجاز ۔

بارے القصہ دو غیر من ملیب تی کاڑی بیر ۔ دل کی یو خواری ، یو زاری تلملنا یو جلنا دیکھ کیا جانے کیا دل میں لیا ی ، دل پر بہت مہر آئی ، اپنے کام تی آے پچتا ی ، جیفی کھای ۔ کہ دل تی بچھڑا ی دل کی محبوب ، یو کام اے کچھ نہیں کری خوب ادھر یو دل کلکلاتا ، ادھر وو حسن کلکلاتی ۔ کیا جانے بھی کدھر کی بلا کدھر آتی ۔ غیر کا اثر یا روس ، کتیک وقت اگن بولی افسوس افسوس ۔ خاطر قرار کر ، اپس میں کچھ بچار کر ، حسن دھن من موھن جگ جیون کنے یک رقعہ لکھ بھیجی اس مضمون سوں ، اگر

توں منج پر غصہ کری ہے تو میرا گناہ ہے ، غصے کا کٹھار ہے ، ولے دل بے گناہ ہے پاک ہے دل تی توں کیوں یوں بیزار ہے ۔ فرد :

عیب تی غیر کوں مہر آ لی   دل کوں دیکھ ترس دل اوپر لیائی

میں تیری صورت ہوکر کھڑی ، تو دل کوں بھر کی پڑی تو دل اس بے ہوشی میں ہوا راضی ، دل کیا جانتا میری دغابازی ۔ دل بے ہوش تھا ، اپس تی اپے فراموش تھا ۔ مست پر گناہ لازم کرنا درست نہیں ہے ۔ مست پر اپنا کپٹ دھرنا درست نہیں ہے ۔ جاں دل صاف ہے ، واں مست ہور سوتے کا گناہ معاف ہے ۔ دل عاشق صادق ہے یوں بدنام ہرگز نا ہوتا ، دو اگر ہوشیار اچھتا تو یو کام ہرگز نا ہوتا ۔ اپے اپس کے پردے کوں کھولی ، اپے اپنا گناہ سب آپ بولی ۔ مست جانو سوتا ، مست کیا جانے کیا ہوتا ۔ دل کی غرض تجھ سو پنج ہے ، دل کے دل میں تو پنج ہے ۔ انے پکڑیا تھا خاموشی ، پیا تھا دارو بے ہوشی ۔ دل تھا بچارا بے خبر ، یو سب تھا میرا مکر ۔ میں تیری بی گناہ گار ہوں دل کی بی گناہ گار ہوں ، بڑا گناہ کری ہوں تم دونوں کی شرمسار ہوں ۔ میں پاپ بہوت کی ، دونو کوں بی دغا دی دونو کی محبت میں خلل بچائی ، ایکس تی ایکس کوں بچھڑا دی ۔ اتال تیرا کرم کر تیرا دل صاف رکھ ، میں گناہ کری ہوں مجھے بخش معاف رکھ ۔ فرد :

گناہ کوں بخشنا کیا کچھ منا ہے   گناہ بخشو کہے تو بخشنا ہے

توں چتر توں چونسار تجے سب فام ہے ، گناہ گار کوں گناہ بخشنا بہت بڑا کام ہے ۔ تین گناہ خدا بی بخشتا ہے تو توں آدم ہے ، میرا گناہ میں تو سب تیرے حضور کی اتال تیرا کرم ہے جس دھن سن موھن جگ جیون اس رقعے میں تی یو مضمون سن ، ایسی بات چن ، ھات تی گئی ، بات تی گئی ، بے ہوش ہو پڑی ، سینہ کوٹے

کوٹ لینے لگی گھڑی گھڑی - بہت چڑ بھری، کسے کچھ کہہ نا سکی - حیرت تی داتاں تلیں انگلی رکھی، اپنے فعل تی آپے لاجی، بھی بھر لگی محتاجی - تقصیر تو سگلا ھوا. ولے عشق اتاں اول تی بی اگلا ھوا - بیت:

دل کوں ناحق دیتی جفا میں بھائی نیں سمجھ کر غصہ کری پچتائی

میرے کاماں تیچہ دل منج تی پڑیا دور، دل کوں ایتاں موں کیا دیکھلاؤں میں دل کی بہت ھوں شرم حضور - میں دل کی خدمت گار ہوں، دل منجے بچیگا تو میں بے اختیار رھوں - وہ میرا منجے اس کی آس، میں باندی ھو کر اچھوں گی اس کے پاس جیتا ھوا بی عورت جات کا ندان میں کی رھن ھاری، اس پر دغنے کوں کیا کرے گی بچاری - جھل تی چلی میں جھل بھری، اتنا جو کی جو بات تحقیق نہیں کری - غصے کوں مارنا تھا، کسی سوں بچارنا تھا - ھر ایک کام کوں چار جنیا سوں مشورت کرنا، مشورت میں بہت فائدہ ھے عاقل نے مشورت نا بسرنا - اگر ایس تی یو بات میں ناپاتی، اس چار جنیاں میں ایکس کوں تو بی عقل آتی - کوئی تو بی کچھ کتا البتہ چپ نا رھتا - بات اس حد لگن نا انپڑتی، یو شرمندہ گی سر پر نا پڑتی - چار جنے چار بات بولتے، بات کا معنی کھولتے، اگر ایس کو کچھ خوب عقل آئی تو بہہ تیچہ خوب یو تو بہو تیچہ اپروپ - کسی کی عقل میں تی بی کچھ کاڑ کر دیکھنا کچھ برا نہیں ھے، یو پردہ بھی پھاڑ کر دیکھنا برا نہیں ھے - یہاں بی یک آدھے وقت کچھ دس آتا ھے یہاں بی کچھ دھنڈے تو کچھ پایا جاتا ھے - جیتا عقل کی قوت اچھے بھی مشورت درکار ھے - مشورت امداد ھر کار ھے - اما بعضے کتیک مصلحت ایسی نازک ھے دھاں مشورت کام نہیں آتی، مشورت دھاں خلل بھاتی، کہ جوں فارسی میں کتا ھے کہ توں عاقل ھے تو یو بات سن مشورت یک بلا لاتی - مصرع:

زنا محرم چہ غم داری حذر از یار محرم کن

بلکہ اس حد لگن ۔ بیت :

راز دل را بدل خویش کہ پنہاں کردم
منکہ آہستہ بخود گفتم و نقصاں کردم

جاں مشورت نا کرنا وہاں مشورت کرنے گئے تو کچھ کا کچھ ہوتا، رچ کا کام سب بے رچ ہوتا ۔ کیتیاں باتاں ہیں جو کسی پاس کھینچ کیا نہیں، اپنے دل میں رہتیاں دسرے کے پاس رھینچ کیاں نہیں ۔ میں ایسے ہور اپنا خدا چہ جانتا دسرے کے خیال کوں وہاں گزر نہیں دسرا دو بات نہیں پچھانتا ۔

بارے القصہ حسن دھن من موھن کہی کہ جد تھاں تی جو کوئی دنیا میں آیا اچھے گا عجب ہے جو کوئی ایسا دغا کھایا اچھے گا ۔ دراصل اپے عورت کی ذات، مرداں دغا کھاتے ہیں عورت دغا کھائے تو کیا بڑی بات ۔ فرد :

چھند بھری یو عجب ہے من کھاتی دل دکھا کر بھی دل کوں پھسلاتی

حسن نار نے دل کے سنگار نے دیدیاں کے آدھار نے بھی دل کنے ہزار ہزار اشتیاق ہزار ہزار فراق سوں کتابت لکھی، اپنے احوال کی حکایت لکھی ۔

دونو نے دونوں کا دیکھے مایا بھی سوال کھانے کا وقت آیا

اس کتابت کا مضمون یو تھا کہ خدا کی خدائی کی سوں تیری جدائی کی سوں تیرے اشتیاق کی سوں، تیرے فراق کی سوں، تیری مروت کی سوں، تیری محبت کی سوں، تیرے جلنے کی سوں، تیرے تلملنے کی سوں، تیرے وصال کی امیدواری کی سوں، تیری یاری کی سوں، تیرے آفتاب جیسے موں کی سوں، تیرے کرناں جیسے روں کی سوں، تیرے بادل جیسے بالاں کی سوں، تیرے چاند جیسے گالاں کی سوں تیرے تارے ویسے نیناں کی سوں، تیری شکر ویسی بتیاں کی سوں، تیرے ادھر کی سوں، تیری کمر کی سوں، تیرے دھن کی سوں، تیرے بدن کی سوں، تیرے

نانوں کی سوں، تیری چھانوں کی سوں کہ توں تحقیق جان اے یار میرا گناہ کچھ نہیں اس خاطر کہ یو بلا غیر نے بسائی یو آگ غیر نے سلگائی۔ میں عاشق بھی کیا کروں کہیا گیا منجہ تی نہیں رکھیا گیا منجے بی جھل آئی یو بلا محبت میں آپس پر اپے بیائی۔ توں بی عاشق ہے جانتا ہے عشق کی ادکل جان محبت ہے واں کیا بلا کرتی ہے جھل۔ خدا نہ جھلکا دے جھل کا جھلکار، اپس کوں مار لیتے نہیں آتی عار، اتال دوسرے کوں مارتے کیتی بار۔ عشق کی بری ادکل جتنی محبت اُتنی جھل۔ جس محبت کو جھل نہیں اس محبت کو بل نہیں۔ جھل تی معشوق بہت آتی یاد، جھل سوں باندے ہیں عشق کی بنیاد۔ محبت جھاڑ جھل پھول، پھول بغیر جھاڑ کیا دے گا مقبول۔ جاں محبت ہے واں جھل آتی، جاں محبت نہیں وھاں جھل کاہے کوں جاتی۔ فرد :

یاد آتیاں ملے سو دو دیاتاں
دل کوں سمجا نے کیاں کری باتاں

ایسے نقش نگار سوں، بہت پیار سوں، کتابت اپنے خیال کے سات بھیجی راتیں رات بھیجی۔ خیال، جس کی بادتی اگلی چال، فی الحال، اس ہجراں کے کوٹ میں جا کر، اس محبت کے میدان کے کوٹ میں جا کر، دل کوں عاشق کامل کوں، یو کتابت اپڑایا، زبان سوں بی بولیا، جو کچھ زبان میں آیا۔ اتال دل دل نا سنبھال حسن کی کتابت دیکھ آھاں سوں سینہ حالیا، انکھیاں میں تی لہو کے انجھو ڈھالیا۔ بیت :

پڑن رقعہ دیا دل جیو کے سات
کتابت کوں کہتے آدھا ملاقات

عربی میں یوں آئی ہے بات، کہ المکتوب نصف الملاقات۔ اپس میں

اپی فکر کریا، بھی اس میں کیا مکر ہے کر ڈویا ۔ دل دو چیتا، دود کا جلیا چاچھ پھونک پیتا ۔ کہیا وو غصہ کیا تھا یو پیار کیا ہے، ایسے پیار کوں اعتبار کیا جے ۔ ایسے پیار کوں کون پتیا وے، ایسے پیار تی یک ادھے وقت جیو جا وے ۔ رقعہ کھول پڑیا، اپنا ہاتھ اپی لڑیا کہیا غیر پر ہزار ہزار لعنت یو دغا بازی کرنے کا کون وقت ۔ اے تو ایک بلا ہو آئی تھی ناپاک نے جیو پہ لیائی تھی ۔ بیت:

کدھرتی آکہاں جا مبتلا تھی
نہ تھی بو غیر غیرت کیا بلا تھی

یہاں نہ غیر کا وقت تھا، بارے خیر کا وقت تھا ۔ میرے دل میں ہور شک حسن کے دل میں ہور گمان، یہاں قصہ کچھ کا کچھ ہوا میانے میان ۔ بیت:

جیتی ہمت جتی فکر اب دھرے گا
خدا کے کھیل یاں کوئی کیا کرے گا

دل بی سمجھا کر گناہ حسن کا نہیں، معشوق جو اتنا منگتے سو بے سبب بیزار ہوتے ہیں کہیں ۔ گناہ اس حرام زادی بدبخت کا ہے، گناہ اس پاپن نے رحم دل سخت کا ہے ۔ ولے بختا چھنال، بہت نازک چلی چال، مکر یا لیں بال، کام خام نہیں ہونے دی، جس سوں کام کری اُسے بی خام نہیں ہونے دی ۔ حسن کوں ٹالی رکھوالاں کون بی اچھالی ۔ جھگڑے کا جھگڑا لیائی جھگڑا لا کر بی دونوں کوں ملائی ۔ فرد:

یو بلا ہے بری قہر کی جائی　　　مگر اپنا کمال کون انپڑائی

عجب حکایت کی دھات ہے، یو تواریخ میں لکھنے کی بات ہے ۔ یو اس کا کچھ کا کچھ ہے خیال، ایسے سوں کوئی کیوں رکھے اپسے سنبھال ۔ چوری ایلاڑ

ہے یو کام چوری تی بی پیلاڑ ہے۔ فرد :

ایسے چلنتاں میں کوئی اگر آوے گر فرشتہ اچھے دغا کھاوے

جیوں توڑے تیوں سانڈے، جیوں کھولے تیوں باندے۔ دل صاف کرنا ہے، ایسی چھناں کوں گناہ معاف کرنا ہے۔ دل نے عاقل نے کامل نے واصل نے، حسن دھن من موہن جگ جیون کوں لکھیا کہ تیری خوبی کی سوں تیری محبوبی کی سوں، تیری مطلوبی کی سوں، تیرے مکھ مقبول کی سوں، تیرے کیس پھول کی سوں، تیری نت کی سوں۔ تیرے ست کی سوں۔ تیری متوالی انکھ کی سوں، قبول صورت ناک کی سوں، تیرے اس نازک نرم لعل ھونٹاں کی سوں تیرے ھاتاں کی مہندی لگائی سو اس رنگیلے بوٹاں کی سوں۔ تیرے نباتاں ولیسے دانتاں کی سوں، تیری ابلوچ ویسی باتاں کی سوں۔ تیرے پھولاں ولیسے ھاتاں کی سوں، تیری زلفاں کے تاراں کی سوں، تیرے گلے کے ھاراں کی سوں، تیرے چاند ولیسے جوبن کی سوں، تیرے چندنی سار کے جھلکتے تن کی سوں۔ تیری شترے ویسی کمر کی سوں، تیری اژدھا ویسی زر کمر کی سوں تیری رانا کی سوں، تیری ساق کی سوں، تیرے شوق ھور اشتیاق کی سوں تیرے پانوں کی سوں۔ توں چلتی ہے سو اس تیرے پاؤں تلے کے ٹھانوں کی سوں۔ فرد :

عشق اب مرتبہ ادپر آیا کس لطافت سوں دل نے سوں کھایا

تیرے کنٹھ کی سوں، تیرے کنٹھ مال کی سوں، تیری ٹھڈی کی سوں تیرے گال کی سوں، تیری نازاں بھری چال کی سوں، تیرے گھنگروالے بال کی سوں، تیری قبول صورتی کی سوں تیری مدن مورتی کی سوں، تیری دغا کی سوں، تیری جفا کی سوں۔ کہ جو میں یو رقعہ پڑیاں تو سو حصہ اگلا منجے بت کا اثر

چڑیا۔ کہ یہاں نہ گناہ تیرا ہے، نہ کچھ تقصیر میرا ہے۔ بیت:

دو جنیاں میں جو کوئی جدائی بھائے　　اس اوپر بھی جدائی کیوں نا آئے

اتنا کری سو یو غیر، اتاں جان دی یو بیر۔ جوں ہمیں اپنی محبت میں اڑی تھی تیوں وو اڑو، ہماری جدائی کا یو کلکلاٹ اس پر پڑو۔ اتاں خدا جانتا ہے کہ میرا دل تیرے باب بہت ہے صاف، میرے دل میں تیرے باب نہیں کچھ خلاف۔ اگر سچ پوچھے گی تو اے من موہن پری، اتنا سب تو نچہ کری۔ اگر توں خیال ہور نظر وفا ہور تبسم کوں کہکر منجے دار دیئے بے ہوشی نا پڑتی، تو منج پر ہور تجہ پر ایتی بلا کی آتی۔ توں کرنے گئی چھند، غیر نے وہاں اپس کوں کری بند۔ ایسچہ تی کتے ہیں کہ عورت ناقص عقل ہے یو قدیم نقل ہے۔ جیتا عقل مند ہوئی تو بی عورت کی ذات، کیا اعتبار ہے عورت کی بات۔ عورت اپنے گھر دار کوں خوب ہے۔ عورت ساگ بھڑی لبوار کوں خوب ہے۔ گھر کا دھندا اس کا کام ہے، لبعض دھندے کا اسے کیا فام ہے۔ چار باتاں کرنے تی دور اندیشی ہوتی ہے، ادھر اُدھر کہانی حکایتاں کرنے تی دور اندیشی ہوتی ہے۔ پیش بینی عورتاں کتیاں کہ جینا بہت مشکل کہ جوں جیتے، جنوں کوں عاقل کتے، ویسے علاقاں اس دریا میں غوطے کھائے ہیں، کوی موتی پائے ہیں، کوئی خالی حالت آئے ہیں۔ عورت کی ذات حزارا یس کوں پنوائے تو کیا ہوا، بھولے جو کے یک آدھی بات آئی تو کیا ہوا۔ گھر کی رہن ہاری، گھر کا خبرا سے معلوم بھار کے کاماں کیا جانتی بچاری۔ محبوب کی بات، پھول کا پات، کملائتے بار نئیں، باس نکل جاتے بار نہیں۔ باؤ بارا اس باؤ بارے پر کیوں کرنا پتیارا۔ دانش مند جو کچھ اپے جانتا سو جانتا یو بی محبوب ہے، محبوب کی بر ایک بات سنتا تو گزرانتا۔ عورت خوب عورتاں میں جس کی رقوم، وو تو النادر کالمعدوم۔ جس کوں خدا دیا مان، جس کوں خدا

کا دصیان ، جس کوں خدا کی پچھان ، جس کا روشن ایمان ، جس کا بڑا گیان چتر سگھڑ سجان - بارے دل کہیا ، قصہ عجب کھڑیا ، چور پر مور پڑیا - توں اگر اس وصال کے چھجے پر آکر سوتی ، تو اس غیر کوں فرصت کہاں تی ھوتی ۔ ھوشیاری سوں بلاتی ، تو اس غیر کے ھات تی کی دغا کھاتی - فرد :

کسے کیا بولنا کسے کیا کام اپنی بد سوں کئے سو توں یو کام

اما جیتے اس معاملے میں رہتے ہیں ، اس قصے میں یوں کہتے ھیں - کہ عقل بادشاہ جو شکست کھایا ، پھر کر شہر بدن میں آیا ، خدا جانے کدھر جا موں چھپایا - دل تیر کھا اڑیا ، جھگڑے میں گھوڑے پر تی پڑیا ۔ ھور صبر کہ عقل کا سر لشکر تھا ، بہت دلاور تھا ، جو عشق کے لشکر تی موڑ کھایا ، شہر ھدایت کوں آیا - ھمت کوں بولیا کہ دل تو زخمی ھو کر پڑیا ، حسن کے ھات چڑیا ، عقل شکست کھا کر تائب ھوا ، خدا جانے کدھر غائب ھوا - جو کچھ قضا تھی سو ھوئی ، خدا کی رضا تھی سو ھوئی - ھمت نے ، پر معرفت نے ، سر دھن کر کہیا کہ عقل کا منج پر حق بہت ہے ، مطلق بہت ھے - شرط یاری یوں ھے . روش دوست داری یوں ھے کہ اس وقت عقل ھور دل کی خبر لینا انوں کیوں تقوا دینا - بیت :

جس پر جو کوئی پیار رکھتا ھے

حق یاری وو یار رکھتا ھے

کیا جانے انو کا کیا حال ھے ، اجھوں کون کون ان کے دنبال ھے بارے اس وقت کچھ یاری کریں ، مددگاری کریں - کچھ نیک و بد ھوا اچھے گا تو ، کام زدہ ھوا اچھے گا تو ، معاملہ برد ھوا اچھے گا تو ، عشق کے لشکر سوں بی پھر کر جھگڑا کریں ، رگڑا کریں ، یک ناتوں کریں ماریں یا مریں

ہمت یو بات کر تھوا ھات کر، اپنا لشکر مستعد کیا حضور تی ایک ایک کی گنتی لیا، چاروں طرف تی اُٹھیاں فوجاں، جانو تہر کے دریا کی موجاں شہر دیدار کی طرف چلیا، عجائب گلزار طرف چلیا، جانو ڈونگر چلیا، بھاریں بھار خلق کھلبلیا۔ کتیک دیساں کوں قامت کے بوستاں میں آیا، بھائی کوں عقل ھور دل کا احوال پوچھیا گلے لایا۔ فرد:

بعضے یاراں تی جیو ھے بے زار
وقت پر آ کھڑا رھیا سو یار

قامت بولیا کہ اے ہمت، تو خوب یو پوچھیا بجز ہزار رحمت آدمی کی ذات میں اتنی اچھنا اصالت نیں تو اصیل ھور کم ذات میں کیا فرق، بھلے ھور برے کی بات میں کیا فرق۔ بے وفا ھور وفادار کوں کیوں کر جاننا، یار ھور اغیار کو کیونکر جاننا۔ ایمان کا آدمی ھور بے ایمان کا آدمی یہا نچہ دستا ھے، نشان کا آدمی ھور بے نشان کا آدمی یہا نچہ دستا ھے۔ عقل بادشاہ نے ایتیاں کوں لیا دیا، کھلایا پلایا، ولے اس وقت اُسے پوچھنے تجہ بغیر یہاں کون آیا۔ جوں اس کی خاطر تیرا دل تملیا، تیوں دوسرے کا دل نہیں جلیا۔ جوں اس کی خاطر توں جلیا، تیوں دوسرا نہیں تلملیا۔ ایتا ئی کیا پوچھنا اس کا حال آج یک سال ھے، کہ دل ہجراں کے کوٹ میں بہت بدحال ھے ھور عقل بی شہر بدن کوں گیا ھے، اپنے قدیم وطن کوں گیا ھے۔ عشق کا بہت لشکر ھے، عشق بہت زور آور ھے۔ عشق سوں جیتا کوئی لڑیگا پورا نا پڑے گا۔ عشق سوں مل چلے تو جہ نفا ھے، نہیں تو بہت جفا ھے۔ عشق تی لڑ کر کیا کیا، جھگڑ کر کیا کیا۔ اپس کوں خراب کیا، اپنا لشکر خراب

کیا، اپنا گھر خراب کیا، لڑکر کیا پایا، اپنا بھرم گنوایا۔ شرم کوں بول لایا، خدا کی خلق کوں دکھایا، بہت آخر پچتایا۔ ضرور کوں لڑنا کہیں کہے ہیں، ضرور کوں جھگڑنا کہیں کہے ہیں۔ بیت:

عقل سو لڑا اول عقل سوں بچار عقل جاں نا چلے وہاں تروار

عاقلاں نے بی یوں کئے، کہ آخر الدوا الکے۔ یعنی جو درد داروتی خوب نہیں ہوتا اُسے داغ دینا، یو بات اتی کہے کہ اس بات تی کوئی کچھ پند لینا۔ ایک بات ہے میری فام کر، جتنا سکے گا اُتنا دوستی سوں کام کر۔ عشق بہت بڑا پادشاہ زور آور، سچ سوں لڑ عقل تے نکو پڑ ٹک ملاحظہ کر۔ فارسی میں کتا ہے۔ فرد:

ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد چناں افتد کہ ہرگز بر نخیزد

ضرور کوں جیو پر آئے تو کوئی ہوئے پر ہات بھانا جیو پہ ہوئے پر ہات بھانا، نیں سو بلا جیو پر لیانا۔ یو کیا فام ہے، یو کیا کام ہے۔ توں لڑے گا ہمت ہے، ولے اس کام میں بہت زحمت ہے۔ اس فام میں نکو پڑ، نکو لڑ، نکو جھگڑ۔ صلح سوں کام کرنا ہوئے تو لڑنا۔ تدبیر نا چلے تو جھگڑنا۔ خدا نے عقل دیا ہے فام، جو کچھ عقل میں درست آتا دخوب ہے کام۔ یو عقل تھا اُسے کیوں بھایا، غیر مستعدی سوں عشق پر چل کر آیا۔ ایتا عاقل تھا، ولے خوب لوگاں ملانے تی غافل تھا اگر خوب لوگاں ملاتا تو کچھ تو بھی آسودگی ہوتی ایتا جفا نا پاتا۔ توں بی لڑنے منگتا ہے ہمت ہے لڑے گا دلاور ہے نر ہے، ولے اس لڑنے تی نا لڑے تو بہتر ہے۔ یکایک جھگڑنے کی نکو کر فام، شاید جھگڑنے تی صلح توں بہتر ہوے کام۔ لڑائی کوں نکو کر بہت اضطراب بہوتاں، کا ہوئے گا گھر خراب۔ توں ایک جیو تیرا تو

سہل ہے اپنا عالم پر بلا بھا نا جہل ہے۔ عشق کا لشکر بہت بے نہایت جدہر دیکھیں گے اُدھر اس کی ولایت - فرد :-

عقل کرتی ہے سب اتا یو بچار
لڑکے مرنے کوں کیا ہے کیتی بار

اتنے اتنے کوں لڑنے کی جیٹ خوب نہیں، بہو تیچہ آپ خودی بہو جیٹ خوب نہیں۔ بڑے ڈونگر پر نھنا ڈونگر پڑے پھترتی بھتر جدا ہوئے نھنا ڈونگر بالو ہو کر سب جھڑے۔ میری بات توں نام کر، توں تو ہمت ہے دے ہنر سوں کچھ کام کر۔ لا علاجی پر کیا نھنا کیا بڑا، واں خدا سب جا گا حاضر کھڑا۔ وقت پر خدا تھوڑیاں کے ادھر ہوتا ہے، اعتقاد جوڑیاں کے اُدھر ہوتا ہے۔ دو بات جدا ہے، پچھیں خدا ہے۔ رست میں پیٹ رگڑ کر سول اٹھانا، عاقل ہور یو کام کیا مانا۔ عقل ہور ہمت دونوں مل کر کچھ کام کرتا ہے، جاں یکیلے ہمتیچہ ہے عقل نہیں واں مرتا حافظ کتا ہے فرد :-

حسنت باتفاق ملاحت جہاں گرفت
آرے باتفاق جہاں می تواں گرفت

اپتاں تدبیر اس کی یو ہے کہ عشقیچہ سوں عشق لانا، عشقیچہ کوں سمجھانا، عشقیچہ کوں اپنا کرنا، عشقیچہ کوں منانا۔ عشق کوں اپس سوں راضی کر لینا، اپنی بیتیں بازی کر لینا۔ اگر عشق کنے یوں التجا لیائے گا، عشق بہت بڑا بادشاہ تیری مراد کوں تجھے انپڑ لئے گا، توں اپنی مراد پائے گا۔ عشق کوں بہت بھائے گا بہت خوش آئے گا۔ دوستی سوں بیتیں آنا کچھ عیب نہیں ہے، جوں خویشاں سوں خویش آنا کچھ عیب نہیں ہے۔ دنیا میں آشنائی ہور مروت بی اچھنی

ہے، بھر پور محبت ہی اچھتی ہے۔ اگر کوئی بڑے کی ادب رکھیا تو بھنا نہیں ہوتا، نیں رکھیا تو کسی کے کام ہیں منا نہیں ہوتا۔ بڑیاں کی ادب رکھنا اپنی بڑائی ہے، بو بڑیاں تی آئی ہے، بو بڑائی بھناں کوں بڑیاں کوں سب کوں بھائی ہے۔ بیت :۔

عشق سوں کچھ علاج چلتا نہیں
عشق سوں صلح باج چلتا نہیں

عشق جاگتا، ہرگز نیں سوتا، عشق صاحب قدرت عشق تی سب کچھ ہوتا۔ ہمت کہیا جو کوئی مرد ہے وو لڑ نہارا چہ ہے، دشمن پر جا کر لڑ نہارا چہ ہے۔ لڑ نیچ پر آیا تو کیا پیچھے جاتا ہے۔ وے قامت کا اندیشہ مجھے بہت بھاتا ہے۔ قامت بہت عقلمند ہے۔ قامت کنے بہت عقل کا بند ہے۔ جو کچھ قامت کہیا سب وو پسند ہے۔ قامت ہمت کا بھائی، قامت کی نصیحت ہمت کی خاطر آئی۔ ہمت لشکر سب اپنا قامت کنے چھوڑ دیا قامت کے کہے پر عشق سوں عشق جوڑیا۔ ہمت دانش میں آکر، دنیا کا عالم خاطر لیا کر عشق سوں ملیا جا کر۔ دل کا کپٹ دور کیا ہٹ دور کیا۔ عشق پر عتقاد لیایا عشق کوں بہت بھایا عشق نے ہمت کوں گلے لایا۔ عشق کوں ہمت پر بہت مہر آئی۔ یہی بات سب کے بھائی۔ رہنے کو عجائب نادر ایک جاگا دیا بہت تواضع بہت تعظیم کیا۔ بات کی ماندگی جیری تھی سو اس کا اتار ہوا، ہمت کا دل جمع خاطر قرار ہوا۔ فرد :۔

عشق و ہمت یو دو ملے جس ٹھار
کام کرتا تمام واں کرتار

پچھیں عشق نے اسے ایک رات خلوت میں بلایا، ہمت نے کئی

باتاں اِدھر اُدھر کیاں جدھر تدبیر کیاں سنایا۔ اس باتاں ایں عقل ہور دل کی بی بات لیا یا، ہور اس وضا سوں خاطر نشاں کیا ہور یوں سمجایا، کہ عشق بہت خوش ہو کر راضی ہوا عشق کوں بہت خوش آیا۔ آخر قرار یوں ہوا اسلار یوں ہوا کہ عشق بادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کے گھر کی عقل گھس۔ وزیری کی دیناسب پر امیری دینا۔ عشق جیسے پادشاہ کوں عقل جیسا وزیر ہونا۔ اس آفتاب کوں ایسا بدر منیر ہونا، ایسا صاحب ضمیر ہونا، ایسا صاحب تدبیر ہونا۔ دلاور لوگاں کی صحبت نہیں بھائی بادشاہی جاکہ وزیری آئی۔ وہم نے ہانکاں مار مار دکھلایا راہ، عقل نہیں چلیا وہم کا کیا گناہ، جاں بادشاہی ہے واں دلاور لوگاں بہت درکار ہیں، دلاور لوگ ایک وقت کے یار ہیں یاری سوں آخر جوں تیوں بہت سے کام کیا، عقل کی قدرت عقل کی عقل خام کیا۔ خیر سوں گزر اپنا اپنا نام کیا۔ اگر دے دعوا نا جاتا تو کیا جانے عقل پر کیا دکھ آتا۔ جیونے پاتا یا نپاتا۔

فرد:۔
کام کر نیں سکیا عقل کا پھیر
عشق آخر کیا عقل کوں زیر

عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ نے اپنے مہر خورشید چہر سر لشکر کوں، دلاور تر کوں فرمایا کہ شہر بدن کوں بیگ جا ہور عقل کوں بہت دلاسا دے کر، بہت دل ہات لے کر عزت سوں حرمت سوں مہر سوں محبت سوں مروت سوں سمجا کر منج لگ لے کر آ ہور کہہ کہ دل آزردہ نکو کر وقت پر نظر دھر۔ اے دنیا کدھیں زیر کدھیں زبر کدھیں تلے کدھیں اُپر۔ کدھیں پیش کدھیں پس کدھیں رس کدھیں بکس۔ اتیاں ہمنا تیا نا کچھ بات کا دغدغا دل میں نا لیا نا۔ تو ہمیں بھائی ہے، ہمنا تمنا میں کیا جدائی ہے۔ ہماری وزیری تیری پادشاہی تی کچھ کم نہیں، دل خوش رکھو کچھ غم نہیں، اس وزیری میں

بی عالم ہے، دنیا کا جینا ایک دم ہے۔ میرا ایک حکم ہے میانے، باقی
دولت کوں جانے۔ عذر ہرگز نا کرتا، بیگ ادھر رُخ دَھرنا۔ توجہ دھرنا۔
پھر یو بات سُن عشق کوں سجود تسلیم کر شہر بدن کوں روانہ ہوا، بہت بیگ بیگ
چلیا بہت بیگچہ جانا ہوا۔ عقل سوں ملاقات کیا۔ جو عشق کہیا تھا سو بات
کیا۔ عقل نے دل کا پوچھیا احوال، پھر نے کیا دل بی ہے خوش حال
تیرا بی بلند ہوا اقبال۔ کچھ غم نکو کر، الم نکو کر۔ کر اب آنند بڈھائی، تیری
مقصود حاصل ہوئی، مراد برآئی۔ عقل اندیش دیکھیا کر لشکر ٹوٹیا، بادشاہی
کا بند چھوٹیا۔ پھر رہنے کا سکت نہیں، تدبیر کوں بی گت نہیں۔ خلق پریشان
بیدل، کیس سوں ایک نہیں رہتی مل، کام ہو تیچہ ہوا ہے مشکل۔ ملک ب
پھوٹیا۔ لشکر کا اتفاق ٹوٹیا۔ ملک ہوا پراگندہ۔ صاحب ہو کر بیٹھیا ہر یک
بندہ۔ گھر گھر امیر گھر گھر راجہ ت گھر گھر تدبیر۔ ہر کوئی سرخود کوئی نہیں سنتا
کسی بد۔ جسے دیکھتا ہوں وو دل میں بدنیت دھرتا، نعماں سوں پکڑ دینے
کی فکر کرتا۔ عشق پادشاہ سوں بہت ڈرتا۔ لوگاں نے ایمان بدلاتے، دل
پہ بے ایمانی لاتے، حرام خوری پر آتے، نمک آج لگن حرام کھاتے۔ کس
مسلمان میں مسلمانی پنا نہیں رہیا، جب بے ایمان ہوئے ایمانی پنا نہیں سہیا
جیو بنے کتے تھے جو کام پڑے، وو دوست سب دشمن ہو کر کھڑے
ستارے نے امداد چھوڑیا فلک نے یاری توڑیا۔ اتال پھر پڑے بخت
اتال کاں کی پادشاہی کاں کا تخت۔ عشق سوں ملنیچہ میں نفا ہے۔ نہیں
تو ایک اپے کیا کہ سارے عالم پر جفا ہے۔ عشق کوں چھوڑے کتیں ٹھار
نہیں۔ عشق کوں چھوڑے تو آخر بھلی بار نہیں۔ کہیا بہت خوب اے واللہ
بسم اللہ۔ ہمیں دونوں مل جاویں، کیا کریں ضرور ہے عشق کیا فرماتا سو خاطر

۱؎ بسر خود

لیا دیں۔ عشق سوں ملاقات کریں، اپنے جیو کے بارے بات کریں۔ پیلاڑ جوں اچھے گی قضا، تیوں خدا کی رضا۔ پھر سرلشکر کے سنگات عقل بی بے اختیار ہو کر راتیں رات عشق کے حضور آیا، دیدے دیدار سوں لایا۔ دکھا دیا دست بوسی کیا۔ عشق کوں بی بہت بھایا، عشق نے بی عقل کوں گلے لایا۔ دلاسا دیا بہت بہت سمجھایا۔ کہا اتال ہیں بادشاہ توں وزیر، تیرے ہاتھ میں دیا اپنا ملک اپنی سب تدبیر۔ تجے بھاتی سو کر، تیری عقل میں آئے سو کر۔ میں مست ہوں لاؤبالی ہوں میری نگہبانی ہیں اچھو، میں بی بے پروا خیالی ہوں میری فکر زندگانی ہیں اچھو۔ میں ہور شراب راگ ہور محبوب، میں عشق ہوں منجے یوچ خوب۔ باقی کا دردسر توں جانے، یو دردسر منج لگ نکو دے آنے۔ منگتا ہوں اس دنیا میں دو دیس بے غم ہو بھوں، جوں پادشاہ عالم ہوں، تیوں پادشاہ عالم ہو اچھوں۔ کو لگ اس دنیا میں گرفتار ہو اچھنا، اپنے دل کی خوشی تی بیزار ہو اچھنا صبا اٹھ کر یو لوگاں کا کچاٹ، دل واز آیا ہے بہت پڑیا ہے اچاٹ۔ کس کس سوں جنگ کیں کیں سوں آشتی کروں، کیتاں کوں سمجاؤں کیتاں کی دلداشتی کروں۔ جنم یونچہ کیا برباد، نا دل کی خوشی نا خدا کا یاد۔ دیتی آرزو سوں دنیا میں آنا ہور تخت پر بیٹھ ادھر ادھر کا غم کھانا۔ جو خوشی جا دے ہور غم آ دے یاد، تو تخت پر بیٹھی کا کیا سواد۔ ایدھر کی بانگ اُدھر کا پکار، ملک میں غوغا ٹھار ہیں ٹھار۔ یو مغز خالی کرنا ہے، یو لوگاں کی حمالی کرنا ہے۔ تخت پر بیٹھے تو کیا بادشاہی آتی عیش و عشرت کی نانوں ہے بادشاہی۔ جنس جنس کی خبراں لیاتے ہیں تخت پر بیٹھے ہیں ہوا عالم عالم غم کھاتے ہیں۔ غم کھا کر پیٹ بھرے ایتاں خوشی کون کرے۔ دو دیس

کی دنیا بادشاہاں کے گھر میں دایم دھنگانا اچھنا، دایم ہنسنا کھیلنا لینا دینا پینا کھانا اچھنا، گانا بجانا اچھنا۔ گھر ایک جاترا ایک ہاٹ ہور رہنا، رات دیس تھمتاٹ ہور رہنا۔ ایک بات ہے تمام، اوّل خوشی بعد از ہر ایک کام۔ بادشاہ کا گھر بادشاہ کے جیسا دسنا۔ شمس کا پرتو قمر جیسا دستا۔ بادشاہ کے گھر میں کوئی آئے تو یوں اچھنا جانو میزبانی کوں آیا ہے، غم کوں بسر جاوے جانو شادمانی کوں آیا ہے، دنیا کی بہشت ہے بادشاہ کا گھر، نہ کہ بادشاہ کے گھر میں آئے بی دردسر یل مکدر۔ نیم ہور دھرم کی ناتوں بادشاہی ہے۔ بخشش ہور کرم کی ناتوں بادشاہی ہے۔ بادشاہی آتی تبے بادشاہی کر جاننا مشکل ہے۔ یوں جوں لشکری پنے کی جھڑتی دیتا تیوں بادشاہ بی بادشاہی کی جھڑتی دینا ہے، یعنی عدل ہور انصاف کرنا ہے۔ خلق کوں آسودہ رکھنا ہے، خلق کوں مراد کوں اپڑانا ہے، خلق کی دعا لینا ہے۔۔ خلق تی خدا نہیں ہے جدا کہیچہ ہیں کہ خدا با خلق خلق با خدا۔ بادشاہ اپنا دھونڈا دھونڈ اکر اپنا حق خلق پاس تی لے کر مال جوڑے گا، اگر یں جو کیا تو خلق بی برا بولے گا خلق کیا چھوڑے گا۔ اس تی کہیں ہیں کہ عدل انصاف کچھ خوب ہے ہر ایک کام صاف کچھ خوب ہے۔ حق یہ جو کچھ کئے وو سوادہے، وو ظلم نہیں عین داد ہے۔ خلیفہ یعنی خدا کی جاگا کا بیٹھن ہار، ہر ایک بات کوں حق کر کرنا پوچ بچار۔ جان تے بھنے اور ڑے کا ملاحظہ بانے میان آیا، پچھیں اسے کیوں کہنا خدا کا سایہ۔ جلنتے بادشاہ نے خدا کوں چھوڑ دسرے کوں ڈرایا۔ بادشاہی کا سوا بی گنوایا اپنا کام بی ضایع کریا۔ بادشاہ ہور دسرے کا ڈر، نزدیک کے لوگاں کوں جیو کا ضرر۔ بادشاہ جو اپنی بات پر قائم اچھے، نزدیک لوگاں کوں بی عزت دایم

لچے۔ اگر کوئی کس پر تہمت رچے کوئی کس پر بٹی بھانا، اس وقت
خدا کوں میانے میان لانا۔ البتہ دل مہربان ہوے گا، خلق پر کام آسان
ہوے گا یو خدا کا خلیفہ سا دِس آوے گا، اس کا چلنت بی خدا کوں بھلیگا
پادشاہاں جو ایک عہدہ کسی کوں دیتے ہیں، تو ہزار ہزار جنس سوں اسکی
خبر لیتے ہیں۔ خدا جو پادشاہاں کوں پادشاہی دیتا ہے خلق کوں کیوں
پالتے کر خبر نیں لیتا ہے جو پادشاہاں کوں اپنے عہدہ دار پاس تی حساب
لیتا ہے، تیوں وہاں بی انوں پر پیچ بچار ہے یک یک جواب دینا
ہے۔ یہاں حق چلنا حق پر دل دھرنا ہے، پادشاہی کرنا خدائی کرنا
ہے۔ پادشاہی بہت بڑا عمل ہے، سب عملاں میں اول ہے۔ پاک نیت
پادشاہاں کا کعبہ، عدل و انصاف پادشاہاں کا روزہ نماز، سخاوت
پادشاہاں کی حج سچ، دعاے خلق پادشاہاں کا عمر دراز۔ پاک نیت عدل
انصاف ہور سخاوت، یو پادشاہاں کی عبادت۔ وضو کر چار سجدے
کرنے ہر کوئی سکتا ہے، دلے عدل ہور انصاف ہور سخاوت کی قدرت
کون رکھتا ہے۔ پادشاہاں اپنی عبادت نا کر دسریاں کی عبادت کرتے
اپنی عبادت جو عرش پر سجدہ قبول پڑتا ہے سو بسرتے۔ پادشاہاں کوں
اگر عدل ہور انصاف ہور سخاوت پر نا اچھے دل تو ہاتھوں دھو کر چار
سجدے کرنے تی کیا حاصل۔ یو عبادت مسکیناں غریباں فقیراں کرنا، غماں
نامراداں بے کساں حقیراں کرنا۔ نہ کہ پادشاہاں اتنیچ پر اپنی عبادت نباڑنا
باقی کاماں تے ہاتھ جھاڑنا۔ اپنی خوشی کوں سجدے کریں گے تو کرو، دے
عبادت کہتے ہیں کر دل پر خیال نکو دھرو۔ جو دل مذکور ہوا کہ پادشاہاں
کی عبادت یعنی عدل انصاف ہور سخاوت۔ پادشاہاں مظہر اعظم ہیں، دنیا

یں بہت مکرم ہیں۔ انو کی عبادت انو کی ایسی اچھنا، نہ کہ بعضی خلق جیسی اچھنا پیاں بول کسی پرکیا دھرنا ہے۔ اپنا انصاف ابیچہ کرنا ہے۔ یو عبادت چار سجدے کر خلق کوں دکھلانا ہے، خدا ہور رسول کو پھسلانا ہے۔ وے انوں پھسلائے کیوں جاتے ہیں۔ ذرے ذرے کے حساب پر آتے ہیں۔ جو کوئی تبا دیویگا، سو حساب لکھنا لیوے گا۔ یو پادشاہی بی خدا کا ایک عہد اعمل ہے، یو عہد اعمل کیا آسان ہے بہت خلل ہے۔ جنوں کوں کچھ نہیں دیتے ہیں اپنی مشقت کر یک ٹکڑا کھاتے ہیں، آں بچاریاں پر بھی ہزار ہزار تقصیراں ہزار ہزار جفایاں۔ ہزار ہزار تغادے لیاتے ہیں۔ یو خدا کا کارخانہ ہے، پچھیں کسے نوازنے پر آئے تو وہاں ایک بہانہ ہے۔ اپنا جیو خوش تو زمین آسمان خوش، اپنا جیو خوش تو سب جہان خوش۔ دنیا میں اپے ہور اپنا نام ہے، اپنا جیو خوش رکھنا بڑا کام ہے جسے پادشاہی کتے سو دو پادشاہی جد ہے۔ اپناں منجے تجہ جیا وزیر ملیا ہے خدا ہے۔ مددرب ہوا ہے۔ بارے اقبال کچھ سبب ہوا ہے۔ خدا سبب ساز خدا بندی کوں خوش کرتا نواز۔

القصہ بارے آخر جس وقت کہ عشق پادشاہ عالم پناہ ظل اللہ صاحب سپاہ کی عقل پر بندیری مقرر ہوئی، امیری مقرر ہوی، عشق پادشاہ عالم پناہ ہمت کوں فرمایا کہ دل کو ہجراں کے کوٹ میں رقیب نے دند سوں بند کیا ہے، بہت خوار کر آزار دیا ہے۔ توں جاکر، خاطر لیاکر، دل کوں۔ عاشق کامل کوں اس نا جیل کامل کوں وہاں تی میرے حضور لیا، ہور اس کے پانوں میں بند کا زنجر اس رقیب بے نصیب کے پانوں میں بھا۔ ہور غیر کو اس کی دختر ہے، بد اختر ہے، لڑنے میں بہت ماہر ہے، اسے

بی قلب جا گئے ہیں قید کر کر آ۔ جو وہاں تی کہیں نکل نا جاوے، وو کہیں
جھانکنے کی فرصت نا پاوے وو بہت بری ہے، شکر کی چھری ہے۔ جان جالی لگی
واں بلا بسائے گی۔ ہمت نے عشق پادشاہ عالم پناہ صاحب سپاہ کوں
سلام کیا، دعا سب تمام کیا۔ ہجراں کے کوٹ کوں چلیا، جوں پاراں نواں
میں ڈھلیا۔ وہاں جا کر لڑ کر جھگڑ کر کوٹ لیا، جھگڑا فتح کیا۔ دل کوں اس
کوٹ میں تی بھار لیایا، دل کے پانوں میں کا بند کاڑ کر اس رقیب بے نصیب
کے پانوں میں بھایا۔ ہور غیر کوں بی پرانے گھر میں شیطاناں کے گزر میں
چھوڑیا، چاروں طرف تی کاندا چیتا دروازاں کے پاٹاں جوڑیا کہ دسری بار
ایسی شیطانگی نہ کرے، دو دیس ادب پاوے ٹک ڈرے۔ غیر خاطر بی
جیو تلملتا۔ وے کیا کرنا دنیا کا کام ہے ادب کئے باج نہیں چلتا۔ کیا
خفی عقل آئی، غیر نے جیسا کری ویسا پائی۔ پچھیں ہمت نے دل کوں عاشق
کامل کوں واصل کوں بہت یاری سوں بہت دوست داری سوں عشق پادشاہ
عالم پناہ صاحب سپاہ کے حضور لیایا۔ دل کوں ہور عقل کوں ہور عشق کوں
ایک جاگا لایا۔ یوں سب جوں لگے، ایکس کے ایک گلے لگے۔ کیا عداوت
ہور بٹ دور رہیا سب کوڑ کپٹ دور ہوا۔ فتوا لوٹیا حرکت بھاگی، دشمنی
تی دوستی جاگی۔ آخر عقل ہور عشق ہور ہمت مل اندیشے کہ دل حسن سوں عقد
کرنا اس کام پر جد دھرنا۔ کہ دل نے حسن خاطر بہت جفا دیکھیا ہے، بہت
سوسیا ہے۔ سب ملے سب ہوئے خوش حال ہے اپتال دل کوں نا بسرنا،
یو کام اندیشے ہیں سو کرنا۔ اس کام کوں سب قرار دیئے بیاہ کا کاج مانڈے
ڈبرے ٹھایں ٹھار دیے۔ گھر سنوارے جاگا جا کا نقش نگارے، صدرے
بچھائے۔ باجے رنبھا اربسی میکا پاتراں آ کر ناچے۔ ٹھاریں ٹھار آرائش کئے

دل سورج کا حسن چاند سوں جلوہ دیئے۔ ناز غمزا عشوا لطافت ہر چھند یو چندنیاں ساریاں، اس سورج پر اس چاند پر تارے واریاں۔ عالم سب ہوا تماشہ مات، دلیس تی روشن ہوی رات۔ مشتری تماشہ دیکھنے آئی۔ زہرہ نے جلوہ گائی۔ حسن ہور دل کا عقد کیئے، سب مل مبارک بادی دیئے۔ اتاں غم بسرنے خاطر، عشرت کی خلوت کرنے خاطر، پھولاں سوں سیج سنوارے چھپّر پلنگ کا پردہ اتارے۔ دو نو دل کھول لیتے گز ریا قصہ بول لیتے۔ ایکس کوں ایک گلے تی ایکس پر ایک قربان جاتے۔ ایکس کی خاطر ایک تر پھرتے ایکس کے پاؤاں پڑتے۔ ایکس کوں ایک شرطاں کرتے آہ مارتے اسانس بھرتے۔ ایکس کوں ایک دیکھتے نیند اڑ گئی نیں سوتے، اتاں کی خوشی یاد آئی تو ہنستے اوّل کا دکھیا دآتا تو روتے۔ اپس میں اپے جیوں جانے تیوں بہت سوادسوں سب رات گزرانے۔ باتوں میں پاتوں سینے سوں سینہ ادھر پر ادھر ہات میں ہات، دو نوں مل یوں سوتے جانو ایک وجود ایک ذات۔ نازاں تی گھونگٹ کھولے، غمزیاں تی باتاں بولے۔ نخریاں کا ہجوم چڑیاں عشواں تی سن آ کر یا۔ چھنداں تی جھڑلا لیے چالیاں تی تماشہ دکھلائے۔ لطافت ذوق میں آئی، دیدیاں کوں بہت رجھائی خوشی تمائی۔ مروت چلبلنے لگی، محبت آنکھیاں میں گھلنے لگی۔ بنگڑیاں شور کیاں گھنگرو غل اچائے، کمر تی ندر کر کھلیاں ہاراں سینے پر دند لائے۔ پھولاں خرمے میں بھگے تو کا تو یچہ کملائے۔ خوشبوئی کی ڈوری چھٹی چوندھر باس کی مہکار اٹھی۔ دو چار پیالے شراب کے پیئے، دنیا میں جو کچھ کرتے سو گئے غم کے بلا گئے، بہت غلبلا کرے۔ غنچہ کھلیا پھول ہوا سب تن، ہوا سیج بھی گلاں کا چمن۔ الماس سوں کھودے یاقوت کا کھن۔ بہار نکل آئے

لعل رتن- یاقوت کے رنیریاں کی طبلی پھٹی، دھن ہانک ماری چلپلا کر اٹھی
دِل بادشاہ چتر جوہری بہت شانا، بیندھیا ان بیندھیا موتی کا دانا۔
حسن ناز کرے رونے کے بہانے، دل لگیا گلے لالا سمجھانے۔ روتی تھی
سو یکا یک ہنس پڑی، ابھی ایس ہیں دو نچہ گلے لگنے لگی گھڑی گھڑی، بھی
وہی محبت وہی پیار، ایکس پر ایک صدقے ایکس پر ایک بلہار۔

الحمدللہ دو نوں کوں ہوا وصال، اپنا دل خوش تو سب عالم
خوش حال- دل کو ملیا جیو کا جانی، یو وصال مبارک یو خوشی ارزانی
اتی جفا دل پڑی تو میسّر ہوئی یو وصال کی گھڑی- مرداں نے مشقت
سوں اُمیّد کے دروازے کھولے ہیں، من طلب شیًا جداً فوجد کر لیے
ہیں- یعنی جو کوئی جس کام جد دھریا، ان نے وو کام کر رہا- بندہ یک
دل سوں جو امید کر کیا، خدا اسے البتہ وو امید دیا- بارے آخر دل
کی محنت سب فراغت ہوئی، مشقت راحت ہوئی- جفا وفا ہو آیا،
غم نشاط کا بار لیایا- رونا ہنسی کا پہنیا لباس، دل گیری خوشحالی ہور جی
پاس- دشمنی دوستی ہو آئی، کھٹائی ہیں میٹھائی بھائی- پریشان جمعیت کا
کی کام، نامرادی مراد ہوئی تمام- حسن ہور دل انو دونو کا بیاہ ہوا
انو دونو کے عشق کا نیا ڈھوا- جیس یک دیس دل ہور ہمت ہور نظر،
تینو شراب پئے، تینو مست بے خبر، تماشہ دیکھتے دیکھتے رخسار کے گلزار میں
آئے، دھن آب حیات کا چشمہ پائے- وہاں دیکھتے ہیں ایک پیر سبز پوش،
کلاہ زرتار بناگوش، صاحب ہوش، اس چشمے پر کھڑا اڈ تاہے، جو
کوئی اسے دیکھیا دو جلتا ہے- دو پیر سو مکھڑ یکا پاپج، بہت خوب
داج داج- بہت آلا چاروں طرف ہرے نور کا اجالا- دیکھتیچ جیو جاتا

له بیاه

بھی آتا، یوں دیکھنا عاشق کوں بہت بھاتا۔ اگر یو آبِ حیات یوں
جیونا کرے گا تو ایک بار کیا کہ عاشق ہر روز ہزار ہزار بار مرے گا آب
حیات کا مدد ہر دم، اتاں عاشق کوں مرنے کا کیا غم۔ ہو ساں سوں
مرنے آتا، ہزار ہزار کچھ فکراں کرنے آتا۔ ہمت بولیا دل کوں کہ اے
دل یہاں کچھ چیت دھر، اس پیر سوں روشن ضمیر سوں قدم بوسی
کر یو پیر خضر پیغمبر ہے، آبِ حیات کے چشمے پہ ہے۔ دل نے جوں ہمت
بولیا تھا تیونچہ دوڑ کر اس پیر کی قدمبوسی کیا، ادب سوں نزدیک بیٹھیا
اس پیر کی دعا لیا، جو دل کے دل میں راز کا خیال آیا، خضر نے بی انکھیاں
سوں دونچہ اشارت دیکھلایا۔ دل ہور انکھیاں سوں بات ہوئی، دے
دو بات دونو کے سات ہوئی۔ خضر کی فیض دل کوں انپڑیاں اپنی مراد
کی منزل کوں انپڑیا۔ دل نے خاطر قرار کیا، گھر دار کیا روزگار کیا۔ دل
کو فرزنداں ہوئے۔ فرزنداں خردمنداں ہوئے، اس فرزنداں میں کا بڑا
فرزند سو یو کتاب، لائق قابل مستند ہر باب۔ اپنے وقت کا لقمان
افلاطون، اپنے وقت کا خرد فرہاد مجنوں۔ اپنے وقت کا خاقانی انوری
سعدی۔ اپنے وقت کا ظہیر کمال سلیمان اپنے وقت کا ہر ایک بات کا ہادی۔ کلام کا
صاحب، فام کا صاحب، الہام کا صاحب، ہریک کام کا صاحب، روشن ضمیر صاحب تدبیر
ہر فن میں ماہر، چھپیا سب اس کے آگے ظاہر۔ خدا کا واصل صاحب دل عاشقاں
کا رہنما صاحب حال صاحب حاصل۔ ہاتفِ غیب کا آواز، محرم اسرار
محرم راز۔ راز داراں کا آدھار۔ عاشقاں کے جیواں کا یار، مجلس کا سنگھار،
دل کے باغ کا بہار، سر تی پانوں لگ گلزار۔ پادشاہاں کی مجلس میں
بکھرے موتیاں کے دریا میں ترے۔ عاشقاں کا دل بہلاتا معشوقاں کوں

تپاتا، سب کے دل کوں بھاتا۔ بہت خوش شکل بہت خوش رو پادشاہاں کوں اس کے دیکھنے کی آرزو۔ ہزار قصے ہزار شعر ہزار لطیفے یاد، جس کے نزدیک بیٹھے اس کا دل ہوا شاد۔ سب کے دلاں کا آرام سب کوں اس سوں کام۔ بہت اس میں عقل بہت اس میں فام، سب کام میں تمام۔ جاں یو اچھے واں دلگیری ناآوے، صحبت اس کی سب کوں بھاوے۔ بات اس کی جوں شکر جوں نبات، جو لگن دنیا تو لگن اسے حیات۔ بارے جو وقت تھا ایک ہزار ہور چہل و پنج اس وقت ظہور پکڑیا یو گنج۔ جو کوئی صاحب سخن اچھے گا، جو کوئی صاحب فن اچھے گا اسے یو سخن اثر کرے گا مست بے خبر کرے گا اپنا کرے گا اپنی ادھر کرے گا۔ وو پچھانیگا وو اس بات کی قدر جانے گا، ہمنا یاد کرے گا اپنا دل شاد کرے گا۔ دل پرتی جائے گا[ل] فکر، اسے ہماری لگے گی ذکر ہماری بات کی لطافت کے پیالے کا اثر چڑھے گا، ہزار اعتقاد سوں بدل و جان ہماری سلامتی کی فاتحہ پڑھے گا۔ عجب مرد تھا کہے گا عجب صاحب درد تھا کہے گا۔ عجب کامل تھا کہے گا، عجب فاضل تھا کہیگا۔ ہادی ہے کہے گا، منادی ہے کہیگا۔ ہزار شکر کہ بارے الحمد للہ کتاب تمام ہوا، مقصود حاصل ہوی سب کام ہوا۔ زور سوں نہیں آتا فام۔ سہج سوں آلگتا کام۔

اتاں جوں حسن ہور دل اپنی مراد کوں انپڑے، اپنے کمال اعتقاد کوں انپڑے، تیوں پادشاہ ہور پادشاہ کے دوستاں، پادشاہ کے عزیزاں پادشاہ کے خویشاں قرابتاں پادشاہ کے پیاریاں پیارے، مانتے منگنہارے پادشاہ کے خدمتگاراں

ل جائیگی کا

دولت خواہاں، دعاگویاں امیدواراں، سب اپنی مراد کوں انپڑو
انوں کوں غیب کی نعمت سنپڑو۔ رزق فراخ اچھو، ہمیشہ بعیش عشرت اچھو
عمر دراز اچھو، دائم بدولت اچھو، عاقبت بخیر اچھو، ایمان
سلامت اچھو۔ آمین یا رب العالمین۔

فرہنگ الفاظ سب رس

الف

آبلوچ : مصری

آٹاآٹ : سخت مشکل، آفت

آجنوں : اب تک

آپتا : خودسر، خوددار

آرزوماد : آرزومند

آلا، آلی : اعلا

آنکھی : آنکھ

آنگے : آگے

اُبرنا : ابھرنا، باقی رہنا

ابھال : بادل، بارش

ابھالے : چھلانگیں

ایکار : احسان

ایروپ : نادر، اعلیٰ درجے کا

اپنی وادی پر آنا : اپنی وائی پر آنا، اپنی بات پر اڑنا۔

اتال : اب

اتا : اب

اُتارو : اتارنے والا

اتاریاگیا : مارا گیا

اٹنا : اٹھنا

اجھوں : ابھی

اُچانا : اٹھانا، بلند کرنا

اُچاٹ : اداسی، بیزاری

اچھیگا : ہوگا

ادنتری : معلق

ادھر : لب، ہونٹ

اڑیا : مشکل میں پھنسا ہوا، مبتلائے مصیبت

اساس : آہ

اگلا : بڑھ کر، افضل

لگلے : بڑھ کر، افضل

الابلا لینا : بلائیں لینا، واری ہونا

امس : ہمت، حوصلہ

اناجتی : انجان پنے سے، بے خبری سے

انپڑے : پہنچے

انجاننا : انجان، نہ جاننے والا

انجھو : آنسو

اندیشا : سوچا

اندیشواں: فکرمند
اندھلا: اندھا
انکڑی: اکڑی
اواسوا: ایرے غیرے
اوتار: اعلا درجے کا
اوتالا: جلدی کرنے والا
اودھرم: بے دھرم، بے ایمان
اوکل: بے کلی، بے قراری
اولاسا: دلاسا
اولکھن: بدچلن
اولالے: چہل، کلیل، جوش
اولالیاں: چہل، جوش
اتے: اتنے (مذکر)
ایتیاں: اتنی (جمع مونث)
ایسیچ: ایسے ہی
ایکیس: ایک
ایکتیل: ایک ذرا
ایلاڑ: ادھر

ب

باٹاں: (باٹ کی جمع) رستے
باج: بغیر
بارا: ہوا
بار: دیر
بارہ باٹے: ٹکڑے ٹکڑے، منتشر مفقود
بانچنا: بچنا
باول: بے وقوف
باندے: بندھے ہوئے
بجاگ: بجوگ، جدائی
بچتر: مصوّر
بدل: بدلے کے واسطے
بڈھاے: بڑھاے
برلی: نادر، انوکھی
بست: چیستر
بسراٹ: بھول، فراموشی
بسلایا: بٹھایا
بسلالیا: بٹھالیا
بسوار: مسالہ
بنبی: خرمن
بندلے: بوندیں
بنگڑیاں: چوڑیاں
بنیچہ: بن یعنی باغ ہی میں
بورٹ، بونٹ: جنگلی کا پودا
بول دھرنا: نام رکھنا، الزام دینا
بی: بھی
بے خبراگی: بے خبری

بیٹنا: بیٹھنا
بیگیج: جلدی

بھ

بھاسی: ڈلے گا
بھاتے.. خواہش، خوشی
بھانا: ڈالنا
بھان: بہن
بھتر: بھیتر، اندر
بھشت: بھرشٹ، ناپاک
بھگنا: سیر ہونا
بھگانا: بھگونا
بھلتا: فریفتہ
بھنور: بھونرا
بھوگنا: عیش کرنا
بھتیں: زمین
بھیاڑ: بیاہ
بھیٹ: خوف

پ

پاچ: ایک قسم کا جواہر، زمرد
پاچ: (مکڑی) = مکڑی کا جالا
پاڑنا: ڈالنا
پالیتی: جاسوس، مخبر
پال: مینڈ، کنگرہ، بند
پالشٹ: پلید
پایک: قاصد
پتیارا: اعتبار، بھروسا
پتیانا: اعتماد کرنا
پران: جان
پرتے: بساط، مقدرت
پرس: پارس، پارس پتھر
پرسن: خوش، راضی
پرگٹ: ظاہر
پرگم: متفکر
پڑیا: پڑا
پنچنا: مارنا
پنچی: ماری
پوچ: پوچھ
پہراگر: پہن کر
پیکاں: پیسے
پیکا: پیا
پیکھنا: تماشہ
پیلاڑ: پرے، ادھر

پھ

پھاندے: پھندے
پھانگیا: بھاگ گیا

پھلنگے: بھاگے

پھیرا کر: پہن کر

پھکٹ: مفت

ت

تاتتا: چرچا

تیرالو: تیراک

ترپھرنا: بے تاب ہونا

ترپھرے: بے تاب ہوتے

تغادا: تقاضہ

تغادے: تقاضے

تغاس: تپاس، تلاش

تقوا: ہمت، ڈھارس

تکنگی: بے قراری

تکبیگ تکبیگ: پریشانی، بے چینی

تلملنا: تلملانا

تمتماہٹ: ہنگامہ، چہل پہل

تمریا: [illegible]

تولگوں: تب تک

تی: سے

تیزی: بازی، گھوڑا

تھنچی: دھوکا دیا

تھی: سے

ٹ

ٹومنی: ایڑی، ٹھوکر

ٹونیاں: ٹونے یا سحر

ٹھ

ٹھاویں ٹھاؤں: جگہ جگہ

ٹھیل: ٹال مٹول

ٹھیلنا: ٹھکرانا، رد کرنا

ج

جالیا: بلایا

جپنا: یاد کرنا، ذکر کرنا

جترب: پیشوا، شعار

جد: جب

جروتی ہے: گڑتی ہے

جرونا: پچکنا

جڑتے: مقابلہ کرتے

جنگم سدھ: پیر مرشد

جنے: جن نے

جوبن: پستان

جولگوں: جب تک

جیتی: جتنی

جیتے: جتنے

جیہ دان: جان کی قربانی

جھ

جھاڑ: درخت

جھالاں: چوکڑیاں

جھڑتی دینا: محاسبہ لینا، تلاشی لینا

جھونٹے: چٹیا کے بال

چ

چاڑ: نشان، داغ، چوٹ، سہارا

چاڑی: چغلی

چالے: (چال کی جمع) چال، مکر

چپ: یونہی، بلاوجہ، خواہ مخواہ

چترنا: تصویر کھینچنا

چٹ: چاٹ

چٹ: ہوس، لالچ

چٹ: فوراً

چٹک لانا: بہلانا

چڑ پھڑنا: بے تاب و بے قرار ہونا

چڑھے گا: چڑھے گا

چکلنا: دبانا، بھینچنا

چکلیا: بھینچا، زور سے دبایا

چکل کر: بھینچ کر

چکور: ممنون

چلنت: چال چلن

چمٹی: چیونٹی

چوٹڑ: نقصان، خسارہ

چوسار: ہوشیار، سمجھ دار

چوساری: خبرداری، چوکسی

چوندھر: چاروں طرف

چینت: فکر

چینیا: چننا، جیسے دیوار چننا

چھ

چھلکا: چھلکا

چھلے: (واحد چھلا) چھالے

چھنداں: ترکیبیں

ح

حیقی: اندھیرا

خ

خواست: خواہش

د

داٹ: مضبوط، گہرا

داڑی: داڑھی

دانا دانی: دانے دانے، ٹکڑے ٹکڑے

ددس: درشن

درشنی: درشنی

دھڑی مارنا: مکھیاں مارنا، چپ چاپ

دیکھ: دیکھنا

دسنا: دکھائی دینا
دک: حد، ہمت
دگدایا: ڈگمگایا
دند: دشمنی
دندسارتے: دشمنی کرتے
دندسارنا: دشمنی پھیلانا
دندی: دشمن
دورائی: آگائی
دوکال: بُرا زمانہ، گرانی
دیس: دن
دیس انتر: دیس نکالا

دھ

دھات: قسم، طرح
ڈھاڑ: آفت، مصیبت
دھانا: دوڑنا، لپک کر چلنا
دھتیارے: دھوکے باز، دغاباز
دھرگت: خیر، بھلائی۔
دھنگانا: ہنگمہ، چہل پہل

ڈ

ڈاٹ: مضبوط
ڈونگر: چٹان، پہاڑی
ڈونگی: گہری

ڈھ

ڈھتارے: ڈھیٹ بند، دغاباز
ڈھیگ: ڈھیر، انبار

ر

راجوٹ: حکومت
راسک راس: ٹھیک ٹھیک
رانے: ماندہ
راواں: توتا
رتی: ریت اول
رج: جوش، جذبہ، عیش پرستی
رچھ: غیرت
رسری: رسی
رقوم: نام، شہرت
رن کھام: میدان جنگ کا کھم یعنی بہت بہادر۔
رول: رواں
رولش: روشن
رتیج: شوق، ولولہ
ریل جھیل: ریل پیل

ز

زد: خراب
زیاست: زیادہ
زیاستی: زیادتی۔

س

ساندنا: جوڑنا، تیار کرنا

ساندی: دیوانہ

ساوچیت: محتاط، خبرداری، چوکسی

ستمی: ظالم

ستی بھانا: بہتان لگانا

سٹے (سٹنا): ڈالنا، گرانا، پھینکنا

سراکر: سراہ کر، تعریف کر کے

سرپیچہ: ابتدا، سے ازل سے

سرجنہار: پیدا کرنے والا۔

سرنا: تکمیل ہونا، ختم ہونا۔

سری: مانند

سکال: ارزانی، اچھی فصل، اچھا زمانہ۔

سکتا: قادر۔

سگھڑ دل: سگھڑ، باسلیقہ

سلک دینا: منہ لگانا، بے تکلفی

سلگے: ملے ہوتے۔

سم: مانند

سنپڑنا: ہاتھ میں آنا، گرفت میں آنا

سنپڑے: ہاتھ لگے

سنتنا: سونا

سنچرنا: نمودار ہونا، حرکت میں آنا

سنگاتی: ساتھی

سنمکھ: روبرو، سامنے، مقابل۔

سوال: قسمیں، حلف

سوراتا: خودغرضی، غرض، مطلب

سوسنا: برداشت کرنا

سیا: سہا

سیک: سیکھ

ش

شانا: سیانا

شرزہ: تیندوا، بگھیلا

ص

صدر: قالین فرش وغیرہ

غ

غلبلال: بے تابی، جوش وخروش

غلغال: غلغلہ، شور، ہنگامہ

ف

فام: فہم، سمجھ

فتوا: تہمت، بہتان۔ فساد۔

ک

کارچ: کانچ

کاڑنا: نکالنا

کاڑی: تنکا

کاڑے: نکالے

کاکلوت : حرص، لالچ

کالویاں : نالے (پانی کے)

کاں : کہاں

کاند : دیوار

کبل : مشکل

کتے : کہتے

کتنیک : کئی ایک، متعدد

کجاٹ : فساد، جھگڑا، ٹنٹا

کجوانا : کجیانا

کدھاں : کب

کدھیں : کہیں

کلانا : جھگڑا کرنا، لڑنا

کلاکتیاں : مکاریاں

کلف : قفل

کلکلانا : شور و غل کرنا، چلانا

کلکلاٹ : بے قراری

کلیمے : ٹلے

کنگے : کنگھی

کنگورا : کنگرا

کنے : پاس، نزدیک

کوں : کو

کوتی : کوتاہ

کوتیاں : کتیاں

کوڑ : بے وقوف، بدنفس

کوڑا : گیدڑ

کولک : کب تک

کولگن : کب تک

کولیاں : گیدڑ (جمع)

کیلی : کنجی

کی : کیوں

کھ

کھان : کھانا

کھڑیا : واقع ہوا

کھساٹیاں : کھوسٹ، بڈھی عورتیں

کھلگا : بھینا

گ

گاروڑی : مداری، بازی گر

گانڈا : گنا، نیشکر

گڑ دینا : بوسہ دینا

گڑھ : کوٹ، قلعہ

گڑگا : پاجامہ

گلانا : گھولنا، گھلانا

گلنا : گھلنا

گمٹ : گنبد

گمنا : بسر کرنا، وقت گزارنا

گنبھیری : گہرائی، بھاری بھرکم بنا

گوی: شیر کے رہنے کی جگہ

گھ

گھابرا: گھبرایا ہوا، پریشان

گھالنا: ڈالنا

گھالیا: ڈالا

گھانگرا گھول: پریشان

گھَٹ: سخت، مضبوط

گھُٹ: گھونٹ

گھر گھالو: گھر برباد کرنے والا

ل

لاٹنا: ذلیل کرنا

لانڈکا: بھیڑیا

لانا: لگانا

لائی: لگائی

لڑلینا: کاٹ لینا

لڑنا: ڈسنا

لکھن: رونق، چال چلن

لکھنڈ: قلابازی

لگن: ٹیک

لوڑنا: طلب کرنا، چاہنا

لوگاں: لوگ

لہوا: لوہا، تلوار

لئی: بہت

لیایا: لے آیا

م

ماتا: مست، مدہوش

ماڑے: ماڑی، بالاخانہ

ماملا: معاملہ

مانا: معنی

مان: عزت، حرمت

مانڈنا: انجام دینا

مانک: موتی

متا: مجال

متا متے: مشورہ کیا

مردنا: اکڑ اکڑ کر چلنا، ناز سے چلنا۔

مردتی ہے: اکڑ اکڑ کر چلتی ہے

مستید: مستعد

مکری: مکار

منا: منع

منائی: ممانعت

منگنا: چاہنا

منے: میں، درمیان

موپ: سیاہی، نقش

موٹھی: مٹھی

مونچھاں: مونچھیں

موں : منہ
مہرداں : مہربان
میانے : درمیان
میرا : میل

ن

ناٹھنا : بھاگنا
ناری : عورت
نانڈنا : زندگی بسر کرنا ،سلیقے یا سگھڑاپے سے
ناہوسی : نہ ہوگا
نباڑنا : نبیڑنا
نبتر : بدتر
نپٹ : بالکل
نداں : نادان
نرجیون : بے جان ،مردہ
نرالے : الگ نرالے
نڑری : نرخرہ
نزیک : نزدیک
نس دن ، رات دن ،شب و روز
نقشاں چھینا : عیب جینی کرنا
نکامی : نکمی
نگہداشتی : خبرگیری ، دیکھ بھال
نگانا : لوٹنا
نواں : نشیب
نواں نوتی : نیا ، تازہ
نواں نیچہ : نشیب ہی
نھاٹنا : بھاگنا
نہی پن : بچپن
نھنوار : بچہ
نیٹ : استقلال ، درستی

و

واج واج : واہ واہ ، خوب خوب
وادی : داؤں
وازہ : بیزار ، تنگ ، پریشان
واقا : مصیبت ، واقعہ
وزا : وضع
وصول : اصول

ھ

ہب : اب
ہچ : احمق
ہٹ پکڑنا : مضبوطی سے پکڑنا
ہٹرے :
ہم : ہمت ، حوصلہ ، مقابلہ
ہنگارنا : ہانکنا
ہوڑ : شرط ، بازی ، احمق
